عمران سیریز
ری بائٹ
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوایشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کُلی مطابقت اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— 40/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین! سلامِ مسنون! نیا ناول پیش خدمت ہے اس ناول میں ایک بار پھر دنیا کے دو عظیم جاسوس عمران اور کرنل فریدی براہِ راست مقابلے پر اُترتے ہیں لیکن یہ مقابلہ ہی منفرد انداز میں ہوا ہے۔ کرنل فریدی اور عمران دونوں کا تعلق علیحدہ علیحدہ ملکوں سے ہے اس لئے جب بھی دونوں ملکوں کے مفادات ٹکراتے ہیں یہ دونوں بھی اپنے اپنے ملک کے مفادات کے تحفظ کے لئے میدان میں اُتر آتے ہیں اور ظاہر ہے جب دو عظیم جاسوس ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو جاسوسی ادب میں ایک اور لافانی کارنامے کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ ناول بھی اس طرح کے ایک لافانی کارنامہ پر مشتمل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ہر لحاظ سے آپکی توقعات پر پورا اترے گا۔ آیئے اب قارئین کے چند خطوط ملاحظہ کر لیجئے۔

لاہور کمن آباد سے محمد غفران احمد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ نے آج تک عمران کو خلا میں نہیں بھیجا۔ برائے مہربانی ایسا ناول لکھیئے جس میں عمران خلاء میں کوئی کارنامہ سرانجام دے۔"

محمد غفران صاحب! جرائم کو ابھی زمین تک ہی محدود رہنے دیجیے آپ کیوں خواہ مخواہ جرائم کا دائرہ وسیع تر کرنا چاہتے ہیں کہ عمران کو وہاں جانا پڑے۔ ویسے بھی خلاء کا معنی تو خالی جگہ ہوتا ہے اور جو جگہ جرائم سے خالی ہو، وہاں عمران کا کیا کام۔

عبداللہ ہارون روڈ کراچی سے محترمہ افروز سحر صاحبہ لکھتی ہیں کہ "فور کارنرز میں آپ نے فریدی، عمران اور پرمود کو یکجا کر کے نہ صرف آپ نے ہر کردار کا وقار قائم رکھا بلکہ اسے تقویت بخشی جس کے لئے ہم آپ کے شکر گذار ہیں۔"

محترمہ افروز سحر صاحبہ! ناول کی پسندیدگی کا شکریہ۔ مشترکہ دشمن کے مقابلے میں تینوں عظیم کرداروں نے اپنی اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے کہ دشمن کے مقابلے میں ہر شخص کو چاہے وہ کسی حیثیت کا مالک ہو اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا چاہیئے تاکہ حق کو تقویت پہنچے۔

دبارٹی سے سجاد احمد شاہد صاحب لکھتے ہیں۔ "اگر آپ عمران کی بہن ثریا کی شادی نہیں کرواتے تو کم از کم اُسے سیکرٹ سروس میں تو شامل کرلیں"۔

سجاد احمد شاہد صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ثریا کے والدین اور بھائی اللہ کے فضل سے موجود ہیں اس لئے ثریا کی شادی کا فیصلہ کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔ باقی رہی ثریا کی سیکرٹ سروس میں شمولیت تو اس کا بڑا بھائی عمران ابھی تک سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہوسکا۔ چھوٹی بہن کا نمبر تو ظاہر ہے بعد میں ہی آئے گا۔ حفظ مراتب بھی تو اچھے اخلاق کا حصہ ہے۔

بہاولپور سے محمد شکیل اصغر صاحب لکھتے ہیں۔ "میں نے عمران سیریز میں ایک ناول لکھا ہے لیکن اس کا عنوان سمجھ میں نہیں آرہا۔ ایسا اچھا عنوان جیسا آپ اپنے ناولوں کا رکھتے ہیں اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے اچھے سے عنوان لکھ کر بھیج دیں"۔

محمد شکیل اصغر صاحب! سب سے بہتر عنوان تو یہی ہوسکتا ہے کہ "عنوان نہیں ملتا" لیکن ذرا کاتب صاحب کو سمجھا دیجیئے گا کہیں وہ "عنوان نہیں ملتا" کی بجائے "عمران نہیں ملتا" لکھ دے اور قارئین آپ کے ناول میں عمران کو ہی ڈھونڈتے رہ جائیں"۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سُرخ رنگ کی سپورٹس کار انتہائی تیز رفتاری سے اپ لینڈ کے دارالحکومت کی مین شاہراہ پر دوڑی جارہی تھی۔ اس سڑک پر چوبیس گھنٹے اس قدر رش رہتا تھا کہ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے یہ سڑک نہ ہو کاروں کا کوئی شوروم ہو۔ لیکن ایک تو یہ سڑک عام بڑی سڑکوں سے بھی دس گنا زیادہ کشادہ تھی دوسرے یہاں ٹریفک کے انتظامات اس قدر شاندار تھے کہ انتہائی رفتار سے دوڑنے کے باوجود یہاں کسی ایکسیڈنٹ کا ہونا محال تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس قدر معروف شاہراہ ہونے کے باوجود سپورٹس کار انتہائی رفتار سے اُڑی جارہی تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ پر سُرخ بالوں اور چھوٹی چھوٹی سُرخ مونچھوں والا ایک وجیہہ اور خوبصورت نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کا قد تو زیادہ لمبا نہ تھا لیکن جسم خاصا گٹھا ہوا، مضبوط اور ٹھوس تھا۔ چوڑے اور پھیلے ہوئے کندھوں کی وجہ سے ڈرائیونگ سیٹ پر ہونے کے باوجود اس کے جسم

نے باقی آدھی سے زیادہ سیٹ گھیری ہوئی تھی۔ ساتھ والی سیٹ پر ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی تھی جس کے جسم پر سرخ آتشیں رنگ کا اسکرٹ تھا اس کے سنہرے اور گھنگھریالے بال کندھوں تک لہرا رہے تھے۔ یہ لڑکی بھی خاصی خوبصورت، وجیہہ اور سمارٹ تھی۔ گو اس کی ناک چہرے کی مناسبت سے خاصی چھوٹی تھی۔ لیکن اس چھوٹی ناک نے اس کی مجموعی خوبصورتی کو کچھ اور زیادہ بڑھا دیا تھا۔

"میری ممی کا کل فون آیا ہے" ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے ساتھ بیٹھے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کال بک کرا کر فون کیا ہے تمہاری ممی نے ——— یا کوئی آپریٹر واقف مل گیا ہے" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے کتنی بار کہا ہے تم سے کہ میری ممی کے بارے میں ایسے ریمارکس پاس نہ کیا کرو" ——— لڑکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو ہمیشہ کوشش کی ہے ڈیئر ——— کہ تمہاری ممی کے متعلق بیچارے ریمارکس پاس ہو جائیں ——— لیکن اب میں کیا کروں وہ ہر بار فیل ہی ہو جاتے ہیں" ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لڑکی کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اب ممی اتنی بھی کنجوس نہیں ہیں ——— جتنی تم انہیں کہتے رہتے ہو" لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اتنا اور جتنا کا ہی تو سارا مسئلہ ہے ——— ورنہ میں تو انہیں کنجوس کی بجائے کن چوس بھی کہنے کو تیار ہوں ——— بہرحال تم بتا رہی تھیں کہ انہوں نے فون کیا ہے ——— نوجوان نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا اور لڑکی کی مترنم ہنسی سے کار کا ماحول گونج اٹھا۔

"پتہ ہے انہوں نے فون کیوں کیا تھا ——— انہیں سروس مل گئی ہے" ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سروس مل گئی ہے تمہاری ممی کو ——— کیا مطلب" ——— نوجوان اس بار بری طرح چونک پڑا۔

"اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے ——— یہ درست ہے کہ ممی کے پاس خاصی جائیداد ہے ——— ان کی انکم بھی بہت ہے لیکن اب وہ فارغ کیوں بیٹھی رہتیں ——— پھر ان کے پاس ایسی تعلیم ہے ایسا تجربہ ہے کہ انہیں ملازمت ملنی مشکل ہی نہیں ہے" لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اس بات پر حیران نہیں ہو رہا ——— مجھے معلوم ہے کہ تمہاری ممی کو سڑک پر پڑا ہوا ایک چھوٹا سا سکہ بھی نظر آ جائے تو وہ اسے اٹھانے کے لئے ایک گھنٹے تک اس پر پیر رکھے کھڑی رہیں گی اور ملازمت میں تو ظاہر ہے تنخواہ بھی ملتی ہے ——— میں تو حیران اس لئے ہو رہا ہوں کہ تمہاری ممی نے جس مضمون میں سپیشلائزڈ کیا ہوا ہے اس کے متعلق تو اپ لینڈ میں کوئی لیبارٹری ہی نہیں ہے۔ یہ سارا کام یا تو ایکریمیا میں ہوتا ہے یا پھر روسیاہ میں ——— ابھی تو شوگران جیسا ملک بھی اس قابل نہیں ہوا تو اپ لینڈ ——— اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ——— نوجوان نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہارا مطلب ہے جراثیموں کے بارے میں ——— ممی نے جراثیموں کے بارے میں ریسرچ پر سپیشلائز کیا ہوا ہے" ——— لڑکی نے

چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ بالکل تمہاری ممی جراثیموں کی ماہر ہے ــــ خاص طور پر خوبصورت جراثیم تو ان کی کمزوری ہیں" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی پہلے تو چند لمحے خاموش رہی پھر یکلخت چونک پڑی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"یہ تم مجھے خوبصورت جراثیم تو نہیں کہہ رہے ــــ اگر ایسا ہے تو تعریف کا شکریہ" ــــ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار نوجوان بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ حالانکہ اب تک ہونے والی بات چیت سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خود کھل کر ہنسنے کا عادی نہیں ہے۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ تم جراثیم نہیں بلکہ جرثومہ ہو ــــ اور دوسری بات یہ کہ اگر تم واقعی جرثومہ ہو تو پھر صنف نازک ہونے کی وجہ سے تمہیں جرثومہ نہیں بلکہ جرثومی کہنا چاہیئے یا پھر جرثومیہ ــــ کیا خیال ہے" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار لڑکی اتنی دیر تک ہنستی رہی کہ نوجوان اسے ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اسے شک پڑ رہا ہو کہ کہیں لڑکی پر کسی مخصوص بیماری کا دورہ تو نہیں پڑ گیا۔

"پھر کیا فیصلہ کیا تم نے مس جرثومی یا مس جرثومیہ" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تم ہر بات کو مذاق میں کیوں لے جاتے ہو ــــ ویسے تمہاری بات اب میری سمجھ میں بھی آ رہی ہے کہ ممی کے مطلب کی ملازمت تو یہاں مل ہی نہیں سکتی ــــ پھر انہوں نے کیسے کہہ دیا کہ انہیں ایک

بہت اچھی ملازمت مل گئی ہے" ــــ لڑکی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کسی ہوٹل کو جراثیم سے پاک رکھنے کی ملازمت ملی ہو" ــــ نوجوان نے کہا۔

"ہشت ــــ میری ممی ایسی گھٹیا ملازمت نہیں کر سکتیں ــــ میں انہیں فون کر کے ابھی پوچھتی ہوں" ــــ لڑکی نے کہا۔

"ان سے تنخواہ بھی پوچھ لینا ــــ تمہیں معلوم تو ہے آجکل میرے کلب کا بل کچھ زیادہ ہی بڑھتا جا رہا ہے" ــــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ممی کو کہنے کی کیا ضرورت ہے ــــ میں موجود ہوں۔ تم حکم تو کرو توصیف" ــــ لڑکی نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ــــ ہمارے ہاں منگیتر کی کمائی کو بہت برا سمجھا جاتا ہے ــــ البتہ ہونے والی ساس کی کمائی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے" ــــ نوجوان جس کا نام توصیف تھا، نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلو شکر ہے کہ تم نے بات منگیتر تک ہی محدود رکھی ہے ــــ شادی کے بعد تو اسے برا نہیں سمجھا جائے گا ــــ ویسے توصیف! مجھے حقیقت میں بڑی بوریت ہوتی ہے جب تمہاری جیبیں خالی ہوتی ہیں ــــ میرے بنک میں اس قدر رقم پڑی سڑ رہی ہے ــــ آخر وہ کب کام آئے گی" ــــ لڑکی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے کیا مطلب! ــــ یہ تم میری جیبوں کی تلاشی لیتی رہتی ہو؟"

توصیف نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں رقم کے لئے تھوڑی تلاشی لیتی ہوں" ـــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ تو میرے خیال میں تمہیں بھی معلوم ہے کہ چیل کے گھونسلے میں ماس نہیں ہو سکتا ـــــ لیکن پھر آخر تم کس لئے تلاشی لیتی ہو ـــ کمال ہے ـــ مجھے آج تک ذرا برابر بھی شک نہیں ہو سکا" ـــــ توصیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں شک پڑنے دوں تو پھر فائدہ تلاشی لینے کا ـــــ میں دراصل تمہاری جیبوں میں ان لڑکیوں کے فوٹو دیکھنے کے لئے ہاتھ ڈالتی ہوں جو تم خوامخواہ جیبوں میں ڈالے پھرتے رہتے ہو" ـــــ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میری جیبوں میں اور لڑکیوں کے فوٹو ـــــ کیا کہہ رہی ہو ـــ؟" توصیف نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے اب اتنے بھی بھولے نہ بنو ـــــ جس روز مجھے اپنے سے زیادہ خوبصورت لڑکی کا فوٹو تمہاری جیب میں نظر آ گیا ـــ بس اسی روز میری اور تمہاری شادی ہو جائے گی ـــــ چاہے مجھے تمہیں پستول کی نال پر نکاح کیوں نہ پڑھوانا پڑا" ـــــ لڑکی نے کہا۔ اور توصیف ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اوہ! ـــ تو یہ ساری تلاشی مقابلہ حُسن کے لئے ہوتی رہتی ہے" ـــــ تم فکر نہ کرو ـــ تم سے زیادہ حسین لڑکی تو ابھی اس دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوئی۔ اس لئے فی الحال تو اس شادی کا کوئی سکوپ

ہی نہیں ہے" ـــــ توصیف نے جواب دیا۔

"آخر تم شادی سے اس قدر الرجک کیوں ہو" ـــــ لڑکی نے یکلخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ میں الرجک ہوں" ـــــ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"تو پھر کیوں نہیں کرتے شادی ـــــ اور جب بھی شادی کی بات ہو تو تم صاف انکار کر دیتے ہو ـــــ ممی نے بھی اسی لئے فون کیا تھا وہ اب جلد از جلد میری شادی کے فرض سے عہدہ برآ ہونا چاہتی ہیں" لڑکی نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــــ کہیں ان کا واسطہ کسی خطرناک جرثومے سے تو نہیں پڑ گیا ـــ اوہ شہلا! ـــ تم نے فون نہیں کیا ممی کو" ـــ توصیف نے بات کرتے کرتے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ـــ تمہاری باتوں میں بھول ہی گئی ـــــ لیکن اب ممی شادی کے بارے میں پوچھیں گی تو انہیں کیا کہوں" ـــ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہیں کہہ دینا کہ جب وہ اپنی شادی کی ساٹھویں سالگرہ منائیں گی تو اس روز ہم شادی کر لیں گے ـــــ اس طرح جب ان کی سوویں سالگرہ ہو گی تو ہماری چالیسویں سالگرہ ہو گی شادی کی ـــــ کیا خیال ہے" ـــــ توصیف نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ابھی تم اور بیس سال شادی نہیں کرنا چاہتے" شہلا واقعی بے حد اُداس ہو گئی تھی۔

"بیس سال ـــــ لاحول ولا ـــــ اتنا عرصہ میں نے کب کہا ہے
اب کیا میں بوڑھا ہو کر شادی کروں گا ـــــ اس وقت جب اپنے
بچوں کے رونے کی آوازیں سننے کے لئے مجھے کانوں میں ایئر فون لگوانا
پڑیں گے" ـــــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور شہلا ایک بار
پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ بچوں کا سنتے ہی اس کا چہرہ شرم سے سرخ
پڑ گیا تھا۔

"تو پھر تم نے ایسی بات کیوں کہی" ـــــ شہلا نے ہنستے ہوئے کہا
اس کی اداسی اب دور ہو چکی تھی۔

"ارے میں نے کب کہا ہے ـــــ دیکھو! تمہاری ممی اب اُنسٹھ سال
کی تو ہوں گی ـــــ یہ اُنسٹھ وغیرہ ایسے ہندسے ہیں کہ مجھے الجھن ہوتی
ہے اس لئے میں نے ساٹھ کہہ دیا ہے" ـــــ توصیف نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم ممی کو اُنسٹھ سال کی کہہ رہے ہو ـــــ پتہ ہے وہ تو ابھی
چالیس کی بھی نہیں ہوئیں" ـــــ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ کمال ہے واقعی" ـــــ توصیف نے اس طرح کہا جیسے
اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں بالکل ـــــ یہ بھی میں نے اپنے طور پر زیادہ سے زیادہ بتائی
ہے ـــــ کم ہی ہوگی اس سے" ـــــ شہلا نے کہا۔

"لیکن ہمارے ملک میں تو نابالغوں کی شادی پر بڑی سخت پابندی
ہے" ـــــ توصیف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نابالغوں کی شادی ـــــ لیکن یہاں نابالغوں کا کیا ذکر ـــــ کیا میں

تم نابالغ ہیں" ـــــ شہلا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ظاہر ہے اگر تمہاری ممی ابھی پچیس چھبیس سال کی ہیں تو تم میرے
خیال میں ابھی ـــــ" توصیف نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ
دیا اور کار ایک بار پھر شہلا کے خوبصورت اور مترنم قہقہوں سے گونج اٹھی۔

"بات کو گھمانا تو کوئی تم سے سیکھے ـــــ بہرحال اب کان کھول کر سن لو
آئندہ بہار میں شادی ہوگی اور ضرور ہوگی" ـــــ شہلا نے فیصلہ کن
لہجے میں کہا۔

"بہار میں شادی ـــــ یعنی بہار کو تم خزاں بنانا چاہتی ہو ـــــ کمال
ہے ـــــ سارا سال بہار کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور تم اُسے ـــــ"
توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس بس ـــــ میں نے کہہ دیا ہے اور یہ میرا قطعی فیصلہ ہے" ـــــ
شہلا نے سامنے ڈیش بورڈ پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"ارے کچھ شرم و حیا بھی کر لیا کرو ـــــ کوئی دوسرا سنے گا تو کیا کہے
گا کہ لڑکی ہو کر اپنی شادی کے فیصلے کر رہی ہو" ـــــ توصیف نے
بات کو دوسرا رُخ دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا ـــــ جب لڑکے کی شادی ہو سکتی ہے تو لڑکی شادی کے
بارے میں فیصلہ کیوں نہیں کر سکتی" ـــــ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا قصور نہیں شہلا ـــــ آخر تمہاری ساری زندگی ایکسیمیا میں گذری
ہے ـــــ یہاں اپ لینڈ میں گذری ہوتی تو پھر پوچھتا" ـــــ توصیف
نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اگر ڈیڈی اس طرح اچانک نہ فوت ہو جاتے تو ہم شاید

کبھی یہاں نہ آتے —— اوہ! میں نے ممی کو فون کرنا تھا —— واقعی تم نے درست کہا ہے کہ یہاں ممی کی لائن کی جاب کیسے مل سکتی ہے" —— شہلا نے کہا اور جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس نے ڈریسنگ بورڈ کے نیچے نصب ٹیلیفون کا رسیور نکالا اور اس کی ایک سائیڈ پر موجود نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس رضا ہاؤس" —— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"میں شہلا رضا بول رہی ہوں" —— شہلا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ مس شہلا آپ! —— میں سوبی بول رہا ہوں بٹلر" —— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

"سوبی! —— ممی کہاں ہیں" —— شہلا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ آرام کر رہی ہیں" —— دوسری طرف سے بٹلر سوبی نے جواب دیا۔

"اوہ! —— واقعی یہ وقت ان کے آرام کرنے کا ہے —— اچھا میں پھر فون کر لوں گی" —— شہلا نے چونک کر کلائی پر بندھی ریڈیم ڈائل گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیلو بے بی —— میں بول رہی ہوں —— کیا بات ہے خیریت ہے اس وقت فون کیا ہے" —— اچانک لائن پر شہلا کی ممی کی باوقار آواز گونجی۔ شاید انہوں نے بیڈ روم میں موجود ایکسٹینشن کا رسیور اٹھا لیا تھا۔

"اوہ ممی! —— سوری! مجھے دراصل خیال ہی نہ رہا تھا کہ یہ وقت آپ کے آرام کا ہے" —— شہلا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں —— بس ویسے ہی لیٹی ایک کتاب پڑھ رہی تھی۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ کافی عرصہ ہوا کام چھوڑے ہوئے —— اس لئے ذرا اپنے آپ کو فریش کر رہی ہوں" —— شہلا کی ممی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ممی! —— کیا آپ واقعی ملازمت کر رہی ہیں —— ممی کیا ضرورت ہے ملازمت کرنے کی" —— شہلا نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"وہ بات نہیں ہے بے بی! —— جو تم سمجھ رہی ہو —— میں کسی ضرورت کے لئے ملازمت نہیں کر رہی —— تمہیں معلوم ہے کہ میں نے جراثیموں کے بارے میں کس قدر ریسرچ ورک کیا ہوا ہے —— بس اچانک ہی ایک ایسی آفر مجھے ملی۔ ظاہر ہے میں اسے کیسے ریجیکٹ کر سکتی تھی —— اس طرح فارغ بیٹھنے سے تو اچھا ہے اور پھر کام بھی میری ہی لائن کا ہے" —— شہلا کی ممی نے جواب دیا۔

"لیکن ممی یہاں اپ لینڈ میں آپ کی لائن کا کام کیسے ہو سکتا ہے یہ تو انتہائی پسماندہ ملک ہے۔ یہاں ان باتوں پر کون ریسرچ کر سکتا ہے" —— شہلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب اتنا بھی پسماندہ نہیں ہے جتنا تم کہہ رہی ہو —— یہ اور بات ہے کہ ایکریمیا کے مقابلے میں یہ ملک تمہیں پسماندہ لگتا ہے —— یہاں ساگالینڈ کے ساتھ اشتراک میں ایک لیبارٹری بنائی گئی ہے اس میں جراثیموں کے بارے میں تفصیلی ریسرچ کا بھی شعبہ قائم کیا گیا ہے اور مجھے اس شعبے میں کام کی آفر کی گئی ہے" —— ممی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے ــــ لیکن آپ کو تو پھر لیبارٹری میں ہی رہنا پڑے گا ــــ رضا ہاؤس تو خالی رہے گا" ــــ شہلا نے کہا۔

"ہاں! ــ مجھے پرسوں جانا ہے چارج لینے ــ اور تمہاری بات درست ہے۔ مجھے واقعی زیادہ وقت وہیں رہنا ہوگا ــــ تم خوامخواہ وہاں فلیٹ میں پڑی ہو۔ تم یہاں آجاؤ" ــــ ممی نے کہا۔

"نہیں ممی! ــــ وہ بالکل اکیلی جگہ ہے۔ میں تو وہاں بور ہو جاتی ہوں ــــ نہ کوئی ہنگامہ ــ نہ کوئی فنکشن ــــ بس ایک کمرے سے نکل کر دوسرے میں جاؤ ــــ اور دوسرے سے تیسرے میں ــــ یہ کوئی زندگی ہے" ــــ شہلا نے جواب دیا۔

"توصیف کو شادی پر منالو ــــ پھر شادی کر کے یہاں شفٹ ہو جاؤ ــــ اب توصیف کوئی نوکری تو کرتا ہی نہیں ــــ اس طرح تم دونوں یہاں بے حد خوش رہو گے" ــــ ممی نے کہا۔

"وہ تو مانتا ہی نہیں ممی! ــ بڑا بور آدمی ہے ــ لیکن میں نے اسے اپنا فیصلہ سنا دیا ہے کہ بہار میں شادی کروں گی ــــ ممی! وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تم لڑکی ہو کر شادی کے فیصلے کرتی ہو۔ اب دیکھو ممی! میری شادی ہو اور فیصلہ میں نہ کروں ــــ تو کیا کوئی اور آکر کرے گا ہونہہ" ــــ شہلا نے قریب بیٹھے توصیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور توصیف بے اختیار مسکرا دیا۔

شہلا کی بات کے جواب میں اس کی ممی بے اختیار ہنس پڑی۔

"وہ ٹھیک کہتا ہے بے بی ــــ یہاں اس ملک میں ایسا ہی رواج ہے۔ یہاں لڑکیوں کی شادیوں کے فیصلے ان کے ماں باپ کرتے ہیں۔

لیکن تمہیں واقعی یہ بات عجیب لگی ہوگی ــــ کیونکہ تم نے ایکریمیا میں آنکھ کھولی ہے" ــــ ممی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہوں! ــ بس مجھے نہیں پسند یہ رواج ــ اچھا ممی بائی بائی" شہلا نے کہا اور دوسری طرف سے بائی بائی کی آواز سنتے ہی اس نے رسیور کا ایک خانہ دبا کر رابطہ آف کیا اور رسیور واپس ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ہک سے لٹکا دیا۔

"تم خوامخواہ شادی کا فیصلہ کرتی پھر رہی ہو ــــ ابھی تو تم بے بی ہو" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ممی مجھے بے بی کہتی ہیں ــــ شروع سے ہی ایسا کہتی ہیں" شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہیں بے بی سمجھتی ہیں تو کہتی ہیں ــــ آخر تمہاری والدہ محترمہ ہیں ــ کوئی غیر تو نہیں" ــــ توصیف بھی شاید اسے تنگ کرنے پر تلا ہوا تھا۔

"بس بس ــ اب زیادہ پر جھاڑنے کی ضرورت نہیں ــــ میں نے کہہ دیا ہے کہ بہار میں شادی ہوگی اور ضرور ہوگی ــــ چاہے میں بے بی ہوں یا تم بابا" ــــ شہلا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا ــــ ابھی سے غصہ کیوں آنے لگا ہے ــــ ابھی بہار آنے میں تو بڑا وقت پڑا ہے" ــــ توصیف نے کہا اور شہلا بے اختیار ہنس پڑی۔

"ارے مائیٹرو آ بھی گیا" ــــ یکلخت شہلا نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اتنی لمبی کال کے دوران مانیٹرو تو ایک طرف ناراک بھی آسکتا تھا ـــــ توصیف نے کہا۔

"ہمی کال ـــ کیا مطلب! ـــ میں نے تو بس ضروری باتیں کی ہیں" ـــ شہلا نے کہا۔

"بس ضروری باتوں کے دوران ہی اتنا وقت گذر گیا کہ مانیٹرو آگیا۔ ابھی تو تم نے ضروری کہا ہے ـــ اگر بہت ضروری باتیں کرنی ہوتیں تو یقیناً ناراک آجاتا" ـــ توصیف نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کار ایک ہوٹل کے گیٹ میں موڑ دی۔

"سنو! ـــ اب ہوٹل کے کمرے میں جاکر چپک نہ جانا ـــ مجھے ان ہوٹلوں میں رہنے سے وحشت ہوتی ہے" ـــ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں شہلا! ـــ بس کھانا کھا کر جھیل کی سیر کو چل پڑیں گے"۔ توصیف نے کار پارکنگ میں روکتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے" ـــ شہلا نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور توصیف مسکرا دیا۔

ہوٹل میں ان کے کمرے چونکہ ریزرو تھے اس لئے انہیں بکنگ وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنا پڑا اور تیسری منزل کے دو کمروں میں ان کا سامان پہنچا دیا گیا۔

"تم چلو ڈائننگ ہال میں ـــ میں ذرا باتھ روم ہو آؤں" ـــ توصیف نے شہلا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ذرا جلدی آجانا ـــ میں اکیلی بور ہوں گی" ـــ شہلا نے سر

ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

توصیف نے ایک طویل سانس لے کر دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا اور پھر سیدھا ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پانی کا نل پوری رفتار سے چلا دیا اور خود اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر اس نے اس کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر سوئیوں کو مخصوص ہندسوں پر ایڈجسٹ کر کے اس نے ونڈ بٹن کو اور زیادہ کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے گھڑی کے درمیان ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ توصیف کالنگ۔ اوور" ـــ توصیف نے گھڑی کے قریب منہ رکھتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

"یس ـــ آغا اٹنڈنگ۔ اوور" ـــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"باس! ـــ میں مانیٹرو سے بول رہا ہوں ـــ میں اور شہلا یہاں سیر کرنے آئے ہیں ـــ راستے میں شہلا نے بتایا کہ اس کی ممی نے ملازمت کر لی ہے۔ اس پر میں چونک پڑا۔ کیونکہ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ شہلا کی ممی نے جراثیموں کے سبجیکٹ میں سپیشلائز کیا ہوا ہے اور وہ اگریمیا میں ایسی لیبارٹری میں کام کرتی رہی ہیں جہاں جنگی مقاصد کے تحت جراثیموں پر ریسرچ ہوتی رہتی ہے ـــ اس پر میں نے شہلا کو اکسایا کہ وہ اپنی ممی سے تفصیل پوچھے ـــ چنانچہ شہلا نے کار میں سے ہی اپنی ممی کو فون کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں اپ لینڈ میں ساگالینڈ کے تعاون سے ایسی خفیہ لیبارٹری قائم کی گئی ہے جس میں ایک شعبہ جراثیموں پر ریسرچ کا بھی ہے اور شہلا کی ممی کو اس شعبے کا انچارج بنایا گیا ہے۔ اوور" ـــ توصیف

نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس میں حیران ہونے والی اور مجھے کال کرنے والی کونسی بات ہے۔ اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے باس نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اوہ باس!۔۔۔ ساگا لینڈ کے تعاون سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس لیبارٹری میں کوئی جنگی ہتھیار ہی تیار کیا جا رہا ہے۔۔۔ کیونکہ اگر ساگا لینڈ نے کسی اور سبجیکٹ پر ہی کام کرنا تھا تو وہ یہ لیبارٹری اپنے ملک میں بھی بنا سکتا تھا۔۔۔ اُسے کیا ضرورت تھی اپ لینڈ میں یہ لیبارٹری قائم کرنے کی۔۔۔ اور پھر یہ تو شہلا کی ممی کی وجہ سے اس لیبارٹری کا پتہ بھی چل گیا۔ ورنہ تو اس لیبارٹری کے قیام کی کسی کو خبر ہی نہیں ہے۔۔۔ اور شہلا کی ممی کہہ رہی ہے کہ وہ پرسوں چارج لینے جا رہی ہیں اس کا تو یہی مطلب ہے کہ لیبارٹری تیار بھی ہو چکی ہے۔ اوور"۔۔۔ توصیف نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ!۔۔۔ واقعی مجھے اس پہلو کا تو خیال ہی نہ آیا تھا۔۔۔ لیکن ہمیں پوری تفصیل تو معلوم ہونی چاہئے کہ وہاں ہو کیا رہا ہے۔ اس کے بعد ہی ایکسٹو سے بات کی جا سکتی ہے۔ اوور"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"یس باس!۔۔۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔۔۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں یہاں سے شہلا کو لے کر اس کی ممی کے پاس جاؤں۔۔۔ ہو سکتا ہے وہاں سے کوئی ایسا سراغ مل جائے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہو۔۔۔ اوور"۔۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"نہیں!۔۔۔ تم وہاں مت جاؤ۔۔۔ اگر واقعی کوئی ایسی بات ہے تو لازماً شہلا کی ممی کی نگرانی بھی ہو رہی ہوگی۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف

سے کہا گیا۔

"ہوتی رہے باس!۔۔۔ میرے وہاں جانے سے کوئی نہ چونکے گا۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ شہلا میری منگیتر ہے اور شہلا کے والد میرے حقیقی چچا تھے اس لئے میں اور شہلا اس بہانے سے وہاں جا سکتے ہیں کہ ممی کو مل لیں۔۔۔ ہاں! اگر کوئی اور گیا تو پھر یقیناً بات بگڑ سکتی ہے۔ اوور"۔۔۔ توصیف نے کہا۔

"چلو ہو آؤ۔۔۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ تمہاری آنٹی کو زیادہ تفصیلات معلوم نہ ہوں گی۔۔۔ ویسے کوشش کرنا کم از کم اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد میں کوئی اور پروگرام بناؤں گا۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں پھر آپ کو کال کروں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ توصیف نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے ونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کیا۔ سوئیوں کو واپس اپنے وقت کے مطابق ہندسوں پر ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ونڈ بٹن دبایا اور گھڑی کو کلائی میں باندھ کر اس نے پانی کا نل بند کیا اور باتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر بڑے مہذبانہ انداز میں ستون پر لگی ہوئی کال بیل کا بٹن دبایا اور پھر ٹائی کی ناٹ کو اس طرح درست کرنے لگا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ اگر اس کی ٹائی کی ناٹ ذرا بھی اِدھر اُدھر ہوئی تو یہ پھاٹک نہ کھلے گا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک کے سائیڈ ستون سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"کون ہے ——— ؟" بولنے والی نے آواز میں رعب پیدا کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔

"عم ——— عم ——— ران ——— اوہ سوری! ——— بکرے کی ران نہیں عم کی ران ہی سمجھیئے گا ——— کہیں آپ دروازہ کھولتے ہی جھنجھوڑنا شروع کر دیں" ——— عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں ہکلا ہکلا کر فقرہ پورا کیا۔

"کون عمران" ——— دوسری طرف سے اس بار واقعی جھنجھوڑنے والے

لہجے میں ہی پوچھا گیا۔

"جج ——— جج ——— جی ——— امیدوار ——— جی ——— عمران ولد رحم ——— رحم ——— آن ——— مم ——— مم ——— میرا مطلب ہے رحمان"۔ عمران کی زبان اور زیادہ ہکلانے لگی ——— لیکن پھر ستون پر لگے ہوئے آلے سے کوئی آواز نہ ابھری۔ بلکہ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی کھڑکی کھلی اور ——— ایک باوردی ملازم نے عمران کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"پچ ——— پچ ——— تم گونگے ہو" ——— عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ——— مادام فضول بات بالکل پسند نہیں کرتیں ——— سیدھے چلے جاؤ" ——— باوردی ملازم نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن کوئی سواری ——— میرا مطلب ہے کار ——— بس ——— چلو ٹرک بھی چل جائے گا" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سواری ——— کیا مطلب" ——— ؟ ملازم نے حیرت بھرے انداز میں چونکتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ سیدھے چلے جاؤ ——— اور جہاں تم مجھے بھیجنا چاہ رہے ہو ——— وہ جگہ اتنی دُور ہے کہ وہاں تک چلتے چلتے تو میرا دم پھول جائے گا ——— اور پھولے ہوئے دم کے ساتھ میں مادام کے سامنے پہنچا تو پھر انٹرویو کیسے دوں گا ——— اور انٹرویو نہ ہو سکا تو پھر نوکری نہیں ملے گی ——— اور نوکری نہ ملی تو میں بھوکا مر جاؤں گا ——— اور میں بھوکا مر گیا تو قیامت تک بھوکا ہی قبر میں پڑا رہوں گا ——— ویری سوری! ——— اتنی مدت میں بھوکا نہیں رہ سکتا۔"

عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور ملازم اُسے حیرت سے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اُسے عمران کی دماغی صحت پر شک پڑ گیا ہو۔

"تم باتیں بہت کرنے کے عادی ہو۔ اس لئے تمہیں ویسے بھی نوکری نہیں مل سکتی ——— میرا تو خیال ہے کہ تم یہیں سے واپس چلے جاؤ تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر رہے گا" ——— ملازم نے ہونٹ بھینچتے ہوئے عمران کو مشورہ دیا۔

"اگر میں یہیں سے واپس چلا گیا تو پھر تنخواہ کون دے گا ——— اور تنخواہ نہ ملی تو کھانا نہیں ملے گا ——— اور کھانا نہ ملا تو میں بھوکا مر جاؤں گا ——— اور بھوکا مر گیا تو قیامت تک قبر میں بھوکا پڑا رہوں گا۔ اور ویری سوری ! ——— میں اتنی مدت بھوکا نہیں رہ سکتا" ——— عمران نے کہا۔ لیکن اس بار ملازم بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم خاصے دلچسپ آدمی ہو ——— بہرحال آؤ" ——— ملازم نے ہنستے ہوئے کہا اور تیزی سے عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

"اچھا ——— اگر قسمت میں بھوکا ہی مرنا ہے تو ایسے ہی سہی"۔ عمران نے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا اور ملازم کے پیچھے عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سواری کی بات خوامخواہ نہ کی تھی کیونکہ واقعی پھاٹک سے اصل عمارت کافی فاصلے پر تھی۔ درمیان میں اتنا بڑا لان تھا کہ وہاں ایک بین الاقوامی کرکٹ میچ کھلوایا جا سکتا تھا۔ اس نے آج صبح ہی اخبار میں ایک اشتہار پڑھا کہ مادام تاؤ کو ایک ایسے ملازم کی ضرورت ہے جو ان کے معیار پر پورا اتر سکے۔ انتہائی معقول ترین تنخواہ دی جائے گی لیکن نہ ہی اشتہار میں معیار کی وضاحت تھی اور نہ ہی ملازمت کی شرائط

کی ——— عمران کے پاس آجکل کوئی کیس نہ تھا اس لئے یہ عجیب و غریب اشتہار پڑھتے ہی اس کی رگ بے اختیار پھڑک اٹھی اور اس نے مادام تاؤ سے ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ نیچے دیا ہوا پتہ دارالحکومت سے پچاس کلومیٹر دور ایک مضافاتی قصبے شاہران کا دیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران ناشتہ کرتے ہی کار لے کر شاہران کی طرف چل پڑا تھا۔ شاہران بالکل معمولی سا قصبہ تھا اس لئے یہاں آتے ہی اُسے مادام تاؤ کے متعلق معلوم ہو گیا۔ جو معلومات اُسے ملی تھیں اس کے مطابق یہ سارا علاقہ مادام تاؤ کی جاگیر میں شامل تھا۔ مادام تاؤ نے شادی نہ کی تھی۔ تاؤ دراصل ان کی ذات تھی۔ اور یہ سارا خاندان تاؤ خاندان کہلاتا تھا۔ اس سے پہلے تاؤ کے لفظ سے عمران یہی سمجھا تھا کہ مادام تاؤ کا تعلق مشرق وسطیٰ سے ہو گا کیونکہ تاؤ وغیرہ اسی علاقے کے معروف نام ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں آکر اُسے معلوم ہوا کہ یہ تو یہاں کا ہی نام ہے۔ اس نے کار وہیں قصبے کے ایک چھوٹے سے کیفے کی سائیڈ میں چھوڑی اور خود پیدل ہی مادام تاؤ کے محل کی طرف چل پڑا۔ جو قصبے سے کچھ فاصلے پر تھا۔ محل واقعی بہت وسیع و عریض اور شاندار تھا۔ اور اس محل سے ہی تاؤ خاندان کی امارت کا پتہ بخوبی چل جاتا تھا۔

عمارت کے برآمدے میں ایک موٹی توند والا آدمی کھڑا تھا۔ اس نے نیا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں اور وہ بار بار اس طرح دونوں ہاتھ مل رہا تھا جیسے سوچ رہا ہو کہ عمران کو اس کے ہاتھ میں آنے کے بعد نکل جانے کا موقع ہرگز نہیں ملنا چاہیئے۔

"آیئے آیئے ! ——— آپ بہت آہستہ چل رہے ہیں جبکہ مادام آپ

کا انتظار کر رہی ہیں اور مادام کو انتظار سے سخت نفرت ہے" ——
برآمدے میں کھڑے ہوئے موٹی توند والے نے بڑے بے چین سے
لہجے میں کہا۔

"سوری! —— میرا نام انتظار نہیں، عمران ہے" —— عمران نے
آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— جو کچھ بھی ہے —— جلدی آیئے" —— موٹی توند والے
نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کو پکڑ کر تیزی سے برآمدے
کی سائیڈ میں بنے ہوئے دروازے کی طرف اس طرح بڑھ گیا جیسے
اگر عمران نے ایک لمحے کی بھی دیر کی تو وہ اُسے اٹھا کر کمرے کے اندر
پھینک دے گا۔ لیکن بند دروازے کے سامنے جا کر وہ نہ صرف رُک گیا
بلکہ اس نے عمران کا بازو بھی چھوڑ دیا۔

"مادام! —— اگر آپ ازراہِ مہربانی اجازت بخشیں تو اس امیدوار کو
آپ کے حضور پیش کر دیا جائے" —— اس موٹی توند والے نے
دروازے کے سامنے ہی رکوع کے بل جھکتے ہوئے انتہائی عاجزانہ
لہجے میں کہا۔

"اجازت ہے" —— اندر سے وہی آواز سنائی دی جو عمران نے
پھاٹک کے باہر سنی تھی۔

"آپ کی انتہائی نوازش ہے مادام! —— اور اس امیدوار کی انتہائی
خوش بختی ہے کہ آپ نے اسے اپنے حضور پیش ہونے کی اجازت بخش
دی ہے" —— موٹی توند والے نے دوبارہ رکوع کے بل جھکتے ہوئے
کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بند دروازے کو دھکیل کر

کھولا اور مڑ کر عمران کو بازو سے پکڑا اور اندر لیتا گیا۔ یہ ایک خاصا
وسیع کمرہ تھا جس میں انتہائی قدیم طرز کا فرنیچر رکھا ہوا تھا۔

"وہ سامنے دروازہ ہے —— اس کے پیچھے مادام تشریف فرما ہیں
جاؤ اور اپنی خوش بختی پر ناز کرو" —— موٹی توند والے نے کہا۔
اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

عمران آگے بڑھنے کی بجائے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کمرے
کو دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار وہ کسی کمرے کو دیکھ رہا ہو۔

"یہ فرنیچر تو میرے دادا کے دادا کے زمانے کا معلوم ہو رہا ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ یہ مادام کوئی بڈھی کھوسٹ قسم کی چیز ہوگی" ——
عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہارے منتظر ہیں نوجوان" —— اچانک کمرے کی دیواروں
سے مادام کی سخت آواز گونج اٹھی۔

"اوہ منتظر —— واہ کیا خوبصورت لفظ ہے منتظر —— کتنی
موسیقیت ہے اس لفظ میں —— یوں لگتا ہے جیسے کوئی جھرنا
بلندی سے نیچے گر رہا ہو —— واہ منتظر" —— عمران نے
اونچی آواز میں کہا اور پھر قدم بڑھاتا اس دروازے کی طرف بڑھنے لگا
جس کے متعلق اس موٹی توند والے نے اُسے بتایا تھا۔

"مادام! —— اگر آپ ازراہِ سوری —— ازشاہراہ مہربانی ——
لیکن یہ مہربانی کیا ہوتا ہے —— فیل بانی تو سنا ہے ہاتھی چلانے
کو کہتے ہیں —— لیکن یہ مہربانی کیا ہوا —— مہر تو سورج کو کہتے
ہیں —— مہربانی کا مطلب ہوا، سورج چلانا —— واہ! واقعی خوبصورت

جملہ ہے کہ شاہراہ پر سورج چلانا" ——— عمران آگے کا فقرہ بھول کر لفظوں کے چکر میں اُلجھ گیا۔

"اندر آجاؤ" ——— دروازے کے پیچھے سے مادام کی آواز سنائی دی

"اندر ——— اوہ لیکن میرا جرم ——— میں تو بڑا معصوم سا آدمی ہوں۔ زندگی میں کبھی مسجد سے جوتیاں تک نہیں چرائیں۔ حالانکہ آجکل مسجد میں بڑی بڑی قیمتی جوتیاں پڑی نظر آجاتی ہیں ——— اس کے باوجود آپ مجھے اندر بلا رہی ہیں ——— آخر مجھے پتہ تو چلے کہ مجھے کس جرم میں اندر بھیجا جا رہا ہے" ——— عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ——— دروازہ کھول کر اندر آجاؤ" ——— مادام کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اچھا اچھا! ——— ناراض کیوں ہوتی ہیں آجاتا ہوں ——— اندر ہی آنا ہے ——— کوئی پہاڑ پر تو نہیں چڑھنا ——— ویسے مجھے پہاڑ پر چڑھنے سے بڑا ڈر لگتا ہے ——— یوں لگتا ہے جیسے میں پہاڑ پر نہ چڑھ رہا ہوں بلکہ ——— ارے کمال ہے ———" عمران کی زبان چل رہی تھی لیکن ساتھ ہی اس نے دروازہ کھول کر اندر قدم بھی رکھ دیئے تھے اور پھر اندر کا منظر دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اور بے اختیار اس کی زبان خود بخود خاموش ہو گئی۔ کیونکہ سامنے ہی ایک شاہانہ انداز کی کرسی پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اس کی عمر زیادہ سے تیس سال ہو گی۔ البتہ اس کے پیچھے دو جلاد قسم کے آدمی ہاتھوں میں خاردار کوڑے لئے اس طرح بے حس و حرکت کھڑے تھے جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پتھر کے بنے ہوئے ہوں۔ لیکن

ان کی سرخ سرخ آنکھیں ان کی زندگی کا پتہ دے رہی تھیں۔

عمران کی زبان اس لئے رُک گئی تھی کہ اُسے سچ مچ حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ وہ تو اب تک سمجھ رہا تھا کہ یہ عجیب و غریب مادام کوئی پاگل سی بڑھیا ہو گی۔ لیکن سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ یہی مادام ہو گی۔

"کیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہو ——— بیٹھ جاؤ نیچے" ——— لڑکی نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک دیکھ کر عمران سمجھ گیا تھا کہ اسی مائیک کی وجہ سے اس کی آواز بھاری ہو جاتی تھی۔ کیونکہ اب اس کی آواز میں وہ پہلے جیسا بھاری پن غائب تھا۔ خاصی مترنم اور لوچ دار آواز تھی۔

"نیچے ——— اوہ نہیں ——— پھٹ جائے گی" ——— عمران نے شرمندہ سے انداز میں کہا۔

"کیا پھٹ جائے گی ———؟" مادام نے چونک کر پوچھا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پپ ——— پپ ——— پتلون ——— تھوڑی سی پرانی ہے ——— میرے دادا جان کہتے ہیں کہ انہوں نے پہلی جنگ عظیم میں ایک بوڑھے کباڑیئے سے خریدی تھی ——— اور وہ بوڑھا کباڑی بتاتا تھا کہ یہ پتلون اس کے دادا کے کباڑ خانے میں موجود تھی اور اس کے دادا کا قول تھا کہ ———" عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔

"بس بس خاموش رہو" ——— لڑکی نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کر

رہی ہے۔

"لیکن میرے خاموش ہو جانے سے اس کا شجرہ نسب تو خاموش نہیں ہو جائے گا ۔۔۔۔ یہ تو ویسے ہی رہے گا" ۔۔۔۔ عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اُسے پتلون کا پورا شجرہ نسب بتانے سے روک دیئے جانے پر خاصی کوفت ہوئی ہو۔

"جانو" ۔۔۔۔ لڑکی نے بڑی رعب دار آواز میں کہا۔

"یس مادام! ۔۔۔۔ حکم مادام ۔۔۔۔ غلام جانو ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہے" ۔۔۔۔ پیچھے کھڑے ہوئے ایک کوڑا بردار نے جلدی سے آگے آکر رکوع کے بل جھکتے ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"سامنے پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر یہاں رکھ دو ۔۔۔۔ ہم نے اس نوجوان کو اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا اعزاز بخش دیا ہے" ۔۔۔۔ لڑکی نے لہجے کو مزید رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔۔ آپ کس قدر رحمدل ہیں مادام" ۔۔۔۔ اس جلاد نما جانو نے کہا اور پھر جلدی سے ایک طرف ہٹ کر اس نے کرسی اٹھائی اور عمران کے قریب رکھ کر تیزی سے واپس اپنی جگہ پر پہنچ کر بے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔

"تم کرسی پر بیٹھ سکتے ہو" ۔۔۔۔ مادام نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کرسی پر ۔۔۔۔ لاحول ولا ۔۔۔۔ اب اتنی پرانی بھی پتلون نہیں ہے میری" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ۔۔۔۔ لڑکی نے حیرت بھرے انداز میں چونک کر پوچھا

"یہ کرسی صاف نہیں ہے ۔۔۔۔ اور میری پتلون پر مٹی لگ گئی تو اسے دھونے پر کم از کم ایک ہزار روپے خرچ آئیں گے ۔۔۔۔ اتنے پیسے میرے پاس نہیں ہیں اس کے لئے لازماً مجھے کہیں ڈاکہ مارنا پڑے گا ۔۔۔۔ ڈاکہ مارا تو پولیس پکڑ لے گی ۔۔۔۔ اور پولیس نے پکڑ لیا تو ۔۔۔۔" عمران کی زبان پھر رواں ہو گئی۔

"جانو" ۔۔۔۔ اچانک مادام نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام ۔۔۔۔ حکم مادام ۔۔۔۔ غلام جانو ہر حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہے" ۔۔۔۔ اسی جانو نے ایک بار پھر سامنے آکر رکوع کے بل جھکتے ہوئے کسی میکانکی کھلونے کی طرح پہلے والے فقرے دوہرانے شروع کر دیئے۔

"کرسی صاف کر دو" ۔۔۔۔ لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام! ۔۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی مادام" ۔۔۔۔ جانو نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے جیب سے ایک ٹشو پیپر نکالا اور کرسی کو صاف کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ٹشو پیپر خوشبو میں مہکا ہوا تھا۔ اس لئے عمران کے آس پاس کا ماحول خوشبو سے مہک اٹھا۔ عمران نے خوشبو محسوس کرتے ہی زور زور سے ناک کے راستے سانس لینا شروع کر دیا۔

"واہ! ۔۔۔۔ کیا شاندار خوشبو ہے ۔۔۔۔ لیکن اس میں میری فلاور کی بجائے اگر کیٹو ماکی خوشبو مکس کر دی جاتی تو لاجواب بن جاتی بہرحال ٹھیک ہے" ۔۔۔۔ عمران نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا اور پھر بڑے شاہانہ انداز میں کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے کرسی پر احسان کر رہا ہو۔

"کیا تم خوشبو بنانے کا فن جانتے ہو" ـــــ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"خوشبو بنانے کا فن ـــ لاحول ولا ـــ کیا بد ذوقی ہے۔ بھلا خوشبو بھی بنائی جاتی ہے مادام! ـــ خوشبو تو بنی بنائی ہی ہوتی ہے البتہ مختلف خوشبوؤں کو مکس کیا جاتا ہے اور اسے خوشبو بنانا نہیں بلکہ خوشبو سنوارنا کہتے ہیں" ـــــ عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم بار بار ہماری توہین کر رہے ہو ـــ نجانے ہم تمہیں اب تک کیسے برداشت کر رہے ہیں ـــ سنو! اب اگر تمہارے منہ سے کوئی توہین آمیز لفظ نکلا تو تمہاری کھال تمہارے جسم پر سلامت نہیں رہے گی" ـــــ مادام نے یکلخت انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اس کا خوبصورت سا چہرہ یکلخت اس طرح بگڑ گیا تھا جیسے وہ عورت کی بجائے کوئی بھوکی بلی ہو۔

"م ـــ مم ـــ معافی چاہتا ہوں مادام" ـــ عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ اس لڑکی کی نفسیات سمجھ گیا تھا۔

"ہم نے تمہیں معافی دے دی ـــ اب اپنا نام بتاؤ" ـــ؟ لڑکی کا چہرہ فوراً ہی نارمل ہو گیا۔

"علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکسن)" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی ـــ اوہ ویری گڈ ـــ ہمیں ایسے ہی ملازم کی ضرورت تھی ـــ ٹھیک ہے تم انٹرویو میں کامیاب رہے" ـــ لڑکی نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے

عمران کی بجائے یہ ڈگریاں اُسے مل گئی ہوں۔

"مجھے کام کیا کرنا پڑے گا مادام" ـــ؟ عمران نے پوچھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے مادام کی ایک ہی گھرکی نے اس کے سارے کس بل نکال دیئے ہوں۔

"یہ ہمارے سوچنے کا کام ہے تمہارا نہیں ـــ ہمیں ملازم کی ضرورت تھی سو ہم نے اشتہار دے دیا اور پھر تمہیں ملازم رکھ لیا اب تمہارے لئے کوئی کام بھی سوچ لیں گے" ـــ مادام نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تن ـــ تن ـــ تنخواہ بھی ملے گی ـــ یا صرف جھڑکیوں پر ہی گذارا کرنا پڑے گا" ـــ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم مادام تاؤ کے سامنے بیٹھے ہو سمجھے ـــ ہم تنخواہ فکس نہیں کیا کرتے ـــ ہمارے ہر ملازم کے پاس خالی چیک بک ہے۔ اس کو جب بھی جتنی رقم کی ضرورت ہوتی ہے وہ چیک پر رقم لکھ کر نکلوا لیتا ہے ـــ لیکن اگر ہمارا ملازم ہماری مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی بولے یا ایک قدم بھی اٹھائے تو اس کی کھال اُدھڑ جاتی ہے ـــ تمہیں چیک بک مل جائے گی" ـــ مادام نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران مادام تاؤ کی یہ بات سُن کر واقعی حیران رہ گیا۔ اس قدر فیاضی تو شاید اس نے کبھی کسی کہانی میں بھی نہ پڑھی تھی اور اب اُسے سمجھ آئی تھی کہ ملازم کیوں اتنے فرمانبردار ہیں۔

"لیکن چیک لکھے گا کون ـــ اگر لکھنے والے نے ہماری ضرورت سے کم رقم لکھ دی تب" ـــ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ــــ کیا تم چیک نہیں لکھ سکتے ــــ تم تو کہہ رہے ہو کہ تم ایم۔ایس۔سی۔ ڈی۔ایس۔سی ہو" ــــ مادام کا لہجہ واقعی شدید حیرت سے پُر تھا۔

"بالکل ہوں ــــ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہوں ــــ اور آئندہ بھی رہوں گا" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تم نے کیسے کہا کہ تم چیک نہیں لکھ سکتے" ــــ مادام کا موڈ ایک بار پھر بگڑنے لگا تھا۔

"اس کا چیک لکھنے سے کیا تعلق" ــــ عمران نے اور بھی زیادہ حیرت پیدا کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم پڑھے لکھے نہیں ہو" ــــ ؟ مادام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"اپنے دستخط کر لیتا ہوں ــــ میں نے تو محلے میں تعلیم بالغاں کا سنٹر ڈھونڈنے کی بڑی کوشش کی لیکن سارے سنٹر تعلیم نابالغاں کے لئے کھلے ہوئے ہیں ــــ وہ کہتے ہیں کہ بالغوں کی تعلیم کے لئے سینما موجود ہیں۔ وہاں نابالغوں کا داخلہ منع ہے" ــــ عمران نے کہا اور اس بار مادام دھیرے سے ہنس دی۔

"خوب! ــــ تم یا تو واقعی احمق ہو ــــ یا پھر بننے کی کوشش کر رہے ہو ــــ یہ ڈگریاں کہاں سے لی ہیں" ــــ مادام نے کہا۔

"ڈگریاں ــــ کونسی ڈگریاں مادام" ــــ ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایم ایس۔ سی۔ ڈی۔ایس۔سی" ــــ مادام نے جھلائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

"یہ ڈگریاں ہیں ــــ کمال ہے ــــ اگر یہ ڈگریاں ہیں تو پھر تعلیم بالغاں کے سنٹر میں جانے کی کیا ضرورت ہے ــــ ایسی ڈگریاں تو میں پچاس ساٹھ اور بھی گھر بیٹھے بنا سکتا ہوں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"بنا سکتا ہوں ــــ کیا مطلب! ــــ کیا یہ تم نے بنائی ہیں"۔؟ مادام کا لہجہ پھر غصیلا ہونے لگا تھا۔

"بالکل بنائی ہیں ــــ ایم۔ایس۔سی کا مطلب ہوا محبت سے کام ــــ اور ڈی۔ایس۔سی کا مطلب ہوا ــــ دل سے سیکھو ــــ آکسن کا مطلب ہوا۔ آلکس نہ کرو ــــ اور اس سارے کا بامحاورہ مطلب ہوا کہ محبت سے کام لینا دل سے سیکھو اور آلکس مت کرو"۔ عمران نے فوراً ہی ڈگریوں کو نئے معنی پہناتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے بیوقوف سمجھتے ہو" ــــ مادام یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر بگڑ گیا تھا۔

"میرے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے مادام ــــ میں تو بہرحال ملازمت کے لئے آیا ہوں ــــ اب ملازمت چاہے بیوقوف کی کی جائے یا عقلمند کی ــــ مطلب تو تنخواہ سے ہوتا ہے" ــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ بھی بس اچانک ہی اس سارے ڈرامے سے اُکتا گیا تھا۔

"جانو ــــ مانو" ــــ مادام نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام ــــ حکم مادام" ــــ دونوں کوڑے برداروں نے

یکلخت رکوع میں جاتے ہوئے کہا۔

"اس کی کھال اُدھیڑ دو ——— خبردار! اگر ایک ٹکڑہ بھی اس کے جسم پر باقی رہ گیا تو تمہیں گولی مار دی جائے گی" ——— مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس مادام" ——— ان دونوں نے سیدھا کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے بڑے ماہرانہ انداز میں اپنے کوڑے فضا میں چٹخائے۔ مادام تیزی سے ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ ان دونوں کے بازو ہوا میں لہراتے، عمران یکلخت اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے جیسے عقاب فضا میں اُڑتا ہے اس طرح اُڑتا ہوا وہ ان کے درمیان سے قلابازی کھاتا ہوا پچھلی طرف جا کھڑا ہوا۔ لیکن قلابازی کھاتے ہوئے اس کی ٹانگیں پوری قوت سے ان دونوں کے چہروں پر پڑی تھیں اور وہ چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل گرے۔ ان کے گرنے سے پہلے ہی عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو چکا تھا اس لئے وہ ایک بار پھر اچھلا اور دوسرے لمحے وہ ان دونوں کے ہاتھوں سے کوڑے جھپٹتا ہوا دوبارہ اس طرح کرسی پر جا بیٹھا جیسے کرسی سے ہلا تک نہ ہو۔

"بڑے شاندار کوڑے ہیں ——— بڑی مہارت سے بنائے گئے ہیں" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے کوڑوں کو فضا میں چٹخاتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف کھڑی مادام تاؤ اس طرح آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ جانو اور مانو تیزی سے اُٹھ کر دوبارہ عمران کی طرف جھپٹنے

ہی لگے تھے کہ مادام تاؤ چیخ پڑی۔

"رک جاؤ" ——— مادام تاؤ کے لہجے میں بے پناہ غصہ تھا اور وہ دونوں اس طرح ٹھٹک کر رک گئے جیسے چابی بھرے کھلونے چابی ختم ہو جانے پر رک جاتے ہیں۔

عمران کو ان کی فرمانبرداری پر واقعی ہنسی آ گئی۔ کیونکہ ان کے ہاتھ اور پیر اس طرح فضا میں اُٹھے ہوئے تھے جیسے وہ بیلے ڈانس کرتے کرتے رک گئے ہوں۔

"دفع ہو جاؤ ——— اب میں خود عمران سے بات کروں گی" ——— مادام تاؤ نے چیخ کر کہا اور وہ دونوں اتنی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بھاگے جیسے ایک لمحے کی دیر سے ان پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"آؤ میرے ساتھ" ——— مادام تاؤ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو ابھی تک کرسی پر بیٹھا اس طرح کوڑے چٹخا رہا تھا جیسے کسی شرارتی بچے کو اپنی من پسند شرارت کرنے کا موقع مل گیا ہو۔

"کہاں ——— ؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جہنم میں" ——— مادام تاؤ نے جھلا کر کہا۔

"اوہ اچھا ——— پھر ٹھیک ہے ——— میں سمجھا جنت میں جانا ہوگا ——— وہاں میں ہرگز نہ جاتا۔ کیونکہ وہاں جاتے ہی تم حور بن کر میری جان سے چمٹ جاتی ——— اور یہاں دنیا میں تو بیوی کو طلاق دے کر بھی چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے ——— یا پھر بیوی آخر انسان ہوتی ہے مر مرا بھی سکتی ہے گو آسانی سے نہیں مرتی ——— ورنہ اس دنیا میں بیوہ عورتوں کی تعداد رنڈووں سے زیادہ نہ ہوتی

بہرحال پھر بھی چانس تو موجود ہے ——— لیکن وہاں حُور کو طلاق دے کر چھٹکارا پانے کا قانون بھی نہیں ہے اور حُور صاحبہ نے مرنا تو ہے ہی نہیں' ——— عمران نے اٹھتے اٹھتے ہی پوری تقریر کر ڈالی۔

'اگر تم بکواس کم کرو تو کام کے آدمی بن سکتے ہو ——— میں نے تمہارے لئے ایک کام سوچ لیا ہے" ——— مادام تاؤ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران بھی منہ بناتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اب درحقیقت وہ بور ہو چکا تھا اس نے تو صرف تفریح کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا لیکن یہاں آ کر اُسے جب معلوم ہوا تھا کہ مادام تاؤ کوئی نفسیاتی مریضہ ہے تو سارا چارم ہی ختم ہو گیا تھا۔

مادام تاؤ اُسے لے کر ایک چھوٹے سے کمرے میں آئی اور اس نے مُڑ کر نہ صرف دروازہ بند کر دیا بلکہ اُسے باقاعدگی سے لاک بھی کر دیا۔

"بب ——— بب ——— میں تو شریف آدمی ہوں" ——— عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو" ——— مادام تاؤ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور کمرے کی دیوار میں نصب ایک قدآدم الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور پھر اندر کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے الماری کا اندرونی حصہ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی ایک طرف ہٹ گیا۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"میرے پیچھے آؤ" ——— مادام تاؤ نے کہا اور تیزی سے الماری

کے اندر داخل ہو کر سیڑھیاں اترتی گئی۔ عمران بھی منہ بناتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ اس کو ان سیڑھیوں کے نمودار ہونے پر کوئی تجسس پیدا نہ ہوا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ قدیم محلات میں ایسے تہہ خانے بہرحال ضرور بنائے جاتے ہیں۔

سیڑھیوں کے اختتام پر وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے اور یہاں پہنچ کر عمران بُری طرح اچھل پڑا۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کمرے کو دیکھ رہا تھا۔ یہ کمرہ کسی جدید ترین لیبارٹری کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اور چند لمحوں میں ہی عمران نے چیک کر لیا کہ یہ لیبارٹری جراثیموں کی تحقیق کے لئے بنائی گئی ہے۔ کیونکہ وہاں ایسے آلات کے ساتھ ساتھ الماریوں میں ایسی بوتلیں صاف نظر آ رہی تھیں جو جراثیموں کو محفوظ رکھنے کے کام آتی ہیں۔

"ادھر بنچ پر لیٹ جاؤ ——— جلدی کرو" ——— مادام تاؤ نے جلدی سے ایک الماری سے مخصوص قسم کے دستانے نکالتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں" ——— عمران نے اس بار حقیقی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں کہتی ہوں ——— لیٹ جاؤ ——— جلدی" ——— مادام تاؤ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور عمران منہ بناتا ہوا بنچ پر لیٹ گیا۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ مادام تاؤ کا اُسے یہاں لانے کا مقصد کیا ہے۔ کیا مادام تاؤ سائنسدان ہے یا یہ لیبارٹری کسی اور کے لئے بنائی گئی ہے۔

مادام تاؤ نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی۔ اس پر لگے ہوئے لیبل کو غور سے پڑھتی رہی پھر اس نے الماری کے نچلے حصے سے ایک سرنج نکالی۔ عمران بنچ پر لیٹا ہوا اُسے خاموشی

سے دیکھ رہا تھا۔ مادام تاؤ سرنج اور شیشی اٹھائے عمران کے قریب آ گئی۔

"تم بہترین لڑاکے ہو ۔۔۔۔ لیکن تمہارا دماغ فرمانبرداری پر مائل نہیں ہے ۔۔۔۔ اس لئے اب میں تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنا غلام بنانا چاہتی ہوں" ۔۔۔۔ مادام تاؤ نے قریب آ کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا فرمانبرداری کے جراثیم میرے جسم میں انجیکٹ کرو گی" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ۔۔۔۔ مادام تاؤ نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشی پر لگا ربڑ کا ڈھکن انگوٹھے کی مدد سے اچھال دیا۔ چٹک کی آواز کے ساتھ ہی ڈھکن اچھل کر نیچے جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا مادام تاؤ نے بجلی کی سی تیزی سے شیشی کے کھلے منہ کو عمران کی ناک میں گھسیڑ دیا۔

عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھ اٹھا کر اس سے شیشی چھیننی چاہی۔ لیکن ابھی اس کے ہاتھ ہوا میں ہی تھے کہ اس کا سارا جسم یکلخت بے جان ہوتا گیا اور فضا میں اٹھے ہوئے دونوں ہاتھ بے جان ہو کر اس کے پہلوؤں میں بنچ پر گر پڑے۔ اس کے ذہن پر تاریک چادر پھیل چکی تھی۔

کیپٹن حمید نہا دھو کر اور لباس بدل کر ابھی باتھ روم سے باہر نکلا ہی تھا کہ ملازم نے اسے کرنل فریدی کی ٹیلیفون کال کے متعلق بتایا۔

"اوہ اچھا" ۔۔۔۔ حمید نے چونک کر کہا اور پھر تیزی سے ٹیلیفون والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی صبح ناشتہ کرتے ہی کہیں چلا گیا تھا اور اب سہ پہر کو اس کی کال آئی تھی جب کہ کیپٹن حمید کسی ہوٹل میں جانے کا پروگرام بنا چکا تھا۔

"یس ۔۔۔ حمید بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے میز پر ایک طرف رکھا ہوا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"حمید! ۔۔۔ تم کار لے کر فوراً سپیشل ایئرپورٹ پر پہنچ جاؤ ۔۔۔۔ ہم نے ابھی اور اسی وقت باہر جانا ہے ۔۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہ کیا عذاب ہے ۔۔۔ جب بھی تفریح کا پروگرام بناؤ ان کا حکم آجاتا ہے ۔۔۔ نوکری نہ ہوئی ۔۔۔ مصیبت ہو گئی" ۔۔۔ کیپٹن حمید بڑے جھلاتے ہوئے انداز میں رسیور کریڈل پر پھینکتے ہوئے بڑبڑایا اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا سارا موڈ غارت ہو چکا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اب وہ انکار تو کر ہی نہ سکتا تھا۔ اس لئے قدم بڑھاتا پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ پورچ میں پہنچ کر اُسے اچانک ایک خیال آیا تو وہ تیزی سے واپس اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں ٹیلیفون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہوٹل تاج محل" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں کیپٹن حمید بول رہا ہوں ۔۔۔ میرے لئے میز نمبر بیس ریزرو ہے لیکن مجھے اچانک باہر جانا پڑ گیا ہے۔ اس لئے آپ میرے مہمان کو آگاہ کر دیں ۔۔۔ شکریہ" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ واپس مڑا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے شہر کی مشرقی سمت ایک جنگل کے درمیان بنے ہوئے خصوصی ایئرپورٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ یہ ایئرپورٹ ہنگامی مقاصد کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور یہ ملٹری کے کنٹرول میں رہتا تھا۔ اس لئے جنگل میں داخل ہوتے ہی اُسے جگہ جگہ چیک کیا جاتا رہا۔ لیکن جہاں بھی وہ اپنا نام بتاتا تھا اُسے آگے جانے کا اشارہ کر دیا جاتا۔ ایئرپورٹ کی چھوٹی سی عمارت کے قریب جا کر اس نے کار روکی اور نیچے اتر آیا۔

"آؤ حمید! ۔۔۔ جلدی آؤ ۔۔۔ پہلے ہی تم نے کافی دیر کر دی ہے"۔

ایک کار سے نیچے اترتے ہی سامنے عمارت کا ایک دروازہ کھلا اور اس میں سے کرنل فریدی نے باہر آتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ یکایک کیا مصیبت آ گئی ۔۔۔ کیا شہر پر ٹڈی دل کا حملہ ہونے والا ہے" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے انتہائی جھلاتے ہوئے انداز میں اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جدھر کرنل فریدی مڑ گیا تھا۔

"ٹڈی دل کے حملے سے بچانے کے لئے تو تمہیں نکال کر لے جا رہا ہوں" ۔۔۔ کرنل فریدی نے مڑے بغیر کہا۔ وہ واقعی انتہائی تیز تیز چلتا ہوا ایک سائیڈ پر بڑھا جا رہا تھا۔ جہاں ایک خاصا تیز رفتار لیکن چھوٹا طیارہ موجود تھا۔

"کچھ پتہ بھی چلے کہ کہاں جانا ہے اور کیوں جانا ہے ۔۔۔ آپ نے بھی جاسوسی ناول پڑھ پڑھ کر اپنا ذہن تباہ کر لیا ہے ۔۔۔ ہر کام میں اسرار ۔۔۔ ہر بات میں تجسس" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ وہ ذہنی طور پر واقعی الجھا ہوا تھا۔

"جاسوسی ناول ذہن کو چالو کرتے ہیں ۔۔۔ تباہ نہیں کرتے ۔۔۔ لیکن تمہیں تو عورتوں سے فرصت ملے تو تمہارا بھی ذہن چالو ہو" ۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب تک دل چالو نہ ہو، ذہن بیچارے کو چالو کرنے سے کیا ہو گا" کیپٹن حمید نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دل کو شاید گریس زیادہ لگ گئی ہے اس لئے تمہیں لے جا رہا ہوں ۔۔۔ کچھ دن خشک پہاڑیوں میں رہو گے تو دل اپنی رفتار پر آ جائے گا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے جہاز میں داخل ہوتے

ہوئے کہا۔
"ارے تو کیا خشک پہاڑیاں آسمان پر واقع ہیں" ـــــ کیپٹن
نے بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس
وہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہیڈ فون کانوں پر چڑھایا
پھر اس نے ٹاور سے باتیں شروع کر دیں۔ اور تھوڑی دیر بعد ان کا
فضا کی بلندیوں میں کسی پرندے کی طرح اُڑا جا رہا تھا۔
"آخر کچھ پتہ بھی تو چلے کہ آپ مجھے اس طرح اغوا بالجبر کر کے یہا
سے لے جا رہے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے ایک بار پھر منہ بناتے ہوئے
"آپ لینڈ" ـــــ کرنل فریدی نے مختصر جواب دیا۔
"آپ لینڈ! ـــ کیا مطلب ـــ کیا ہم سرکاری طور پر اپنے ملک
سے فرار ہو رہے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے چونکتے ہوئے ک
"سرکاری طور پر فرار ـــ تم واقعی اب اچھی گفتگو کرنے لگے ہو"
کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"شکریہ! ـــ میں تو ہمیشہ اچھی باتیں کرتا ہوں ـــ ک
آپ کبھی سنیں بھی تو سہی" ـــــ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔
"سننے کے بعد ظاہر ہے مجھے ناچنا بھی پڑے گا ـــ اور پھر را
کو کسی ویران ساحل پر چلنے کی دعوت بھی قبول کرنا پڑے گی" ـــ
کرنل فریدی نے کہا۔
"ارے ارے آپ کہاں لے گئے بات کو" ـــ کیپٹن حمید
بے اختیار جھینپتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"آپ نے یہ تو بتایا نہیں کہ اچانک بیٹھے بیٹھے آپ کو آپ لینڈ جانے
خر کیا سوجھی" ـــ کیپٹن حمید نے چند لمحوں بعد پوچھا۔
"سرکاری کام جا رہے ہیں ـــ اور سرکاری کام کے لئے کوئی وقت
نہیں ہوتا" ـــ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔
"ایک تو یہ آپ کی سرکار سے میری جان نہیں چھوٹتی ـــ جب بھی
وئی پروگرام بناتا ہوں یہ سرکار درمیان میں ضرور ٹپک پڑتی ہے"
حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"باہر چھلانگ لگا دو ـــ ہمیشہ کے لئے چھوٹ جائے گی جان" ـــ
فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اچھا تو یہ ارادے ہیں ـــ آپ کا مطلب ہے کہ دولہا غائب اور
بالا خاضر" ـــ کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار
پڑا۔
"کیا بات ہے ـــ بلندی پر پہنچتے ہی تمہارا دماغ کام کرنا شروع
ہے" ـــ کرنل فریدی نے ہلکے سے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"اور آپ کا دل ـــ حساب برابر" ـــ کیپٹن حمید نے اپنے طور
ٹ کرتے ہوئے کہا۔
"کیا میں نے تمہیں کچھ کہا ہے ـــ حالانکہ تم خوشبو میں لپٹے خاصے
ورت لگ رہے ہو" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید بُری
کٹ کر رہ گیا۔
"آپ کو ایسی گھٹیا باتیں زیب نہیں دیتیں" ـــ کیپٹن حمید نے
تے ہوئے کہا۔

"جیسا منہ ویسی چپت والا محاورہ سنا ہوا ہے تم نے" ——— کر
فریدی بھی شاید پورے موڈ میں تھا اور یہ واقعی ایسی چپت تھی کہ کیپٹن
حمید سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ چنانچہ وہ منہ پھیلاتے خاموش ہو
رہ گیا۔

"سنو حمید! ——— ہم ایک اہم ترین مشن پر جا رہے ہیں اس لئے
نے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھنے ہیں ——— میں تمہیں مختصر طور پر
ہوں ——— ساگالینڈ نے اپ لینڈ کے تعاون سے اپ لینڈ میں ا
خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے ——— اس لیبارٹری میں اہم دفاعی ہتھ
تیار کئے جانے ہیں ——— چونکہ ساگالینڈ کو سب سے زیادہ خطرہ پاک
کی طرف سے رہتا ہے اس لئے یہ لیبارٹری ساگالینڈ کی بجائے اپ
میں بنائی گئی ہے ——— کیونکہ اپ لینڈ کے تعلقات پاکیشیا سے
بہت اچھے ہیں اس لئے وہاں لیبارٹری کے قیام پر پاکیشیا کو کوئی خ
نہ ہوگا اور اس کی مزید حفاظت کے لئے ایک نیا چکر چلایا گیا ہے
اپ لینڈ نے پاکیشیا سے اس بارے میں تعاون طلب کیا ہے
اس کے ماہرین اپ لینڈ کی بجائے اسی لیبارٹری میں کام کریں
ان پر بھی یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ اس لیبارٹری میں عام نوعیت کے
ہتھیار تیار کئے جائیں گے ——— انہیں جو تفصیلات مہیا کی گئی ہیں
اس کے مطابق پاکیشیا کو ان ہتھیاروں سے کوئی دلچسپی نہ تھی کیونکہ پاک
کی ٹیکنالوجی ان ہتھیاروں سے خاصی فارورڈ جا چکی ہے اس
پاکیشیا نے اس میں کوئی دلچسپی نہ لی۔ بس اتنا کیا کہ ان ہتھیاروں
لئے ٹیکنالوجی فراہم کر دی تاکہ دوستانہ تعلقات قائم رہیں ——— ا

طرح پاکیشیا سے جان چھڑا لی گئی ——— انہیں لیبارٹری کا جو محل وقوع
بتایا گیا ہے وہ بھی اس لحاظ سے غلط ہے کہ وہاں اصل لیبارٹری نہیں بنائی
گئی بلکہ نمائشی طور پر ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنا دی گئی ہے جہاں پر ہتھیار
تیار ہوتے رہیں گے ——— اصل لیبارٹری کو بالکل علیحدہ بنایا گیا ہے
اور اس میں ایسے ہتھیار تیار کئے جائیں گے جو جدید ٹیکنالوجی کے حامل ہوں
گے" ——— کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور اب کیپٹن
حمید بھی سنجیدگی سے یہ سب کچھ سن رہا تھا۔

"تو کیا یہ ہتھیار پاکیشیا کے خلاف استعمال ہونے کے لئے تیار کئے
جائیں گے" ———؟ کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں ——— خاص طور پر پاکیشیا کے خلاف نہیں۔ صرف ساگالینڈ
کی دفاعی قوت کے لئے ——— ہاں! اگر پاکیشیا کے ساتھ جنگ ہوئی
تو اس کے خلاف بھی استعمال ہو سکتے ہیں" ——— کرنل فریدی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اپ لینڈ ایسے ہتھیار تیار کرنے پر تعاون کے لئے تیار ہو گیا ہے
کیونکہ وہ تو پاکیشیا کا انتہائی قریبی دوست ملک ہے" ——— کیپٹن حمید
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ——— لیکن اپ لینڈ کو یہی بتایا گیا
ہے کہ یہ ہتھیار ایسے ہیں جو خاص طور پر پاکیشیا کے لئے نہیں بنائے جا
رہے ——— اور پھر ان ہتھیاروں میں سے معقول حصہ اپ لینڈ
کی حکومت کو بھی ملے گا ——— اس لئے وہ بآسانی اس پر تیار ہو گئی
ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ لیکن ہم وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں ـــ کیا ان ہتھیاروں کو بنانے کے لئے اب جاسوسوں کی ضرورت پڑ گئی ہے"۔ کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ـــــ حکومت ساگالینڈ کا اس لیبارٹری پر مکمل کنٹرول ہے اور اس کی حفاظت کا کام میرے سپرد خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ اس لئے میں وہاں کا تفصیلی جائزہ لینے جا رہا ہوں تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ بلیک فورس کے کتنے آدمی اور کون کون سے سیکشنوں کے آدمیوں کو وہاں تعینات کرنا ہو گا ـــــ اور کس کس قسم کے حفاظتی انتظامات ضروری ہیں تاکہ اس لیبارٹری کو ہر قسم کے ممکنہ خطرات سے مکمل طور پر محفوظ کیا جا سکے"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو اس میں میری آنکھیں اور کان کھلے رکھنے کا کیا تعلق ـــــ یہ کام تو آپ اکیلے بھی جا کر کر سکتے تھے"۔ ـــــ کیپٹن حمید کو اب واقعی غصہ آ رہا تھا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے یہ کام انتہائی بور اور انتہائی غیر دلچسپ تھا۔

"تمہیں ایک خصوصی مقصد کے لئے لے جا رہا ہوں ـــــ میں تو ایئرپورٹ سے اتر کر لیبارٹری میں جاؤں گا ـــــ تم نے اَپ لینڈ کے دارالحکومت میں موجود نمبر الیون کی مدد سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس کو ختم کرنا ہے اور ان کی جگہ میں اپنے آدمی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اگر کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس لیبارٹری یا اس میں تیار ہونے والے ہتھیاروں کے بارے میں علم بھی ہو جائے تو ان کی پیشقدمی کو فوری طور پر روکا جا سکے ـــــ یہ اقدام حفظ ماتقدم کے طور پر کیا

جائے گا"۔ ـــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب! ـــــ اَپ لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹس کا کیا تعلق"۔ ـــــ کیپٹن حمید واقعی حیران رہ گیا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے تو اَپ لینڈ پاکیشیا کا بہترین دوست ملک تھا وہاں ایسے ایجنٹوں کی موجودگی کی کوئی ضرورت نہ رہتی تھی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو انتہائی محتاط اور ہوشیار آدمی ہے جہاں اس کے لئے ایک فیصد خطرہ بھی نہ ہو۔ وہاں بھی وہ اپنے ایجنٹس ضرور رکھتا ہے اور میں نے اپنے طور پر جو تحقیق کی ہے تو اس کے مطابق اَپ لینڈ کے دارالحکومت کے کیفے شاہ بلوط کا مالک باٹی کا کسی نہ کسی طرح تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بنتا ہے اس لئے میں نے نمبر الیون کو اس کے سیکشن کے ساتھ پہلے ہی وہاں بھیج دیا ہے ـــــ ہمارے پہنچنے تک وہ مزید تحقیقات کرے گا اور اس کے بعد تمہارا کام شروع ہو گا ـــــ تم نے اس طرح کام کرنا ہے کہ کسی کو شک بھی نہ پڑ سکے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی اہم ایجنٹ بھی ہاتھ لگ جائے تاکہ اس کی جگہ ہمارا آدمی لے سکے"۔ ـــــ کرنل فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ ـــــ کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی جہاز اڑاتا ہوا اَپ لینڈ کی سرحد کی طرف بڑھتا گیا۔

توصیف نے کار روکی تو شہلا اس طرح اچھل کر نیچے آتری جیسے کوئی سکول گرل چھٹی ہونے کے بعد گھر آتے ہوئے خوشی سے اچھل کر چلتی ہے۔ لیکن توصیف کی نظریں سامنے وسیع و عریض پورچ میں کھڑی ہوئی کار پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اس کار کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ کار آپ لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف راجندر سنگھ کی ذاتی کار تھی۔

"ارے نیچے بھی اترو ـــ اب کیا سیٹ سے چپکے بیٹھے رہو گے"۔ شہلا نے آگے بڑھتے ہوئے مڑ کر دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"مجھے تو ڈر لگ رہا ہے" ـــ توصیف نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"ڈر ـــ کس بات کا ڈر" ـــ شہلا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"آنٹی سے ڈر لگ رہا ہے ـــ کہیں وہ ابھی پکڑ کر نکاح نہ پڑھوا

یں ـــ میرے خیال میں انہوں نے مولوی اور گواہ بلوا رکھے ہیں"۔ صیف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور شہلا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"ارے گھبراؤ نہیں ـــ اگر ایسا ہوا بھی تو میں انکار کر دوں گی" ـــ ہلا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ پھر ٹھیک ہے ـــ جب لڑکی ہی نہ مانے گی تو ظاہر ہے شادی نہیں ہو سکتی" ـــ توصیف نے اس طرح مسکراتے ہوئے ہا جیسے وہ شہلا کی بات سے بڑا مطمئن ہو گیا ہو۔

"لیکن تمہیں اس کا خیال کیسے آیا" ـــ ؟ شہلا نے مسکراتے ہوئے وچھا۔

"یہ کار دیکھ رہی ہو ـــ میں نے اکثر نکاح پڑھانے والوں کے پاس یہی کاریں دیکھی ہیں" ـــ توصیف نے پورچ میں کھڑی کار کی طرف شارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کار ـــ یہ کار تو انکل راجندر کی کار ہے" ـــ شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انکل راجندر ـــ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے میرے ڈیڈی کے وہ تو تمہارے ڈیڈی کا اور کوئی بھائی نہ تھا" ـــ توصیف نے بنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ والے انکل نہیں جو تم سمجھ رہے ہو ـــ ڈیڈی کے دس فیلو ہیں یہ ـــ پہلے بھی کئی بار آتے ہیں ـــ دارالحکومت میں یک بڑی تجارتی فرم کے ڈائریکٹر جنرل ہیں" ـــ شہلا نے بری طرح نستے ہوئے کہا اور توصیف نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے اب یہ رشتہ اس

کی سمجھ میں آیا ہو۔

وہ دونوں پورچ کی سیڑھیاں چڑھ کر ابھی برآمدے میں پہنچے
تھے کہ ایک باوردی ملازم تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھا۔

"شہلا بی بی! ــــ مادام آپ کو ڈرائینگ روم میں بلا رہی ہیں"
آنے والے ملازم نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈرائینگ روم میں ــــ تو کیا انکل راجندر کے ساتھ کوئی اور بھی"
شہلا نے چونک کر پوچھا۔

"یس بے بی" ــــ ملازم نے جواب دیا اور ایک طرف مڑ گیا۔

"اوہ! ــــ کہیں انکل راجندر نکاح تو نہیں پڑھواتے" ــــ توصیف
نے ایک بار پھر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ــــ انکل راجندر کوئی مسلمان ہیں ــــ وہ تو سکھ ہیں"
شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ــــ ٹھیک ہے" ــــ توصیف نے ایک بار
اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور شہلا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

ڈرائینگ روم کا دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہوئے
سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی شہلا کی ممی مسکرا دی۔

"انکل راجندر سلام ــــ ممی سلام" ــــ شہلا نے اندر داخل ہ
ہی بچوں کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ شہلا آئی ہے ہماری بیٹی" ــــ ایک طرف صوفے پر بیٹ
ہوئے لحیم شحیم اور بڑی بڑی مونچھوں اور سائیڈوں میں لپٹی داڑھ
والے سکھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"السلام علیکم ــــ میرا نام توصیف جبار ہے" ــــ توصیف نے
اندر داخل ہوتے ہی بڑے مہذبانہ انداز میں کہا اور پھر اس نے شہلا کی ممی
کو سلام کرنے کے ساتھ ساتھ صوفوں پر بیٹھے ہوئے راجندر اور ایک اور
بارعب شخصیت کو سلام کیا۔

"آؤ توصیف ــــ میں تمہارا تعارف کراؤں ــــ یہ راجندر سنگھ
ہیں تمہارے انکل رضا کے کلاس فیلو اور گہرے دوست ــــ یہ دارالحکومت
کی ایک بڑی تجارتی فرم کے ڈائریکٹر جنرل ہیں ــــ اور یہ ہیں ساگا لینڈ
کے لینڈ لارڈ کرنل فریدی ــــ اور یہ توصیف جبار ہے ــــ میرے
شوہر کا اکلوتا بھتیجا اور شہلا کا منگیتر" ــــ شہلا کی ممی نے صوفوں پر
بیٹھے ہوئے افراد سے توصیف کا باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا اور
توصیف نے آگے بڑھ کر راجندر سنگھ اور کرنل فریدی سے باقاعدہ مصافحہ
کیا اور بڑے شریفانہ انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ شہلا بھی کرنل فریدی
کو سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گئی۔

کرنل فریدی بڑے غور سے توصیف جبار کو دیکھ رہا تھا۔ اور توصیف
بھی کرنل فریدی کو بڑے متاثر کن انداز میں دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر جبار! ــــ آپ کیا کرتے ہیں" ــــ کرنل فریدی نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں توصیف جبار سے پوچھا۔

"جی آوارہ گردی کرتا ہوں" ــــ توصیف نے بڑے معصوم سے
لہجے میں جواب دیا اور کرنل فریدی تو یہ سن کر چونک پڑا ــــ لیکن شہلا کی
ممی بے اختیار ہنس پڑی۔

"کرنل صاحب! ــــ یہ جو بڑا معصوم سا نظر آ رہا ہے ناں ــــ بڑا

شیطان ہے" ـــــ شہلا کی ممی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"آنٹی پلیز ـــ آپ اپنے متعلق بتاتے ہوئے تو رعایت کر جایا کریں"۔
توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اپنے متعلق ـــ کیا مطلب" ـــ؟ شہلا کی ممی بے اختیار
چونک پڑیں۔
"جی میں شیطان ہوا تو آپ بھی تو میری آنٹی ہیں" ـــ توصیف
نے ایک بار پھر معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور اس بار شہلا کی ممی کے ساتھ
ساتھ راجندر سنگھ کے گونج دار قہقہے سے وسیع و عریض ڈرائینگ روم
گونج اٹھا۔ لیکن کرنل فریدی اسی طرح سنجیدہ انداز میں بیٹھا رہا۔
"خوب ـــ اچھا تبصرہ ہے ـــ میں نے شہلا اور بیگم رضا سے
تمہاری تعریفیں تو اکثر سنی ہیں۔ لیکن ملاقات آج ہوئی ہے" ـــ راجندر
سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔
"شکر ہے کہ آپ سکھ ہیں ـــ مسلمان ہوتے تو فوراً لاحول ولا پڑھ
دیتے اور مجھے بھاگنا پڑتا" ـــ توصیف نے جواب دیا اور راجندر سنگھ
ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس بار کرنل فریدی کے لبوں پر بھی ہلکی
سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔
"خاموش رہو توصی ـــ کرنل صاحب بہت معزز آدمی ہیں۔
یہ ساگالینڈ کی سپیشل ایجنسی کے چیف ہیں اور دنیا کے مشہور ترین جاسوس
ہیں" ـــ شہلا کی ممی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جاسوس! ـــ ارے واقعی ـــ آپ جاسوس ہیں" ـــ توصیف
نے اس طرح حیرت بھرے انداز میں کرنل فریدی کو سر سے پیر تک دیکھتے

ہوئے کہا۔ جیسے وہ دنیا کا نواں عجوبہ دیکھ رہا ہو۔
"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ جاسوسوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں" ـــ
راجندر سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔
"جی نہیں ـــ دراصل شہلا کو شوق ہے جاسوسی ناول پڑھنے کا۔
وہ مجھے بتا رہی تھی کہ جاسوسوں کی شکلیں بڑی خوفناک ہوتی ہیں۔ لیکن
کرنل صاحب تو ـــ" توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"شکر ہے کہ تم شکل تک ہی رہے ہو ـــ ورنہ مجھے تو خیال تھا کہ
تم راجندر کے جواب میں یہی کہتے کہ سینگ تو نہیں دُم ہوتی ہے" ـــ
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار توصیف سمیت سب
ہنس پڑے۔ شہلا اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔
"اچھا تو تم آوارہ گردی کرتے ہو ـــ خاصا اچھا مشغلہ ہے" ـــ
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جی نہیں کرنل صاحب! ـــ بڑا بور سا مشغلہ ہے یہ" ـــ
توصیف نے کہا اور اس بار شہلا کی ممی بے اختیار ہنس پڑی۔
"میں بتاتی ہوں کرنل صاحب! ـــ میرے شوہر رضا اور توصیف
کے والد جبار دونوں سگے بھائی تھے ـــ ماشاء اللہ بڑے صاحب جائیداد
تھے ـــ میرے شوہر تو ایکریمیا شفٹ ہو گئے جب کہ جبار صاحب
پاکیشیا چلے گئے ـــ وہ آثار قدیمہ پر اتھارٹی تھے اور پاکیشیا میں انہیں
اپنے مطلب کی بڑی اچھی جاب مل گئی ـــ وہاں توصیف پیدا ہوا
تو توصیف کی ممی اس کی پیدائش کے وقت فوت ہو گئیں اور جبار صاحب
نے اسے باپ کے ساتھ ساتھ ماں بن کر بھی پالا۔ اس کی ممی کی فوتیدگی کے

بعد جبار صاحب پاکیشیا چھوڑ کر یہاں اپنی آبائی جائیداد پر واپس آ گئے اور یہاں ابھی توصیف بچہ ہی تھا کہ ایک ایکسیڈنٹ میں وہ فوت ہو گئے۔ اس طرح توصیف اکیلا رہ گیا تو میرے شوہر رضا صاحب نے اسے ایکریمیا بلالیا ـــــ میری بھی وہاں ایک ہی بیٹی ہوئی شہلا ـــــ توصیف وہاں پڑھتا رہا۔ اس نے وہاں سائنس میں بڑی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اسے وہاں بڑی اچھی ملازمتیں مل رہی تھیں لیکن اس کا مزاج بڑا لا اُبالی سا ہے۔ یہ وہاں سے پاکیشیا چلا گیا۔ وہاں اس نے ملازمت بھی کی ـــــ لیکن ملازمت اس کے مزاج کے ساتھ چل نہ سکی تو یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں واپس آ گیا ـــــ اس دوران میرے شوہر وہاں ایکریمیا میں وفات پا گئے تو میں شہلا کو لے کر واپس یہاں آ گئی ـــــ چونکہ شہلا اور توصیف کی منگنی بچپن میں ہی ہو گئی تھی اس لئے دونوں آپس میں بہت مانوس ہیں اب یہ دارالحکومت میں رہتا ہے ـــــ بس کلب اٹنڈ کر لیے۔ گھوم پھر لیا ـــــ ملازمت نہیں کرتا اور نہ اسے کرنے کی ضرورت ہے۔ شہلا بھی یہاں اکیلی رہتے رہتے جب بور ہو جاتی ہے تو دارالحکومت چلی جاتی ہے" ـــــ شہلا کی ممی نے توصیف کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا

"کس مضمون میں تم نے تعلیم حاصل کی ہے" ـــــ؟ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"جی میں نے مکینکل میں ماسٹر ڈگری لی ہے" ـــــ توصیف نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ پھر تو تم انجنیئر ہوئے" ـــــ راجندر سنگھ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"انجن ہا ـــ اوہ نہیں انکل ـــ انجن تو مجھے ویسے ہی پسند نہیں ہیں" ـــــ توصیف نے انجنیئر کے لفظ کو سامنے رکھتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"اچھا بیگم رضا ـــــ آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ـــــ اب مجھے اجازت دیجئے" ـــــ کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی مجھے بھی اس ملاقات سے بے حد مسرت ہوئی ہے ـــــ آپ کی یہاں تشریف آوری پر میں بے حد مشکور ہوں" ـــــ شہلا کی ممی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مادام" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"او کے مسٹر توصیف جبار ! ـــ کبھی ساگالینڈ آنے کا پروگرام بنے تو مجھے اطلاع کر دینا ـــــ وہاں میرا اسسٹنٹ کیپٹن حمید بالکل تمہارے مزاج کا ہے" ـــــ کرنل فریدی نے توصیف سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"جی شکریہ ! ـــ ضرور حاضر ہوں گا" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر راجندر اور کرنل فریدی ڈرائنگ روم سے نکل کر پورچ میں آ گئے۔ شہلا کی ممی اور توصیف دونوں انہیں کار تک چھوڑنے آئے۔

"تم کیسے آ گئے شیطان" ـــــ کرنل فریدی اور راجندر کے جانے کے بعد اندرونی کمرے کی طرف واپس بڑھتے ہوئے شہلا کی ممی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ توصیف بچپن میں ہی ان کے پاس چلا گیا تھا اس لئے وہ اسے اس طرح پیار کرتی تھیں جیسے شہلا کی طرح وہ بھی ان کا اپنا ہی بیٹا ہو۔

"آنٹی ! ـــ شہلا بتا رہی تھی کہ ممی نے ملازمت کر لی ہے ـــــ

بس آنٹی! مجھے بڑا غصہ آیا ـــــ میں آپ سے لڑنے آیا ہوں"۔ توصیف نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے وہ کیوں" ـــــ شہلا کی ممی نے مسکراتے ہوئے کہا

"اس لئے آنٹی ـــــ کہ ابھی میں زندہ ہوں اور آپ ملازمت کر رہی ہیں" ـــــ توصیف نے جواب دیا۔

"بس بس ـــــ یہ باتیں شہلا سے کہا کرو ـــــ وہ دیوانی ہے تمہاری ان باتوں کی ـــــ مجھے میری لائن کا جاب مل گیا تو کر رہی ہوں" ـــــ شہلا کی ممی نے ہنستے ہوئے کہا اور توصیف بھی ہنس پڑا۔

"ممی! ـــــ یہ توصیف واقعی بڑا ناراض ہو رہا تھا ـــــ اس نے مجھے مانیٹر و جھیل بھی پوری طرح نہیں دیکھنے دی ـــــ کہنے لگا کہ ابھی چلو ـــــ میں کہتا ہوں آنٹی سے کہ کوئی ضرورت نہیں ہے ملازمت کرنے کی" ـــــ شہلا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تمہاری طرح پگلا ہے ـــــ اچھا توصیف! ـــــ کیا واقعی تم بہار میں شادی پر رضامند ہو گئے ہو" ـــــ بیگم رضا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کیسے نہیں ہوگا رضامند ـــــ جب میں نے فیصلہ کر دیا ہے تو بس" ـــــ شہلا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کی ممی قہقہہ مار کر ہنس پڑیں۔

"یعنی زبردستی" ـــــ بیگم رضا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل زبردستی" ـــــ شہلا نے کہا اور اس بار توصیف بھی ہنس پڑا۔

"آنٹی! ـــــ مجھے شادی کرنے پر کیا اعتراض ہے ـــــ لیکن شہلا

مانتی ہی نہیں ـــــ کہتی ہے بہار میں کروں گی" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شہلا نے اس طرح آنکھیں پھاڑیں جیسے اُسے توصیف کی بجائے اس کا بھوت نظر آ گیا ہو۔

"ارے ارے تم ـــــ تم یہ کیا کہہ رہے ہو ـــــ ممی دیکھو! ـــــ یہ کتنا بڑا جھوٹا ہے" ـــــ شہلا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور شہلا کی ممی بے اختیار ہنس پڑیں۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں آنٹی! ـــــ بہار کی شرط بھی اس نے اس لئے لگا دی ہے کہ بہار آنے میں ابھی بڑا وقت پڑا ہے ـــــ ابھی تو سردیاں شروع ہو رہی ہیں" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ممی! ـــــ اب آپ کے ملازمت پر جانے سے پہلے میری شادی ہو گی" ـــــ شہلا نے سامنے رکھی میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ـــــ اتنی جذباتی بننے کی کیا ضرورت ہے" ـــــ شہلا کی ممی ان دونوں کی نوک جھونک سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

"بالکل آنٹی! ـــــ آپ فوراً کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر اس کی شادی کر ہی دیں" ـــــ توصیف نے کہا۔

"کک ـــــ کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہو ـــــ تمہیں شرم نہیں آتی یہ بکواس کرتے ہوئے" ـــــ شہلا نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"آنٹی آپ خود بتائیں ـــــ اس میں بکواس کی کیا بات ہے ـــــ آخر شہلا کسی لڑکے سے ہی کرے گی شادی ـــــ اب دیواروں سے تو

کرنے سے رہی" ___ توصیف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم مجھ سے نہیں کرو گے شادی" ___ شہلا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ___ ارے میری تو بات چھوڑو ___ میں تو گھڑے کی مچھلی ہوں جب بھی چاہا ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا" ___ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار شہلا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا توصیف! ___ تم پہلے اپنا کھانے کا مینو بتاؤ تاکہ میں خانساماں کو کہہ دوں" ___ شہلا کی ممی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے آنٹی! ___ اب کیا مینو بتانا ___ آپ جو کچھ کھلائیں گی کھا لیں گے اب آپ تو ملازم ہو رہی ہیں۔ بعد میں شائد ___" توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے میں کوئی میدانِ جنگ میں تو نہیں جا رہی جو تم ایسی باتیں کر رہے ہو" ___ بیگم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے ___ شہلا بتا رہی تھی کہ آپ کسی لیبارٹری میں ملازمت کر رہی ہیں ___ اور آج دنیا کا عظیم جاسوس آپ سے ملنے آیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی جاسوسی لیبارٹری ہو گی" ___ توصیف نے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں ___ یہ لیبارٹری آپ لینڈ اور ساگالینڈ کے تعاون سے قائم ہوئی ہے اس لئے کرنل فریدی رسمی طور پر اس کی سکیورٹی چیکنگ کے لئے آئے تھے ___ اور چونکہ میں نے اس لیبارٹری کے ایک شعبے کی سربراہ بننا ہے اس لئے وہ مجھ سے بھی بات چیت کرنے

آ گئے" ___ بیگم رضا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آخر آپ لینڈ اور ساگالینڈ کو بیٹھے بٹھائے جراثیموں سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے" ___ توصیف نے کہا۔

"ممی! ___ میں مینو بتانے جا رہی ہوں ___ آج میری پسند کا کھانا پکے گا" ___ شہلا نے اٹھتے ہوئے کہا اور بیگم رضا نے سر ہلا دیا۔

"ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہم ہر شعبے میں آگے بڑھیں" ___ بیگم رضا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھی پالیسی ہے کہ جراثیموں پر ریسرچ کر کے انہیں ترقی دیتے جاؤ ملک ترقی کر جائے گا" ___ توصیف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور بیگم رضا کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔

"تمہیں معلوم ہی نہیں کہ جراثیم کیا حیثیت رکھتے ہیں ___ بڑے سے بڑے بم بھی وہ تباہی نہیں لا سکتے ___ جو ایک چھوٹے سے کیپسول میں بھرے ہوئے جراثیم لا سکتے ہیں" ___ بیگم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی ___ لیکن جراثیموں کا کیا ہے ___ ذرا سا جراثیم کش پاؤڈر چھڑک دیا جراثیم ختم ___ ویسے آنٹی! کیسا مزہ آئے کہ جراثیم بم بنائے جائیں ___ ایک ملک جراثیم بم پھینک رہا ہو ___ اور دوسرا ملک ہاتھوں میں جراثیم کش ادویات کی پچکاریاں اٹھائے کھڑا ہو" ___ توصیف نے کہا اور بیگم رضا ہنستے ہنستے بے حال سی ہو گئیں۔

"تم ایسی باتیں کرتے ہو کہ یقین نہیں آتا کہ تم نے اتنی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے" ___ بیگم رضا نے کہا۔

"اس میں تعلیم کا کیا تعلق آنٹی! ___ یہ تو سیدھی سی بات ہے۔ جراثیم کش

ادویات چھڑکنے سے جراثیم ختم نہیں ہو جاتے کیا" ــــ توصیف نے بُرا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس بس رہنے دو ــــ مجھے معلوم ہے تم خواہ مخواہ کے معصوم بن رہے ہو ــــ ری ٹرائٹ جراثیموں کا ایک بم اگر پھٹ جائے تو زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر پورا ملک تباہ ہو سکتا ہے ــــ اور یہ ایسے جراثیم ہوتے ہیں کہ ان پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتا" ــــ بیگم رضا نے کہا۔

"ری ٹرائٹ ! ــــ تو کیا ان جراثیموں کی بھی نسلیں ہوتی ہیں، کتوں اور گھوڑوں کی طرح" ــــ ؟ توصیف بچوں کی طرح حیرت بھرے انداز میں بولا۔

"سنو ! ــــ یہ انتہائی جدید ایجاد ہے ــــ ایکریمیا اور روسیاہ ری ٹرائٹ جراثیم بم پر مسلسل ریسرچ کر رہے ہیں۔ لیکن وہ ابھی تک اس میں کامیاب نہیں ہو سکے ــــ لیکن تمہاری آنٹی نے یہ کامیابی حاصل کر لی ہے" ــــ بیگم رضا نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے ــــ کیا کہا آنٹی آپ نے ــــ لیکن آپ نے تو میرے خیال میں پچھلے چار سالوں سے ریسرچ چھوڑ رکھی ہے" ــــ توصیف نے کہا۔

"ہاں ! ــــ باقاعدہ تو چھوڑ رکھی ہے ــــ لیکن میں نے یہاں رضا ہاؤس میں اپنے لئے ایک چھوٹی سی لیبارٹری بنائی ہوتی ہے ــــ کبھی کبھی موڈ آتا ہے تو کام بھی کر لیتی ہوں اور ری ٹرائٹ میرا خاص موضوع ہے" ــــ بیگم رضا نے کہا۔

"لیکن جب یہ جراثیم موجود ہیں۔ ایکریمیا اور روسیاہ کو بھی علم ہے تو پھر

کامیابی نہ ہونے کا کیا مطلب ہوا ــــ بس جراثیم پکڑے، بم کے خول میں ڈالے، اوپر سے ڈھکن بند کیا اور ری ٹرائٹ جراثیم بم تیار" ــــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں ــــ جراثیم مخصوص ماحول میں بڑھتے ہیں ــــ مخصوص قسم کی آب و ہوا ــــ مخصوص قسم کا موسم ــــ میں تمہیں ایک مثال دیتی ہوں ــــ فرض کرو کہ ساگالینڈ ری ٹرائٹ بم تیار کر کے پاکیشیا پر پھینکتا ہے ــــ لیکن یہ بم پھٹنے کے باوجود کچھ نہ ہوگا ــــ کیوں ــــ اس لئے کہ ری ٹرائٹ جراثیم پاکیشیا کی مخصوص آب و ہوا اور مخصوص موسم میں بڑھ نہ سکیں گے ــــ یہ جراثیم ایک خاص جانور کی ایک رگ کے اندر سے دریافت ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو اس مخصوص موسم کے مطابق تیار کیا جاتے ــــ ہمارا تمہارا انسانوں کو محسوس ہونے والا موسم یا ماحول کی بات نہیں کر رہی ــــ ان جراثیموں کا علیحدہ مزاج ہوتا ہے اب کامیابی کا مسئلہ یہ تھا کہ ان جراثیموں کو مخصوص موسم میں بڑھنے کے لئے کیسے تیار کیا جاتے ــــ یہ انتہائی کٹھن کام تھا جو آج تک کسی سے نہ ہو سکا ــــ لیکن ایک اتفاق سے میں اس میں کامیاب ہو گئی" ــــ بیگم رضا نے کہا۔

"ارے آنٹی ! ــــ پھر تو آپ بین الاقوامی شہرت حاصل کریں گی ــــ آپ کو فوراً ایک پریس کانفرنس بلانی چاہئے ــــ واہ ! مزہ آ جائے گا آنٹی ــــ جب آپ نوبل پرائز لے رہی ہوں گی" ــــ توصیف نے بچوں کی طرح خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں پگلے ــــ میں اسے اپنی زندگی میں ظاہر نہیں کرنا چاہتی

ورنہ دنیا بھر کے جاسوس مجھے اغوا کرنے کے لئے دوڑ پڑیں گے" ـــ بیگم رضا نے کہا۔

"اغوا ـــ اوہ باپ رے ـــ یہ کیا کہہ رہی ہیں ـــ ارے دنیا بھر کے سائنسدان پریس کانفرنسیں کرتے رہتے ہیں ـــ سائنس کانفرنسوں میں اپنی ایجادات پر مقالے پڑھتے رہتے ہیں ـــ انہیں نوبل پرائز بھی ملتے ہیں ـــ کیا وہ سب اغوا کر لئے جاتے ہیں" ـــ ؟ توصیف نے کہا۔

"یہ بات نہیں ـــ یہ انتہائی اہم ترین جنگی ایجاد ہے ـــ اگر ایک بم بھی تیار ہو گیا تو جس ملک کے لئے تیار ہو گا اس کے پاس چاہے ڈھیروں ایٹم بم ۔ ہائیڈروجن بم اور باقی سارے خوفناک بموں کے انبار کیوں نہ ہوں یہ بم اس ملک کے لئے سب سے خوفناک بم ثابت ہو گا ـــ اس کا سارا اسلحہ وغیرہ اسی طرح پڑا رہ جائے گا اور چند لمحوں میں ہی اس ملک کے سارے جاندار موت کا شکار ہو جائیں گے ـــ اس لئے اس کے اعلان کا مطلب ہوا کہ روسیاہ اور ایکریمیا اور دوسرے ممالک یہ چاہیں گے کہ یہ بم ان کے ملک میں ان کے دشمن کے لئے تیار ہو" ـــ بیگم رضا نے کہا۔

"لیکن آنٹی ! ـــ اپ لینڈ کا تو کوئی دشمن نہیں ہے ـــ سب دوست ہیں ـــ پھر آپ کس کے لئے تیار کریں گی یہ بم" ـــ توصیف نے پوچھا۔

"ارے میں نے کب کہا ہے کہ میں یہ بم تیار کروں گی ـــ میں تو اپنی تھیوری پر ریسرچ کروں گی اور بس ـــ اب بم بنانے کی نوبت تو بہت

دور ہے ـــ بم تیار کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے" ـــ بیگم رضا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر بھی آپ ریسرچ کسی خاص موسم کو سامنے رکھ کر ہی کریں گی" ـــ توصیف نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ـــ دیکھو ـــ اچھا یہ بتاؤ توصیف ! ـــ پچھلے دنوں شہلا مجھے بتا رہی تھی کہ تم دوبارہ ایکریمیا جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ کیا یہ سچ ہے ـــ ؟ بیگم رضا نے جان بوجھ کر موضوع بدلتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں آنٹی ! ـــ میں بڑا بور سا ہو گیا ہوں اس لئے تبدیلی کا سوچ رہا تھا ـــ لیکن پھر شہلا نے منع کر دیا ـــ اور آنٹی ! ـــ اب شہلا کی بات تو ماننی ہی پڑتی ہے" ـــ توصیف نے جواب دیا اور بیگم رضا بے اختیار ہنس پڑیں ۔

"ارے ابھی آپ لوگوں کی باتیں ختم نہیں ہوئیں ـــ توبہ ! ـــ یہ توصیف تو کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا ـــ اور ممی سے یوں باتیں کر رہا ہے جیسے یہاں آیا ہی باتیں کرنے کے لئے ہو" ـــ شہلا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اب تم سے کیا باتیں کروں ـــ تم تو ابھی بے بی ہو" ـــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھا ممی ! ـــ آپ مجھے بے بی کہتی ہیں ـــ تو یہ بھی مجھے بے بی کہہ رہا ہے" ـــ شہلا نے منہ پھلاتے ہوئے کہا۔ اور بیگم رضا ایک بار پھر ہنسنے لگیں ۔

"ارے میرے لئے تو تم بے بی ہو ۔۔۔ لیکن ۔۔۔" بیگم رضا نے ہنستے ہوئے توصیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور میرے لئے منگیتر" ۔۔۔ توصیف نے اس طرح کہا جیسے کونین کی گولیاں چبا رہا ہو۔

"پھر تم مجھے کیوں بے بی کہتے ہو ۔۔۔ بولو ۔۔۔ جواب دو ۔۔۔ ابھی اور اسی وقت ممی کے سامنے جواب دو" ۔۔۔ شہلا نے ہوا میں مکہ لہراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تاکہ بعد میں ہم وزن لفظ بولنے میں دقت نہ ہو" ۔۔۔ توصیف نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور شہلا پہلے تو چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر یکلخت کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ بیگم رضا بھی اپنی بیٹی کی طرح ہنس پڑی تھیں۔ شہلا کو توصیف کے جواب ہم وزن لفظ کی سمجھ آگئی تھی۔

"اوہ ۔۔۔ تو تم شادی کے بعد مجھے بیوی کہو گے" ۔۔۔ شہلا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کہنا تو تمہیں شوہر چاہیئے ۔۔۔ لیکن اب کیا کروں مجبوری ہے"۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کمرہ بیگم رضا کے بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"بیگم صاحبہ! ۔۔۔ آپ کا فون" ۔۔۔ اچانک کمرے میں داخل ہو کر ایک ملازم نے کہا۔

"اوہ اچھا" ۔۔۔ بیگم رضا نے کہا اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔

"شہلا ۔۔۔ تم آنٹی کو منع کر دو کہ وہ ملازمت نہ کریں ۔۔۔ مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا" ۔۔۔ بیگم رضا کے کمرے سے باہر جاتے ہی توصیف نے شہلا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارے کیوں اچھا نہیں لگ رہا ۔۔۔ آخر تم ممی کی ملازمت سے اتنے الرجک کیوں ہو گئے ہو" ۔۔۔ شہلا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"بس مجھے یوں خیال آتا ہے ۔۔۔ جیسے ممی لیبارٹری کی بجائے کسی قید خانے میں جا رہی ہوں ۔۔۔ نجانے کہاں ہو گی یہ لیبارٹری ۔۔۔؟ خفیہ راستے ۔۔۔ سخت چیکنگ ۔۔۔ حفاظتی انتظامات" ۔۔۔ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔۔۔ خفیہ کیوں ۔۔۔ کیا ممی نے کہا ہے" ۔۔۔؟ شہلا بھی حیران ہوتے ہوئے بولی۔

"ممی سے تو میں نے پوچھا ہی نہیں ۔۔۔ بس میرا اندازہ ہے۔ دیکھو ناں! ۔۔۔ ابھی آنٹی ملازمت کے لئے گئی بھی نہیں ہیں ۔۔۔ اور ابھی سے بڑے بڑے جاسوس ان سے ملنے آرہے ہیں" ۔۔۔ توصیف نے جواب دیا۔

"ارے ہاں! ۔۔۔ میں نے تو ممی سے یہ پوچھا ہی نہیں کہ یہ جاسوس صاحب کیوں یہاں آئے تھے ۔۔۔ ویسے توصیف! ۔۔۔ بڑی شاندار شخصیت کے مالک ہیں یہ جاسوس صاحب" ۔۔۔ شہلا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اسی لئے تو میں غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ دیکھو شہلا!

"میں تو آنٹی سے پوچھتا نہیں ___ کہیں آنٹی چڑ ہی نہ جائیں ___ تم
ان سے پوچھنا کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے ___ ایسے پوچھنا جیسے جاسوس
پوچھتے ہیں ___ کم از کم ہمیں اس کے محل وقوع کا تو علم ہونا چاہیئے"۔
توصیف نے کہا۔

"ہاں ___ بالکل پوچھوں گی ___ تم فکر نہ کرو" ___ شہلا نے رضامندی
سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور توصیف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات
ابھر آئے۔ کیونکہ اُسے شہلا کی عادت کا اچھی طرح علم تھا۔ اب آنٹی
چاہے لاکھ چھپائیں شہلا کسی بھوت کی طرح ان کے پیچھے پڑ جائے گی۔
اور جب تک ایک ایک بات نہیں پوچھ لے گی دم نہ لے گی۔

عمران گذشتہ تین چار روز سے غائب تھا۔ وہ کہیں بھی دستیاب
نہ ہو رہا تھا۔ اس لیے بلیک زیرو بے حد پریشان تھا ویسے تو اس کی گمشدگی
کی کوئی ایسی بات نہ تھی کہ بلیک زیرو پریشان ہوتا۔ لیکن اتفاق سے سر سلطان
نے فون کر کے اس کو پوچھا۔ انہوں نے اس سے کوئی ضروری بات کرنی
تھی اور پھر بلیک زیرو نے اُسے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ لیکن کسی کو بھی
اس کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔

ادھر سر سلطان بھی بار بار پوچھ رہے تھے۔ آخر تنگ آ کر بلیک زیرو نے
سر سلطان کو عمران کی گمشدگی کے بارے میں بتایا تو وہ پیچھے ہی پڑ گئے کہ
اُسے تلاش کرو۔ لیکن اب عمران کوئی معصوم بچہ تو نہ تھا کہ راستہ بھول گیا
ہو۔ اور اُسے تلاش کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیئے جائیں۔ ریڈیو
پر اعلان کرائے جائیں۔ لیکن عمران کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے
سے بلیک زیرو کو بھی تشویش لاحق ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس نے سیکرٹ سروس

کر اس کی تلاش پر مامور کر دیا۔ لیکن نتیجہ صفر رہا۔ وہ واقعی کہیں بھی نہ تھا۔ اب تو واقعی بلیک زیرو پریشان ہو گیا۔ کیونکہ بہرحال عمران کے دشمنوں کی تعداد سینکڑوں میں ہی نہیں بلکہ ہزاروں میں تھی ۔۔۔ اس لئے جیسے جیسے وہ سوچتا جاتا اس کی پریشانی بڑھتی جاتی تھی۔ لیکن عمران کا کہیں سراغ ہی نہ مل رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اچانک ہوا میں تحلیل ہو گیا ہو۔

ابھی وہ بیٹھا اس بات پر سوچ بچار کر رہا تھا کہ آخر اسے کہاں تلاش کرے اور کیسے کرے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر اس طرح رسیور اٹھایا جیسے فون لازماً عمران کی طرف سے ہو گا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے تنویر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ عمران کے متعلق ایک کلیو ملا ہے ۔۔۔ میں نے شہر سے باہر جانے والے تمام پٹرول پمپوں سے انکوائری کی ہے۔ ایک پٹرول پمپ بوائے نے مجھے عمران کا مخصوص حلیہ بتایا ہے ۔۔۔ اس نے یہاں کار میں پٹرول بھروایا تھا ۔۔۔ اس پمپ بوائے کو عمران اپنی مخصوص باتوں کی وجہ سے یاد رہ گیا تھا لیکن سر ۔۔۔ یہ پٹرول پمپ آسٹن بلاک کے پاس ہے۔ وہاں سے مختلف سڑکیں پھوٹتی ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ تم نے اس بوائے سے معلوم کیا کہ عمران کس کار میں تھا اور اس نے پٹرول کتنا ڈلوایا" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کار کے متعلق تو اس نے بتایا ہے کہ سرخ آسٹن تھی۔ لیکن پٹرول کی مقدار کے بارے میں تو میں نے کچھ نہیں پوچھا سر" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اسی پٹرول پمپ سے سر" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"تم بوائے سے پوچھ کر مجھے بتاؤ ۔۔۔ کیونکہ میں عمران کی عادت جانتا ہوں ۔۔۔ اگر اس نے لمبے سفر پر جانا ہوتا ہے تو وہ ٹینکی فل کروا لیتا ہے۔ ورنہ وہ اتنا ہی پٹرول ڈلواتا ہے جتنا اس نے سفر کرنا ہوتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔ میں پوچھ کر ابھی پھر کال کرتا ہوں" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"او۔کے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران شہر سے باہر گیا ہے ۔۔۔ لیکن کہاں اور کیوں ۔۔۔ آسٹن مخصوص گاڑی تھی جسے وہ کسی خاص موقع پر ہی استعمال کرتا تھا اس لئے اس کی عدم موجودگی کا پتہ ہی نہ چلا تھا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد گھنٹی دوبارہ بجی تو بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا کال تنویر کی ہی تھی۔

"سر ۔۔۔ میں نے معلوم کیا ہے عمران نے صرف بیس لیٹر پٹرول ڈلوایا تھا لیکن اس نے بوائے کو ٹپ اتنی دے دی کہ اس سے پوری ٹینکی

ئل ہو سکتی تھی"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ یہی اس کی عادت ہے۔۔۔ بہر حال اس کا مطلب یہی ہوا کہ آسٹن جیسی بڑی کار میں بیس لیٹر پٹرول ڈلوا کر وہ کہیں دُور نہیں جا سکتا۔۔۔ وہ یقیناً کہیں قریب گیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ سر۔۔۔ پھر میرے خیال میں وہ شاہران ہی جا سکتا ہے۔۔۔ وہ یہاں سے پچاس کلومیٹر ہے"۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم وہیں پمپ پر ٹھہرو۔۔۔ میں جولیا کو بھیجتا ہوں تم دونوں پہلے شاہران میں اُسے تلاش کرو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ تنویر کی مسرت بھری آواز سنائی دی شاید اُسے جولیا کے بھیجنے کی خبر پر بے پناہ مسرت ہوئی تھی۔

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے جان بوجھ کر جولیا کا انتخاب کیا تھا۔ کیونکہ جولیا کے ساتھ تنویر کا دماغ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز چلنے لگ جاتا ہے۔ اور پھر اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کیے۔

"جولیا سپیکنگ"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تنویر آسٹن بلاک کے پٹرول پمپ پر موجود ہے۔۔۔ تم وہاں جاؤ۔ عمران سُرخ آسٹن میں وہاں سے شاید شاہران گیا ہے۔ تم دونوں نے

اُسے تلاش کرنا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اُسے اطمینان تھا کہ جولیا اور تنویر مل کر اُسے ضرور ڈھونڈ نکالیں گے۔۔۔ لیکن وہ بار بار یہی سوچ رہا تھا کہ اگر عمران واقعی شاہران گیا ہے تو کیوں گیا ہے۔ اور اگر گیا بھی ہے تو اس طرح اچانک اور خفیہ طور پر جانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے ان سوالوں کے جواب اسی وقت مل سکتے تھے جب عمران دستیاب ہوتا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔ بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس"۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس!۔۔۔ عمران کی کار ہم نے تلاش کر لی ہے۔۔۔ وہ شاہران میں ایک کیفے کے ساتھ کھڑی ہے لیکن عمران موجود نہیں ہے۔۔۔ ہم نے اِدھر اُدھر پوچھ گچھ کی ہے تو پتہ چلا ہے کہ یہ کار گذشتہ تین روز سے وہاں کھڑی ہے۔۔۔ آج چونکہ چھٹی کا دن ہے اس لئے تقریباً بازار بند ہے۔۔۔ کیفے والے سے معلوم کیا۔ لیکن اسے بھی معلوم نہیں ہے"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"اگر کار وہاں موجود ہے تو عمران بھی یقیناً وہیں ہوگا اور شاہران کا قصبہ اتنا بڑا بھی نہیں ہے کہ عمران جیسا آدمی وہاں چھپ سکے۔

اس لئے اُسے تلاش کر کے مجھے رپورٹ دو" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

ابھی اس نے ٹیلیفون رکھا ہی تھا کہ گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں ـــــ عمران کا کچھ پتہ چلا" ـــــ دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ـــــ ابھی یہی معلوم ہوا ہے کہ عمران شاہران گیا ہے۔ اس کی کار وہاں تین روز سے ایک کیفے کے پاس کھڑی ہے۔ لیکن وہ خود غائب ہے ـــــ جولیا اور تنویر وہاں موجود ہیں اور اُسے تلاش کر رہے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"شاہران ـــــ وہاں وہ کیا لینے گیا ہے ـــــ وہ تو سارا علاقہ ہی تاؤ فیملی کی ملکیت ہے" ـــــ سرسلطان نے کہا۔

"تاؤ فیملی" ـــــ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ـــــ تاؤ فیملی بہت بڑی جاگیردار فیملی ہے ـــــ اس خاندان کے افراد نے فوج میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں لیکن آجکل تو شاید اس خاندان کی سربراہ ایک عورت ہے جسے مادام تاؤ کہتے ہیں ایک محفل میں میری اس سے ملاقات ہوئی تھی ـــــ بڑی عجیب و غریب قسم کی عورت ہے ـــــ لیکن مجھے اس نے بتایا تھا کہ اس نے سائنس میں بڑی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہوئی ہے" ـــــ سرسلطان نے کہا۔

"اوہ! ـــــ تو پھر عمران یقیناً اس کے پاس گیا ہو گا ـــــ کوئی سائنسی چکر ہی ہو گا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ـــــ تم وہاں اس کا پتہ کراؤ ـــــ ہو سکتا ہے کہ وہاں بیٹھا وہ اس مادام تاؤ سے کسی سائنسی تھیوری پر بحث کر رہا ہو" ـــــ سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں ابھی معلوم کرتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"جیسے ہی وہ ملے ـــــ مجھے فوراً بتانا" ـــــ سرسلطان نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ مادام تاؤ۔ تاؤ فیملی۔ یہ اس کے لئے واقعی نئے نام تھے۔ شاہران اتنا غیراہم سا قصبہ تھا کہ کبھی اس کی طرف خیال ہی نہ گیا تھا۔ اس نے میز کی دراز سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔

"یس ـــــ جولیا اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد جولیا کی آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"ایکسٹو اوور" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص آواز میں کہا۔

"یس سر ـــــ عمران کا پتہ نہیں چل رہا سر ـــــ یہاں ایک پولیس چوکی بھی ہے ـــــ ہم نے وہاں بھی معلوم کیا ہے سر ـــــ اوور" ـــــ جولیا نے جواب دیا۔

"سنو! ـــــ یہ قصبہ تاؤ فیملی کی ملکیت ہے اور آجکل اس فیملی کی سربراہ ایک عورت مادام تاؤ ہے ـــــ وہ سائنسدان بھی ہے ـــــ تم ایسا

کرو کہ اس مادام تاؤ سے عمران کا پتہ کرو۔ اوور" ——— بلیک زیر
نے کہا۔

"مادام تاؤ —— ٹھیک ہے سر —— اوور" ——— جولیا نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" ——— بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ و
جولیا کے چونکنے کی وجہ جانتا تھا کہ وہ مادام تاؤ کے نام سے کیوں چونکی تھ
وہ جولیا کے عمران کے بارے میں جذبات سے اچھی طرح واقف تھا اس
لئے ظاہر ہے کسی عورت کے ساتھ عمران کی بات آتے ہی جولیا بے اختیا
چونک پڑتی تھی۔ لیکن اس عورت کے فیملی کا سربراہ ہونے اور پھر
سائنسدان ہونے سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کوئی بوڑھی کھوسٹ عور
ہو گی اور بوڑھی بھی کوئی سنکی قسم کی۔ کیونکہ سر سلطان اُسے عجیب و غریب
کہہ رہے تھے۔

اور پھر آدھے گھنٹے بعد جولیا کی ٹرانسمیٹر کال آ گئی۔

"ایکسٹو۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے مخصوص
لہجے میں کہا۔

"سر! —— مادام تاؤ کا محل جو کہ بہت بڑا ہے قصبے سے ہٹ کر
ہے —— لیکن سر! —— وہاں کا چوکیدار بتاتا ہے کہ یہاں کوئی نہیں
آیا —— ہم نے اس مادام تاؤ سے ملنے کی کوشش کی تو اس چوکیدار نے
بتایا کہ مادام تاؤ کسی سے نہیں ملتیں —— لیکن سر —— اس چوکیدار کا
رویہ کچھ پُراسرار سا لگتا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جولیا
نے کہا۔

"اوہ! —— تم دونوں اس مادام تاؤ سے ملو ضرور —— اگر ویسے اندر
جا سکو تو پھر خفیہ طور پر اندر جاؤ —— اگر کہو تو میں صفدر یا کیپٹن شکیل
کو تمہاری مدد کے لئے بھیجوں۔ اوور" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں سر —— اس کی ضرورت نہیں —— صرف آپ کی طرف
سے اجازت کی ضرورت تھی۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جولیا
نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کیپٹن حمید نے کیفے شاہ بلوط کی دو منزلہ خوبصورت عمارت کے
سامنے کار روک دی اور پھر نیچے اُتر کر وہ مین گیٹ کی طرف چل پڑا۔ نمبر ا
نے اُسے بتایا تھا کہ کیفے شاہ بلوط کے مالک ٹامی سے کچھ معلوم نہیں ہو
اس کے متعلق بھی اطلاع صرف اتنی ہے کہ اس کا رابطہ پاکیشیا سے
زیادہ ہی ہے۔ اس لئے کیپٹن حمید نے سوچا کہ اُسے خود ٹامی کو ٹٹولنا چا
چنانچہ وہ نمبر الیون کے عارضی ہیڈ کوارٹر سے کار لے کر یہاں آگیا تھا لیکن
اس نے میک اَپ کر لیا تھا۔

کیفے کا ہال خاصا خوبصورت اور جدید انداز میں سجا ہوا تھا۔ اور میز
پر بیٹھے ہوئے افراد بھی اونچے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے دکھ
دے رہے تھے۔ باوردی ویٹرز بڑی مستعدی سے اِدھر اُدھر آجا رہے
کیپٹن حمید سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک نو
کھڑا تھا۔

"ٹامی سے بات کرنی ہے ۔۔۔ کیا وہ مل جائے گا"۔۔۔ کیپٹن حمید
نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"آپ کو ان سے کیا کام ہے جناب"۔۔۔ ؟ کاؤنٹر بوائے نے
چونک کر پوچھا۔

"کام تو اسی کو بتاؤں گا ۔۔۔ میرا تعلق وزارتِ ثقافت سے ہے تمہارے
لئے اتنا ہی کافی ہے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔ یس سر"۔۔۔ کاؤنٹر بوائے شاید وزارت ثقافت کا نام سن
کر ہی گھبرا گیا تھا۔ اس نے جلدی سے کاؤنٹر پر رکھا ہوا ٹیلیفون اٹھایا اور
تیزی سے نمبر ڈائل شروع کر دیئے۔

"یس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سر ا۔۔۔ کاؤنٹر سے بول رہا ہوں ۔۔۔ وزارتِ ثقافت سے ایک
آفیسر تشریف لائے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں سر"۔۔۔ کاؤنٹر
بوائے نے کہا۔

"اچھا۔۔۔ دفتر میں بھیج دو انہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا
اور کاؤنٹر بوائے نے یس سر کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"جگو دا۔۔۔ ادھر آؤ"۔۔۔ کاؤنٹر بوائے نے پاس سے گذرتے ہوئے
ایک ویٹر کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"یس"۔۔۔ ویٹر نے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"صاحب کو باس کے دفتر تک چھوڑ آؤ"۔۔۔ کاؤنٹر بوائے نے
کیپٹن حمید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آیئے سر"۔۔۔ ویٹر نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور ایک طرف جاتی ہوئی

راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے چل پڑا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازے پر ویٹر رک گیا۔

"یہ باس کا دفتر ہے سر"۔۔۔ ویٹر نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم جا سکتے ہو"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا اور ویٹر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ دروازہ بند تھا اس لئے کیپٹن حمید نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس۔۔۔ کم ان"۔۔۔ اندر سے وہی بھاری آواز سنائی دی جو اس نے رسیور پر سنی تھی۔ اور کیپٹن حمید نے دروازے کو دھکیلا جو بے آواز کھلتا چلا گیا اور کیپٹن حمید اندر داخل ہو گیا۔

"میرا نام ٹامی ہے سر۔۔۔ اور میں اس کیفے کا مالک ہوں"۔۔۔ سامنے میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک بھاری جسم اور دراز قد آدمی نے باقاعدہ کرسی سے اٹھ کر حمید کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"اسلم جانی۔۔۔ وزٹ آفیسر"۔۔۔ کیپٹن حمید نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

"اوہ جناب!۔۔۔ آپ نے خود کیوں تکلیف کی۔۔۔ مجھے حکم کیا ہوتا میں خود آپ کی خدمت میں پیش ہو جاتا"۔۔۔ ٹامی نے بڑے کاروباری انداز میں مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بس کوئی خاص بات نہیں تھی۔۔۔ بس یہاں سے گزر رہا تھا کہ ایک بات کا خیال آ گیا۔۔۔ میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات ہی ہو جائے" کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب!۔۔۔ فرمائیے آپ کیا پئیں گے"۔۔۔ ٹامی نے کرسی پر واپس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کوک منگوا لیجئے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا اور ٹامی نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک کوک لانے کا آرڈر دیا۔ اور پھر رسیور رکھ کر کیپٹن حمید کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"مسٹر ٹامی!۔۔۔ آپ کب سے یہ کیفے چلا رہے ہیں"۔۔۔؟ کیپٹن حمید نے بڑے سرسری انداز میں پوچھا۔

"چار سال پہلے میں نے اسے خریدا تھا"۔۔۔ ٹامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے"۔۔۔؟ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"اس سے پہلے میں پاکیشیا میں تھا۔۔۔ لیکن وہاں کاروبار میں نقصان ہونے لگا تو میں وہاں سے یہاں شفٹ کر آیا۔۔۔ ویسے بھی دراصل میں اپ لینڈ کا ہی شہری ہوں"۔۔۔ ٹامی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی کوک کی بوتل ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں بوتل کیپٹن حمید کے سامنے رکھ دی۔ اور خود واپس چلا گیا۔

"دراصل وزارت کو یہ اطلاع ملتی رہی ہے کہ آپ پاکیشیا بہت آتے جاتے رہتے ہیں۔۔۔ آپ جانتے ہیں کہ حکومت ایسے معاملات میں بے حد چوکنا رہتی ہے۔۔۔ اس لئے جب بار بار یہ اطلاع ملی تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ آپ کا کیس یہاں کی انٹیلی جنس کو ریفر کر دیا جائے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ انٹیلی جنس کو تو بس کیس ملنا چاہئے۔۔۔ وہ خوامخواہ پر کا کوا بنا لیتے ہیں۔ اس لئے میں نے کیس روک کے رکھا۔ یہ سوچ کر کہ کبھی

فرصت ہوئی تو میں اس سلسلے میں آپ سے براہ راست بات کروں گا۔"
کیپٹن حمید نے بڑے ماہرانہ انداز میں جال ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — آپ کا شکریہ — ویسے کوئی ایسی بات نہیں — میں بڑا صاف ستھرا کاروبار کرنے کا عادی ہوں — پاکیشیا میں بھی میرا یہی ریکارڈ رہا ہے — ورنہ ظاہر ہے مجھے وہاں بھی کاروباری نقصان نہ اٹھانا پڑتا — جہاں تک پاکیشیا جانے کا تعلق ہے تو میں نے وہاں دس بارہ سال گذارے ہیں — میرے دوست احباب وہاں ہیں۔ اس لئے بھی — اور ویسے بھی کاروباری کاموں کے لئے جانا ہوتا ہے۔" ٹامی نے بڑے مطمئن لہجے اور انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا میں آپ کے تعلقات کس قسم کے لوگوں سے ہیں —؟" کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"یہی اپنے ہی طرز کے کاروباری لوگوں سے روایتی سے ہوتے ہیں" — ٹامی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک بات پوچھوں" — کیپٹن حمید نے بڑے پُراسرار انداز میں آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"جی پوچھئے" — ٹامی کیپٹن حمید کے اس انداز پر حیران رہ گیا۔

"ایکسٹو" — کیپٹن حمید نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں ٹامی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"جی کیا مطلب" — ٹامی نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

اور کیپٹن حمید ایک طویل سانس لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ ٹامی کا چہرہ اور آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس کا تعلق واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں

ہے۔ ورنہ یہ لفظ ایسا تھا کہ اچانک سنتے ہی وہ یقیناً بُری طرح اچھل پڑتا۔

"کچھ نہیں — اچھا مجھے اجازت — آپ کا کیس سمجھیں کہ اب کسی جنس کو مارک نہیں ہو گا — میں مطمئن ہو گیا ہوں" — کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی شکریہ" — ٹامی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن حمید ٹامی سے مصافحہ کر کے دفتر سے باہر آیا اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار میں موجود کیفے شاہ بلوط کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ لیکن اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

سڑک پر آکر اس نے پہلے تو اپنی نگرانی کے بارے میں چیک کیا۔ اور پھر اس نے کیفے کی سائیڈ میں موجود تنگ سی گلی میں کار موڑ دی۔ اور جیب سے ایک چھوٹا سا ہیڈ فون نکال کر اس نے سر پر چڑھا لیا اس کے ساتھ ہی ایک باکس لگا ہوا تھا۔ اس نے اس باکس کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ایک آواز آئی۔

"وہ واقعی چلا گیا ہے — تم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے" — یہ آواز ٹامی کی تھی۔ وہ شاید فون پر بات کر رہا تھا۔

"یس باس! — اس کی کار دائیں طرف مڑ گئی ہے — ہم نے ہدایت کے مطابق اس کا نمبر نوٹ کر لیا ہے — ویسے باس! اگر اس کا تعاقب کیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا" — ایک اور آواز سنائی دی۔

"نہیں توقیر — ایسے معاملات میں جلدی بعض اوقات نقصان دہ ہوتی ہے — وہ یہاں سے مطمئن گیا ہے۔ لیکن اگر اسے تعاقب کا علم ہو جاتا تو سارا مسئلہ خراب ہو جاتا — اب ضرورت پڑنے پر ہم اسے

آسانی سے تلاش کر سکتے ہیں ۔۔۔ ٹامی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
کریڈل دبانے اور پھر نمبر ڈائل کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ کیپٹن حمید خاموش
بیٹھا رہا۔ اس کے کان آواز پر ہی لگے ہوئے تھے اس نے کوشش کی کہ
کسی طرح ڈائل گھومنے کی آواز سے وہ نمبر کا پتہ چلا لے لیکن نہیں۔ وہ
پوری طرح اندازہ نہ کر سکا تھا۔

"یس ۔۔ آغا سپیکنگ" ۔۔۔ اچانک ایک بھاری سی آواز سنائی دی
"ٹامی بول رہا ہوں باس ۔۔۔ شاہ بلوط کلب سے ۔۔۔ ابھی میرے
دفتر میں کرنل فریدی کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید آیا تھا" ۔۔۔ ٹامی کی
آواز سنائی دی۔

کیپٹن حمید اپنا نام اور عہدہ ٹامی کے منہ سے سن کر کار کی سیٹ پر
ہی اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور چہرے پر انتہائی
حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کیپٹن حمید ۔۔ اور یہاں ۔۔ کیا مطلب ! ۔۔۔ میں سمجھا نہیں"
دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"باس ۔۔ کیپٹن حمید میک اپ میں تھا ۔۔۔ اور وزارت ثقافت
کا آفیسر بن کر میرے پاس آیا ۔۔۔ لیکن میں اسے دیکھتے ہی پہچان گیا
تھا۔ کیونکہ اس نے میک اپ کرتے وقت اپنی مخصوص نشانی چھپائی
ہی نہ تھی ۔۔۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ساگا لینڈ کے قاسم کے ساتھ
ایک بار میں کیپٹن حمید سے مل چکا ہوں اور یہ محفل کئی گھنٹوں تک
جاری رہی تھی ۔۔۔ لیکن کیپٹن حمید شاید مجھے بھول چکا تھا ۔۔۔
بہرحال اس کی گردن کے نیچے کراس کے مخصوص نشان کو دیکھتے ہی میں

چونک پڑا ۔۔۔ پھر اس کی آواز اور چال ڈھال ۔۔۔ بات کرنے کا انداز
سب کچھ وہی تھا ۔۔۔ اور باس ! ۔۔۔ اس نے مجھ سے پاکیشیا جانے
د پھر وہاں کی ملاقاتوں کے بارے میں سوالات کئے ۔۔۔ لیکن ایک
بات پر میں حیران ہوں کہ اس نے بڑے پُراسرار انداز میں ایکسٹو کا
لفظ کہا ۔۔۔ اور پھر میرے حیرت ظاہر کرنے پر وہ خاموش ہو گیا۔ اور
اس کے بعد چلا گیا ۔۔۔ باس ! ۔۔۔ یہ ایکسٹو کیا چیز ہے" ۔۔۔ ٹامی
نے پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے ۔۔۔ لیکن کیپٹن حمید کو تم سے کیا مطلب
ہو سکتا ہے ۔۔۔ وہ معروف جاسوس کرنل فریدی کا اسسٹنٹ ہے
لیکن ان کا اپ لینڈ سے کوئی تعلق نہیں ۔۔۔ پھر وہ یہاں کیوں
آیا" ۔۔۔ آغا نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے باس ! ۔۔۔ کہ گذشتہ دنوں طرام گروپ ساگا لینڈ
میں ہیروں کی سمگلنگ کے چکر میں پکڑا گیا تھا۔ اس کا تعلق اپ لینڈ
سے ہے ۔۔۔ لیکن وہ پاکیشیا سے ساگا لینڈ جاتے ہوئے پکڑا گیا
تھا اور پھر فرار ہو گیا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کیپٹن حمید اسی طرام کے سلسلے
میں تفتیش کرنے یہاں آیا ہو۔ کیونکہ طرام ابھی تک مفرور ہے" ۔۔۔
ٹامی نے جواب دیا۔

"لیکن طرام کا تم سے یا ہم سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ۔۔۔ آغا
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ پہلے میرے گروپ میں شامل تھا باس ! ۔۔۔ بعد میں اس نے
اپنا علیحدہ گروپ بنا لیا تھا" ۔۔۔ ٹامی نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ــــ پھر ٹھیک ہے ــــ بہرحال محتاط رہنا۔ یہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید۔ بے حد خطرناک لوگ ہیں" ــــ آغا نے کہا۔

"جناب! ــــ ہم کونسا ایسا کام کرتے ہیں جس سے ساگالینڈ کو کوئی دلچسپی ہو ــــ بہرحال پھر بھی محتاط رہوں گا" ــــ ٹامی نے جواب دیا اور دوسری طرف سے "او۔کے" ــــ کے الفاظ سنتے ہی رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید نے طویل سانس لیتے ہوئے ڈبے کا بٹن آف کیا اور پھر ہیڈفون اتار کر اس نے وہ سب کچھ اپنی جیب میں رکھا اور کار بیک کر کے سڑک پر آیا اور واپس نمبر الیون کے ہیڈکوارٹر کی طرف چل پڑا۔ اب یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ ٹامی یا اس کے باس آغا کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ہوتا تو یقیناً ٹامی اور آغا دونوں کم ازکم لفظ ایکسٹو کے متعلق ضرور جانتے۔

نمبر الیون کے ہیڈکوارٹر پہنچ کر جب وہ اندر گیا تو اُسے اطلاع ملی کہ کرنل فریدی واپس آچکا ہے۔ چنانچہ وہ سیدھا کرنل فریدی والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"ہاں! ــــ کیا ہوا ٹامی کا" ــــ کرنل فریدی نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی پوچھا اور کیپٹن حمید نے تفصیل سے ساری بات بتا دی۔

"ہوں ــــ اس کا مطلب ہے کہ افواہ غلط تھی کہ ٹامی کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ــــ بہرحال ٹھیک ہے۔ میں نے لیبارٹری کی حفاظت کا مکمل انتظام کر دیا ہے ــــ نمبر الیون اپنے گروپ کے ساتھ اب یہیں رہے گا تاکہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں وہ ہمیں اطلاع دے سکے ــــ اور اگر ضرورت پڑے تو یہاں کام بھی کر سکے۔

اب ہم واپسی کا پروگرام بنائیں" ــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یقین ہے کہ آپ نے یہ ٹامی والا شوشہ صرف میری تفریح غارت کرنے کے لئے چھوڑا ہے" ــــ کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ــــ ہوائی جہاز کی سیر کر لی ــــ یہاں شاہ بلوط کیفے دیکھ لیا ــــ ابھی تمہاری تفریح نہیں ہوئی" ــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ یہ بھی کہہ دیں کہ ایک لولی پوپ چوس لیا۔ کون آئس کریم کھا لی" ــــ کیپٹن حمید نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو یہ بھی کر لو ــــ وڈن جیب خرچ" ــــ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی جیب خرچ کے نام پر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اس بڑھی کھوسٹ کے محل میں زبردستی گھس جانا چاہیئے ——— یہ بڑھی ا پنے آپ کو سمجھتی کیا ہے" ——— جولیا نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ اور تنویر دونوں مادام تاؤ کے محل کے پھاٹک سے کچھ فاصلے پر کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

مادام تاؤ کے چوکیدار نے جس تحقیرانہ انداز میں تنویر اور جولیا کو اندر جانے سے انکار کیا تھا اس سے تنویر کا تو خون ہی کھول گیا تھا۔ لیکن جولیا کے کہنے پر کہ پہلے ایکسٹو سے اس بارے میں بات ہو جائے پھر کوئی فیصلہ کیا جائے گا اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا اور اب ٹرانسمیٹر پر جولیا نے ایکسٹو سے بات کر لی تھی۔ اور ایکسٹو نے مادام تاؤ کے محل میں داخل ہونے کی اجازت دے دی تھی اس لئے تنویر کا چہرہ اندرونی مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

"بڑھی کھوسٹ ——— کیا مطلب ——— آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ مادام تاؤ

بڑھی کھوسٹ ہے" ——— تنویر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایسے قدیم محلوں میں رہنے والی بڑھی کھوسٹ عورتیں ہی ہوتی ہیں ——— پھر یہ خاندان کی سربراہ ہے ——— سائنس کی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ ظاہر ہے کوئی سنکی بڑھی ہی ہو گی" ——— جولیا نے ہونٹ سکیڑتے ہوئے کہا۔

"ایک بات بتاؤں مس جولیا! ——— اگر واقعی عمران مادام تاؤ سے ملنے گیا ہے اور تین روز سے اس کے ساتھ ہے تو پھر وہ بڑھی نہیں ہو سکتی" ——— تنویر نے کہا۔

"بکواس مت کرو ——— میں تم سے زیادہ عمران کو جانتی ہوں۔ وہ اگر گیا بھی ہو گا تو کسی سائنسی چکر میں گیا ہو گا" ——— جولیا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ یقین نہ کریں ——— آپ کی مرضی ——— بہرحال اب کیا پروگرام ہے" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ جولیا کی بات پر اس کا موڈ سخت آف ہو گیا ہے۔

"پروگرام کیا بنانا ہے ——— بس اندر جانا ہے اور عمران کا پتہ کرنا ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"تو پھر آئیے" ——— تنویر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور جولیا بھی سر ہلاتی ہوئی نیچے اتر آئی۔ ریوالور چونکہ ان دونوں کے پاس پہلے سے ہی تھے۔ اور مادام تاؤ کوئی مجرم تو بہرحال نہ تھا اس لئے انہوں نے مزید اسلحہ کار سے اٹھانے کی ضرورت نہ سمجھی اور پیدل چلتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھنے لگے۔ ان دونوں کے ارادے خاصے جارحانہ تھے۔

تنویر نے ستون پر لگی ہوئی کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی اور اسے دبائے رکھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد تک نہ ہٹائی جب تک پھاٹک کی کھڑکی نہ کھلی۔ اس چوکیدار نے سر باہر نکالا ہی تھا کہ تنویر نے اُسے گردن سے پکڑا اور ایک زوردار جھٹکا دے کر باہر کی طرف اچھال دیا۔

"خبردار! ــــ گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا۔ سمجھے" ــــ تنویر نے غراتے ہوئے چوکیدار سے کہا اور پھر جولیا کے پیچھے کھلی کھڑکی سے اندر داخل ہو گیا۔ اور چوکیدار ابھی اُٹھ ہی رہا تھا کہ تنویر کھڑکی بند کر کے اندر سے کنڈی لگا چکا تھا۔

"واہ! ــــ بڑی شاندار عمارت ہے" ــــ جولیا نے عظیم الشان عمارت کو دیکھتے ہوئے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں" ــــ تنویر نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے عمارت کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔

لیکن وہ ابھی برآمدے کے پاس نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایک موٹی توند والا آدمی باہر آگیا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور وہ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ان دونوں کو آتا دیکھ رہا تھا۔

"کون ہیں آپ ــــ اور اندر کیسے آئے ــــ؟" موٹی توند والے نے انتہائی درشت لہجے میں ان کے قریب آنے پر ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو موٹے! ــــ اگر زیادہ بکواس کی تو تمہاری یہ باہر کو نکلی ہوئی توند پھاڑ دوں گا ــــ سمجھے ــــ جاؤ اپنی مادام تاقی سے کہو کہ دارالحکومت سے سپیشل ایجنسی کے سپیشل ایجنٹ اس سے ملنا چاہتے ہیں" ــــ تنویر

نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ــــ مادام کا نام احترام سے لو صاحبزادے ــــ ورنہ اندھیری قبر بھی تمہیں پناہ نہ دے گی" ــــ موٹی توند والے نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ جرأت" ــــ تنویر کا پارہ یکلخت آسمان پر چڑھ گیا۔

"تم خاموش رہو تنویر ــــ میں خود بات کرتی ہوں" ــــ جولیا نے تنویر کو روکتے ہوئے کہا جو شاید اس موٹے پر چھلانگ لگانے ہی والا تھا اور تنویر نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کیا۔

"دیکھیے مسٹر ــــ ہمارا مادام سے ملنا بے حد ضروری ہے ــــ یہ انتہائی ضروری اور سرکاری مسئلہ ہے" ــــ جولیا نے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"سوری! ــــ مادام مصروف ہیں ــــ اور بغیر وقت مقرر کیے تو وہ ملک کے صدر سے بھی نہیں ملتیں ــــ آپ تو پھر ایجنٹ ٹائپ کے لوگ ہیں" ــــ موٹی توند والے نے بڑے سرد لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ کیونکہ تنویر نے یکلخت اچھل کر پوری قوت سے اس کے سینے پر فلائنگ کک جڑ دی تھی تنویر تو قلابازی کھا کر ایک لمحے میں اٹھ کھڑا ہوا لیکن موٹی توند والا فرش پر پڑا چیختا رہا۔

اور اس کے ساتھ ہی یکلخت اِدھر اُدھر کے دروازے کھلے اور مشین گنوں سے مسلح چار افراد بجلی کی سی تیزی سے باہر آئے اور انہوں نے اس طرح تنویر اور جولیا کو گھیر لیا کہ جیسے وہ کسی بین الاقوامی مجرم کے گرد

گھیرا ڈال رہے ہوں۔

"انہیں گولیوں سے اڑا دو ــــ انہوں نے مادام کی توہین کی ہے"۔ موٹی توند والے نے اٹھ کر بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سنو! ــ میری بات سنو" ــــ جولیا نے چیخ کر کہا لیکن دوسرے لمحے ریوالور کے دھماکوں کے ساتھ ہی چاروں مسلح افراد بری طرح چیختے ہوئے ہاتھوں کو جھٹکنے لگے۔ ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل گئی تھیں۔ ادھر جولیا اور تنویر دونوں نے اچھل کر ان کے ہاتھوں سے نکلی ہوئی مشین گنیں اٹھا لیں۔ یہ فائرنگ ان دونوں نے بیک وقت کی تھی کیونکہ انہوں نے پلک جھپکنے میں محسوس کر لیا تھا کہ اگر انہوں نے فائر کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر کی تو یہ لوگ انہیں مشین گنوں سے بھون ڈالیں گے اس لئے جولیا نے جان بوجھ کر انہیں متوجہ کیا۔ اس طرح وہ فوری حرکت میں نہ آ سکے اور تنویر اور جولیا دونوں نے اس وقفے سے فائدہ اٹھا لیا۔

موٹی توند والے کی حالت اب واقعی قابل دید تھی۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ اسے اپنے گرد موجود چاروں مسلح افراد قطعی بے بس کھڑے نظر آ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں سے ابھی تک خون بہہ رہا تھا اور تنویر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کی نال اس کی توند پر سختی سے جمی ہوئی تھی۔

"م ــ م ــ مجھے مت مارو" ــــ موٹی توند والے نے بے اختیار دونوں ہاتھ سر سے بلند کرتے ہوئے ہکلا کر کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی چاروں نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔

"ہوں! ــ اب اپنی موت کو سامنے دیکھ کر موت سے ڈر لگنے

لگ گیا ہے ــ اس وقت تم نے ہی ہماری موت کا آرڈر دیا تھا ناں"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"م ــ م ــ مجھے مت مارو" ــــ موٹی توند والا واقعی خوف سے ہی مرنے کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"سنو! ــ ہم ایک آدمی عمران کا معلوم کرنے آئے ہیں ــ ہمیں بتاؤ کہ عمران یہاں آیا ہے تو اب کہاں ہے ــ اور سنو! ــ اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے" ــــ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"علی عمران ــ وہ مادام کا نیا ملازم ــــ تم اس کی بات کر رہے ہو"۔ موٹی توند والے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مادام کا ملازم ــ کیا مطلب" ــــ جولیا اور تنویر دونوں ہی اس کی اس بات پر بے اختیار چونک پڑے تھے۔

"مادام نے ملازمت کا اشتہار دیا تھا جس کے جواب میں ایک پاگل سا نوجوان آیا تھا اور وہ اپنا نام علی عمران بتاتا تھا ــــ مجھے تو ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ مادام اسے ملازم رکھیں گی ــ لیکن مادام نے اسے نہ صرف ملازم رکھ لیا ــ بلکہ وہ اب مادام کا خاص ملازم ہے" ــــ موٹی توند والے نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ ــــ؟" جولیا نے پوچھا۔

"وہ مادام کے پاس ہو گا ــ بتایا تو ہے کہ اب وہ مادام کا خاص ملازم ہے" ــــ موٹی توند والے نے جواب دیا۔

"اور وہ مادام کہاں ہے ــــ؟" تنویر نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"وہ آرام کر رہی ہیں" ـــــ موٹی توند والے نے جواب دیا۔

"بلاؤ انہیں یہاں ـ جلدی" ـــــ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"کسے ـــ اس ملازم کو" ـــــ ؟ موٹی توند والے نے کہا۔

"چلو اُسے بلاؤ" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا" ـــــ موٹی توند والے نے کہا اور پھر ایک کونے میں پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر اور جولیا نہ صرف اس کے ساتھ تھے بلکہ وہ انتہائی چوکنا بھی تھے۔ کیونکہ بہرحال وہ چاروں آدمی ابھی موجود تھے اور کسی بھی وقت وہ کوئی حرکت کر سکتے تھے۔ ویسے بھی فائرنگ کے دھماکے بھی ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان چاروں کے علاوہ اور کوئی آدمی ابھی تک نظر نہ آیا تھا اور نہ ہی وہ چوکیدار جسے وہ باہر چھوڑ آئے تھے واپس اندر آیا تھا اور نہ اس نے کال بیل بجائی تھی۔

موٹی توند والے نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہونے پر پھاڑ کھانے والے لہجے میں پوچھا گیا۔

"مشاگی بول رہا ہوں فیزون سے ـــــ یہاں ایک عورت اور ایک مرد آئے ہیں ـــ اور وہ دونوں مادام کے نئے ملازم علی عمران سے ملنا چاہتے ہیں" ـــــ توند والے نے جس نے اپنا نام مشاگی بتایا تھا بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ تو مادام کے پاس ہے ـــ اور تم جانتے ہو کہ مادام جب آرام کر رہی ہوں تو انہیں ڈسٹرب نہیں کیا جا سکتا" ـــــ دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا گیا۔

"کسی طرح اس کو بلا دو ـــ پلیز ـــ یہ لوگ بڑے خطرناک ہیں ـــ انہوں نے چاروں محافظوں کو بے کار کر دیا ہے ـــ اور بڑے سخت غصے میں ہیں" ـــــ مشاگی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"محافظوں کو بے بس کر دیا ہے ـــ اوہ! پھر تو واقعی خطرناک لوگ ہوئے ـــ ٹھہرو ـــ میں معلوم کرتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور مشاگی نے سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

تنویر بڑی معنی خیز نظروں سے جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا جبکہ جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے آگ کی طرح تپا ہوا تھا۔ ظاہر ہے دوسری طرف سے بولنے والے کا یہ فقرہ انہوں نے بھی واضح طور پر سن لیا تھا کہ مادام آرام کر رہی ہے اور عمران اس کے پاس ہے، جولیا کا دماغ خراب کرنے کے لئے یہی فقرہ ہی کافی تھا۔

"کتنی بوڑھی ہے تمہاری یہ مادام" ـــــ مشاگی کے رسیور رکھتے ہی جولیا نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"بوڑھی نہیں ـــ ہماری مادام تو جوان ہیں ـــ ان کی عمر تو چوبیس پچیس سال ہوگی" ـــــ مشاگی نے جواب دیا اور جولیا نے یکلخت منہ پھیر لیا۔ کیونکہ مشاگی کی بات سنتے ہی تنویر اس طرح کھانسا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھا میری بات سچ نکلی۔

"مادام شادی شدہ ہیں" ـــــ ؟ تنویر نے مزے لیتے ہوئے پوچھا۔

"جی نہیں" ـــــ مشاگی نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ تنویر اور کوئی بات کرتا۔ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مشاگی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـ مشاگی بول رہا ہوں ـ فیزون سے" ـــــ مشاگی نے

بڑے موذبانہ لہجے میں کہا۔

"مشاگی بے ـــ کس نے ہمارے محافظوں کو بے کار کر دیا ہے ـــ؟ اور کیسے کر دیا ہے" ـــ دوسری طرف سے ایک بھاری اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مم ـــ مم ـــ مادام! ـــ جان کی امان پاؤں تو دست بستہ عرض گزار ہو جاؤں" ـــ مشاگی نے وہیں کھڑے کھڑے رسیور سمیت رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خوف سے لرز رہا تھا۔

"نہیں ـــ تمہیں فی الحال جان کی امان نہیں دی جا سکتی ـــ بولو جواب دو" ـــ دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ اور زیادہ کھردرا ہو گیا تھا۔ اور جولیا کا چہرہ یہ آواز سنتے ہی بحال ہو گیا تھا۔ کیونکہ آواز سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ بولنے والی کی عمر کافی زیادہ ہے۔ جبکہ تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"مم ـــ مم ـــ مادام! ـــ ایک عورت اور ایک مرد آئے ـــ انہوں نے مجھ پر ریوالور نکال لئے ـــ میں نے محافظوں کو طلب کیا لیکن ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے فائرنگ کر کے چاروں محافظوں کے ہاتھ زخمی کر دیئے اور مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل گئیں اور پھر انہوں نے مشین گنوں پر قبضہ کر لیا ـــ اب وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے نئے ملازم علی عمران سے ملنا چاہتے ہیں" ـــ مشاگی نے جلدی جلدی تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تمہیں جان کی امان عطا کی جاتی ہے۔ لیکن چاروں محافظ نکمے ثابت ہوئے ہیں ـــ اس لئے ان کی سزا یہی ہے

کہ ان چاروں کو دھکے دے کر باہر نکال دو ـــ یہ فوری طور پر ہماری ملازمت کے شرف سے محروم ہو گئے ہیں ـــ اور ہم ابھی خود فیزون میں تشریف فرما ہو رہے ہیں ـــ اور ہمارا نیا ملازم ہمارے ساتھ ہوگا"۔ دوسری طرف سے بولنے والی نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"تم نے مادام کا حکم سن لیا ـــ گٹ آؤٹ" ـــ رسیور رکھ کر مشاگی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"مم ـــ معافی دلا دو ـــ ہم بھوکے مر جائیں گے ـــ خدا کے لئے معافی دلا دو" ـــ ان چاروں نے بھیک مانگنے والے لہجے میں گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں فوراً باہر چلے جاؤ ـــ دوڑو ـــ ورنہ مادام کی سواری آگئی تو پھر جان کی امان بھی نہ ملے گی" ـــ مشاگی نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا اور وہ چاروں اس طرح اچھل کر گیٹ کی طرف بھاگے جیسے واقعی موت ان کا پیچھا کر رہی ہو۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چاروں گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر نکل گئے۔

جولیا اور تنویر دونوں انتہائی حیرت بھری نظروں سے یہ عجیب و غریب تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"وہ تمہارا چوکیدار واپس نہیں آیا ـــ ہم نے اُسے باہر نکال دیا تھا" ـــ اچانک تنویر نے ایک خیال کے آتے ہی پوچھا۔

"باہر نکال دیا تھا ـــ اوہ! ـــ پھر وہ کیسے واپس آ سکتا تھا ـــ یہاں جسے ایک بار باہر نکال دیا جائے وہ پھر واپس نہیں آ سکتا۔ سوائے مادام کی

خصوصی مہربانی اور اجازت سے ——— اور ہاں! ——— اب چونکہ مادام نے آپ کو شرف باریابی بخشنے کی مہربانی فرما دی ہے۔ اس لئے آپ اب ہمارے لئے انتہائی معزز مہمان ہیں ——— آیئے ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیں" ——— مشاگی نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔ اور تنویر اور جولیا اس طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ ہم کسی پاگل خانے میں تو نہیں پہنچ گئے۔

"یہ مشین گنیں یہیں رکھ دیں اور تشریف لائیں ——— اگر مادام کو معلوم ہو گیا کہ میں نے معزز مہمانوں کو ڈرائینگ روم میں نہیں بٹھایا تو پھر مجھے سخت ترین سزا ملے گی" ——— مشاگی واقعی بے حد خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔

"آؤ تنویر! ——— ہمارے پاس ریوالور موجود ہیں" ——— جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ اور مشاگی نے جس دروازے کی طرف اشارہ کیا تھا ادھر کو بڑھ گئی۔ تنویر نے بھی ظاہر ہے اس کی پیروی کرنی تھی۔

ڈرائینگ روم واقعی بے حد وسیع و عریض اور انتہائی شاہانہ انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہ دونوں حیرت سے سامان کو دیکھتے ہوئے جب صوفوں پر بیٹھے تو آدھے سے زیادہ صوفوں کے اندر ہی دھنس گئے۔

"کمال ہے ——— واقعی شاہانہ قسم کا فرنیچر ہے" ——— تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن جولیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ویسے ہی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھی تھی۔ اس کا چہرہ مسلسل سرخ تھا۔ اور تنویر سمجھ گیا کہ وہ عمران اور مادام کے متعلق ہی سوچ رہی ہے۔ مشاگی اب

دروازے کے پاس ہی سینے پر ہاتھ باندھے کسی زر خرید غلام کی طرح کھڑا تھا۔

"ہم تشریف لے آئے ہیں مشاگی" ——— اچانک دیواروں سے وہی بھاری نسوانی آواز گونجی۔

"ہم آپ کے چشم براہ ہیں مادام ——— تشریف لائیں اور ہمیں اپنے دیدار کا شرف بخشیں" ——— مشاگی نے فوراً ہی رکوع کے بل جھکتے ہوئے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔ اور جولیا اور تنویر دونوں ہی حیرت سے اس عجیب و غریب تماشے کو دیکھنے لگے۔

دوسرے لمحے کونے میں موجود ایک دروازہ کھلا اور پھر اس سے عمران باہر نکلا۔ عمران دیکھتے ہی وہ دونوں بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن عمران ان کی طرف توجہ دینے کی بجائے دروازے کی سائیڈ پر آ کر اس طرح جھک گیا جیسے دربان کسی بادشاہ کی آمد پر جھکتے ہیں اور دوسرے لمحے دروازے سے ایک انتہائی خوبصورت نوجوان لڑکی نمودار ہوئی۔ اس نے پتلون اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اور پاؤں میں فل بوٹ تھے۔ اس کے سنہرے بال کاندھوں تک ترشے ہوئے تھے۔ وہ بڑے شاہانہ انداز میں قدم بڑھاتی آگے بڑھی تو عمران اس کے پیچھے دست بستہ چلتا ہوا زر خرید غلاموں کی طرح چلنے لگا۔

اسی لمحے مشاگی نے انتہائی پھرتی سے ایک کرسی سیدھی کی اور پھر اس طرح کرسی کی سائیڈ پر جھک کر اشارے کرنے لگا جیسے مادام کی منت کر رہا ہو کہ وہ اس کرسی پر بیٹھ کر مشاگی کی سات نسلوں پر احسان کر دے گی۔

"ہم تم دونوں کو اپنے سامنے صوفوں پر بیٹھنے کی خصوصی اجازت مرحمت کر رہے ہیں ـــــ اور یہ ہماری خاص مہربانی ہے" ـــــ مادام نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا جب کہ عمران مادام کے پیچھے اسی طرح ہاتھ باندھے بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ اس کی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں لیکن آنکھوں میں آشنائی کی ہلکی سی رمق بھی موجود نہ تھی۔ اس کا چہرہ بھی پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا۔

"تم یہاں ہو عمران! ـــــ ہمیں تمہیں تلاش کرنے آئے ہیں" ـــــ جولیا نے بجائے بیٹھنے کے انتہائی غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ جاؤ لڑکی! ـــــ جو کچھ کہنا ہے ہمارے حضور درخواست کی صورت میں پیش کرو" ـــــ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم چپ رہو کتیا ـــــ میں تم سے بات نہیں کر رہی" ـــــ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ تم نے ہمیں اس عظیم اور مقدس لقب سے نوازا ہے ـــــ ہم تم سے بےحد خوش ہیں۔ اس لئے ہم اجازت دیتے ہیں کہ تم ہمارے خاص ملازم سے باتیں کر سکتے ہو" ـــــ مادام نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔ اور اس بار واقعی جولیا اور تنویر دونوں کو یقین ہو گیا کہ یہ لڑکی واقعی ذہنی مریضہ ہے۔ ورنہ اس کا ذہنی توازن درست ہوتا تو یقیناً یہ غصے سے پاگل ہو جاتی۔

اور مادام تاؤ کی یہ بات سنتے ہی عمران تیزی سے آگے بڑھا اور مادام تاؤ کے سامنے ایک بار پھر رکوع کے بل جھک گیا۔

"آپ کی خاص ہدایت ہے مادام ـــــ کہ آپ نے میرے مہمانوں کو اتنی عزت بخشی ہے" ـــــ عمران نے بڑے انکسارانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اٹھ کر جولیا اور تنویر کی طرف بڑھ گیا۔

"تم دونوں مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہو" ـــــ عمران کے لہجے میں خاصی سختی تھی۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو ـــــ اور وہ بھی بغیر اطلاع کئے ـــــ یہ کیا تماشہ ہے ـــــ؟" جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہم نے مادام تاؤ کی ملازمت اختیار کر لی ہے ـــــ اور ہم اس ملازمت کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں ـــــ اس لئے تم دونوں واپس جاؤ اور ہمیں بھول جاؤ ـــــ ہم نے مادام کی صحبت میں اصل زندگی کو پا لیا ہے ـــــ اور اب ہم مادام کے قدموں میں اپنی پوری زندگی گزارنا اپنے لئے باعث فخر سمجھیں گے" ـــــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ اور عمران لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ یہ تھپڑ جولیا نے پوری قوت سے عمران کے گال پر جڑا تھا۔ اور تنویر انتہائی حیرت سے جولیا کو دیکھنے لگا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ جولیا اس طرح عمران کو بھی کبھی تھپڑ مار سکتی ہے۔

عمران بھی گال پر ہاتھ رکھے ہونٹ بھینچے شعلہ بار نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا۔

جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے واقعی شعلے نکل رہے تھے۔

"تمہاری یہی اوقات تھی ۔۔ سمجھے" ۔۔۔ جولیا نے چیخ کر کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ تنویر بھی خاموشی سے مڑ کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ تم ہمارے ملازم پر ہاتھ اٹھا کر اب زندہ باہر نہیں جا سکتیں" ۔۔۔ اچانک مادام کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور جولیا نے بجلی کی تیزی سے گھوم کر ریوالور نکالا اور مادام پر فائر کھول دیا۔ لیکن ٹریگر دبنے کے باوجود گولی نہ چلی اور ریوالور سے صرف ٹھک کی آواز نکلی۔

"ہا ۔۔ ہا ۔۔ ہا ۔۔۔ ہماری موجودگی میں ہتھیار بھی ادب سے خاموش ہی رہتے ہیں" ۔۔۔ مادام نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

جولیا حیرت سے ریوالور کو دیکھنے لگی۔ اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا لیکن اس بار پھر ریوالور سے گولی کی بجائے ٹھک کی آواز ہی نکلی۔ جولیا نے اضطراری طور پر ریوالور کا چیمبر کھولا تو چیمبر بھرا ہوا تھا۔ صرف ایک گولی چلی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ریوالور سے خالی ٹھک کی آواز ہی نکلتی تھی۔

"عمران" ۔۔۔ اچانک مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

"حکم مادام" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی کو اس قدر تھپڑ مارو کہ اس کا خوبصورت چہرہ کسی چڑیل جیسا ہو جائے ۔۔۔ اس نے ہمارے خاص ملازم کو تھپڑ مار کر ہماری توہین کی ہے ۔۔۔ اور ہم اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتے" مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی مادام" ۔۔۔ عمران نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں کہا اور سیدھا ہو کر اس طرح جارحانہ انداز میں جولیا کی طرف بڑھنے لگا

جیسے واقعی اسے کچا چبا جائے گا۔

"خبردار عمران ۔۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔ تنویر نے عمران کو اس طرح جولیا کی طرف بڑھتے دیکھ کر بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو ۔۔۔ تمہارے متعلق مادام نے ابھی تک کوئی حکم نہیں دیا۔ ورنہ تمہاری زبان گدی سے کھینچ لیتا" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے تنویر سے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ فضا میں لہرایا اور جولیا نے گو اچھل کر ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے عمران کی پھرتی اور تیزی کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی اس لئے کوشش کے باوجود عمران کا زوردار تھپڑ پوری قوت سے جولیا کے گال پر پڑا اور جولیا بری طرح چیختی ہوئی اس طرح اچھل کر پیچھے رکھے صوفے پر جا گری جیسے عمران نے تھپڑ مارنے کی بجائے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پیچھے اچھال دیا ہو۔

عمران ایک بار پھر جارحانہ انداز میں آگے بڑھا لیکن اسی لمحے تنویر نے یکلخت چھلانگ لگائی اور وہ عمران کو ساتھ لیتا ہوا ایک صوفے پر جا گرا۔ لیکن عمران نے صوفے پر گرتے ہی تنویر کو گھٹنا مار کر پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ اور خود اٹھ کر ایک بار پھر جولیا کی طرف بڑھنے لگا جو اب اپنے گال پر ہاتھ رکھے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے گال پر عمران کی انگلیوں کے گہرے نشانات صاف نظر آ رہے تھے۔

"مجھے افسوس ہے عمران ۔۔۔ تم واقعی ہوش میں نہیں ہو۔ اور میں تمہیں مادام کے ساتھ برداشت نہ کر سکی تھی" ۔۔۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے جواب دینے کی بجائے ایک بار پھر بازو گھمایا اور جولیا ایک بار پھر چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل

صوفے کے درمیانی حصے پر جا گری۔

اسی لمحے تنویر نے عمران پر عقب سے چھلانگ لگا دی لیکن عمران تیزی سے مڑا اور تنویر ایک بار پھر چیختا ہوا اچھل کر مادام کے قدموں میں جا گرا اور عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر ایک بار پھر قالین پر پڑی جولیا کی طرف اسی طرح جارحانہ انداز میں بڑھنے لگا۔

اب جولیا کے چہرے پر شدید خوف کے آثار ابھر آئے تھے۔ عمران کا پتھرایا ہوا چہرہ اور اس کی ناآشنا آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ واقعی مادام کے حکم کی تعمیل میں جولیا کا چہرہ بگاڑے بغیر نہ رہے گا۔ عمران کا دوسرا زوردار تھپڑ اس کے دوسرے گال پر پڑا تھا اور اس کے دوسرے گال پر بھی اس کی انگلیوں کے گہرے نشانات ابھر آئے تھے۔ جولیا کو صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اس کی طرف بڑھنے والا عمران وہ عمران نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ کوئی سفاک اور ظالم دشمن ہے۔ اور پھر عمران کو اپنی طرف جارحانہ انداز میں بڑھتا دیکھ کر یکلخت وہ اپنی جگہ سے اچھلی اور اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے پر اپنے سر کی زوردار ٹکر مارنی چاہی لیکن دوسرے لمحے اس کی گردن عمران کے ہاتھوں میں تھی اور وہ عمران کے بازو میں جکڑی ہوا میں کسی کپڑے کی بنی ہوئی گڑیا کی طرح لٹک رہی تھی اور عمران کا بازو تیزی سے فضا میں لہرایا لیکن اس بار تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس کا وہ بازو پکڑا اور ساتھ ہی وہ دوسری طرف گھوم گیا۔ اس کے اس طرح اچانک گھومنے کی وجہ سے عمران کا جسم بھی اس کے ساتھ ہی گھومتا گیا اور عمران کی گرفت جولیا کی گردن پر ڈھیلی پڑ گئی۔ البتہ گھومتے ہوئے اس نے بڑے خوفناک انداز میں تنویر کی ناک پر ایک زوردار ٹکر جڑ دیا۔ یہ ضرب اس قدر اچانک اور

مر لو بھی کہ تنویر چیختا ہوا پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے ذہن پر ایک ے کے لئے ہزاروں رنگوں کی کہکشاں چمکی اور پھر اس کا ذہن اندھیروں ں ڈوب گیا۔ ادھر جولیا کی گردن عمران کی گرفت میں آنے کے بعد اس ر زور سے دبی تھی کہ اس کا سانس رک گیا تھا اور اس کے ذہن پر بھی ندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔

"ہا۔ ہا۔ ہا ـــــ ہم نے واقعی تمہیں اپنا خاص ملازم بنانے میں غلطی نہیں کی ـــــ رک جاؤ ـــــ اب مزید کارروائی کی ضرورت نہیں" ـــــ دام نے قہقہے لگاتے ہوئے عمران سے کہا جو اب پھر قالین پر بیہوش پڑی ولیا کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اور مادام کا حکم ملتے ہی عمران اس طرح رک گیا۔ یسے چابی بھرا کھلونا چابی ختم ہوتے ہی رک جاتا ہے۔

"مشاگی" ـــــ مادام نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"حکم مادام" ـــــ دروازے کے قریب کھڑے مشاگی نے جلدی سے کوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"ان دونوں کو اٹھا کر محل سے باہر پھنکوا دو ـــــ اور اب اگر یہ اندر ئیں تو انہیں ریڈ ریز کا فائر کر کے جلا کر راکھ کر دینا" ـــــ مادام نے حکمانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس اسی دروازے کی طرف مڑ گئی جدھر سے آئی تھی۔ اور عمران ایک بار پھر دست بستہ اس کے پیچھے چلنے لگا اس نے مڑ کر بھی تنویر اور جولیا کی طرف نہ دیکھا تھا۔

ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز بلند ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے بلیک زیرو نے چونک کر سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر اس کا بٹن آن کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اس کا خیال تھا کہ کال جولیا کی طرف سے ہوگی۔ لیکن اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ اس وقت یکلخت رک گیا جب اس کی نظریں ٹرانسمیٹر کے فریکوینسی میٹر پر پڑی تھیں۔ وہ حیرت سے اس میٹر کو دیکھنے لگا جس پر ایک نئی فریکوینسی نظر آرہی تھی۔

"اپ لینڈ کی مخصوص فریکوینسی —— اوہ تو کال اپ لینڈ سے ہے" بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو —— ہیلو —— آغا کالنگ۔ اوور" —— ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور" —— بلیک زیرو نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"سر —— ایک اہم اطلاع دینی ہے —— یہاں اپ لینڈ میں ساگالینڈ اور اپ لینڈ کے اشتراک سے کوئی خفیہ لیبارٹری بنائی جا رہی ہے۔ اوور" —— دوسری طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ آغا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے —— اپ لینڈ حکومت نے اس لیبارٹری کے قیام سے پہلے حکومت پاکیشیا کو سرکاری طور پر مطلع کیا تھا —— اور مجھے یاد ہے کہ میں نے تمہیں اس بارے میں اطلاع بھی دی تھی۔ اوور" —— بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ویسے بھی آغا کی بات سن کر اس کا موڈ آف ہو گیا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے یہ کوئی ایسی اطلاع نہ تھی بلکہ الٹا اس سے آغا کی نااہلیت ثابت ہوئی تھی۔

"سر —— آپ نے واقعی اطلاع دی تھی —— لیکن سر —— چند نئے پہلو سامنے آئے ہیں۔ اوور" —— دوسری طرف سے آغا نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا پہلو سامنے آئے ہیں —— تفصیل بتاؤ۔ اوور" —— بلیک زیرو نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"سر —— آپ کو معلوم ہے کہ میرے اسسٹنٹ توصیف جبار کی چچی بیگم رضا جراثیموں کی ریسرچ پر اتھارٹی ہے —— اسے اس لیبارٹری میں ایک شعبے کی سربراہ بنایا جا رہا ہے۔ اوور" —— دوسری طرف سے آغا نے کہا۔

"بیگم رضا کو —— اوہ اوہ تو ایکریمیا میں اس لیبارٹری میں کام کرتی رہی ہے جہاں جراثیموں کو جنگی مقاصد کے لئے استعمال کرنے پر ریسرچ ہوتی

ہے۔ اوہ ——— بلیک زیرو نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔
"یس سر ——— اور دوسری بات یہ ہے کہ کرنل فریدی خفیہ طور پر آپ لینڈ آیا ——— اور پھر وہ آپ لینڈ کی سیکرٹ سروس کے چیف راجندر سنگھ کے ساتھ بیگم رضا سے ملا ——— توصیف جبار اتفاق سے شہلا کے ساتھ وہاں پہنچا تو کرنل فریدی اور راجندر سنگھ موجود تھے ——— ایک اور اہم اطلاع بھی ملی ہے کہ یہاں میرے ایک ایجنٹ ٹامی سے کرنل فریدی کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید ملا ہے ——— ٹامی یہاں کے ایک کیفے شاہ بلوط کا مالک ہے۔ اس نے ایک خفیہ تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کی مدد سے وہ جرائم کرتا ہے لیکن خود وہ کبھی منظر پر نہیں آتا ——— میں نے اُسے یہ نہیں بتایا کہ میری اصل حیثیت کیا ہے بلکہ وہ مجھے بھی ایک جرائم پیشہ ہی سمجھتا ہے ——— کیپٹن حمید نے ٹامی سے میک اپ میں ملاقات کی ——— لیکن ٹامی اُسے پہلے سے جانتا تھا اس لئے وہ اُسے پہچان گیا اور کیپٹن حمید اس سے کرید کرید کر پوچھتا رہا کہ وہ پاکیشیا کیوں جاتا ہے۔ اور وہاں کس کس سے ملتا ہے ——— اور پھر اس نے بڑے پُراسرار انداز میں ٹامی کے سامنے ایکسٹو کا لفظ بھی لیا۔ لیکن چونکہ ٹامی ایکسٹو کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا اس لئے کیپٹن حمید اس کے ردعمل سے مطمئن ہو گیا اور واپس چلا گیا ——— اس کے بعد ٹامی نے مجھے فون کر کے کیپٹن حمید کے بارے میں اطلاع دی ——— ٹامی نے مجھ سے ایکسٹو کے بارے میں پوچھا لیکن ظاہر ہے میں اُسے اس بارے میں کچھ نہ بتا سکتا تھا اس لئے میں نے بھی لاعلمی ظاہر کی ——— سر ——— بعد میں معلوم ہوا کہ کیپٹن حمید نے ٹامی کی میز کے نیچے انتہائی طاقتور ٹیلی ٹرانسمیٹر بٹن لگا دیا تھا اس کا مطلب

یہی تھا سر ——— کہ وہ پوری طرح مطمئن نہ ہوا تھا اس لئے اس نے ایسا کیا ——— لیکن یقیناً میری طرف سے بھی لاعلمی ظاہر ہونے پر وہ مطمئن ہو گیا ہو گا ——— دوسری طرف توصیف جبار نے بیگم رضا سے باتوں باتوں میں اس کی نئی ملازمت پوچھی تو بیگم رضا نے ایک انتہائی حیران کن انکشاف کیا کہ اس نے ری ایکٹ جراثیموں پر ریسرچ میں کامیابی حاصل کر لی ہے اور اب وہ ان جراثیموں کی مدد سے کسی بھی ملک کے مخصوص موسم کے مطابق ری ایکٹ بم بنا سکتی ہے
توصیف جبار نے بیگم رضا کی بیٹی اور اپنی منگیتر شہلا کی مدد سے بیگم رضا سے لیبارٹری کا محل وقوع دریافت کیا تو یہ اطلاع ملی کہ کرنل فریدی نے جانے کے بعد فون کر کے اُسے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ وہ توصیف جبار یا کسی اور کو بھی لیبارٹری کے محل وقوع کے متعلق کچھ نہ بتائے ——— لیکن جناب! ——— بیگم رضا کو اپنی بیٹی یا ہونے والے داماد پر تو کسی قسم کا کوئی شک نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس نے محل وقوع بتا دیا ——— اس کے مطابق یہ لیبارٹری کاشی پہاڑیوں میں بنائی گئی ہے۔ لیکن کہاں بنائی گئی ہے اس کا علم بیگم رضا کو بھی نہ تھا اس لئے وہ زیادہ تفصیل نہ بتا سکی تھی۔ جب کہ آپ کی طرف سے ملنے والی اطلاع کے مطابق جو لیبارٹری آپ لینڈ نے ساگا لینڈ کے تعاون سے بنائی تھی اور جس کے لئے اس نے حکومتِ پاکیشیا کو مطلع بھی کیا تھا وہ لیبارٹری اوٹاوہ شہر کے قریب بنائی گئی ہے اور وہ وہاں اب بھی موجود ہے۔ اوور ——— آغا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ——— یہ واقعی اہم اطلاع ہے ——— کرنل فریدی اور کیپٹن حمید

کی اس طرح اپ لینڈ میں آمد ـــــ اور خاص طور پر کیپٹن حمید کا ایکسٹو کا نام لینا ـــــ اور پھر بیگم رضا کی ری باسٹ جراثیموں کی ریسرچ میں کامیابی اور اس کی ملازمت ـــــ اور کاشی پہاڑیوں میں نئی لیبارٹری کا قیام۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ اس بار اپ لینڈ میں پاکیشیا کے خلاف کوئی گہری سازش ہو رہی ہے۔ اوور" ـــــ بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ میرا بھی خیال ہے سر ـــــ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس لیبارٹری کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کروں تاکہ بات واضح ہو جائے۔ اوور" ـــــ آغا نے پوچھا۔

"یہ کاشی پہاڑیاں آباد ہیں۔ اوور" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"نو سر ـــــ یہ انتہائی ویران اور خشک پہاڑیاں ہیں ـــــ اور انتہائی دشوار گذار ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اس پہاڑی سلسلے میں جانے کے لئے صرف ایک ہی درہ ہے جہاں سے گذرے بغیر اس پہاڑی سلسلے میں کسی طور بھی داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ اوور" ـــــ آغا نے جواب دیا۔

"ہوں ـــــ پھر تمہاری تحقیقات کیسے آگے بڑھے گی۔ اوور" ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر ! ـــــ وہاں جانے والا تو لازماً نظروں میں آجائے گا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ اگر ہم شہلا کو استعمال کریں تو اس کی والدہ کی مدد سے اس لیبارٹری کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کی جا سکتی ہیں ـــــ لیکن سر ! ـــــ اس کے لئے شہلا کو توصیف جبار کی اصلیت بتانی

پڑے گی۔ کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ توصیف جبار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے۔ اوور" ـــــ آغا نے کہا۔

"نہیں ـــــ اسے کچھ نہیں بتایا جائے گا ـــــ تم ایسا کرو کہ سرکاری حلقوں کو ٹٹولو ـــــ خاص طور پر اپ لینڈ کے محکمہ دفاع کے کسی اہم آدمی کو ـــــ اس طرح بھی صورت حال معلوم کی جا سکتی ہے۔ اوور" ـــــ بلیک زیرو نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر ـــــ واقعی مجھے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا ـــــ ٹھیک ہے سر ـــــ اب میں مزید تفصیلات حاصل کر لوں گا۔ اوور" ـــــ آغا نے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ مزید تفصیلات فوری طور پر معلوم کر کے مجھے کال کرو اور سنو ! ـــــ کرنل فریدی کی طرف سے خصوصی طور پر ہوشیار رہنا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ بلیک زیرو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا۔ اسے ذہنی طور پر اب بھی یقین نہ آ رہا تھا کہ اپ لینڈ کی حکومت ناگالینڈ کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے خلاف کوئی سازش کر سکتی ہے کیونکہ اپ لینڈ پاکیشیا کا انتہائی قریبی دوست ملک تھا اور دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات بھی طویل عرصے سے انتہائی دوستانہ چلے آ رہے تھے۔

اپ لینڈ میں چونکہ کسی فارن ایجنٹس کی ضرورت ہی کبھی محسوس نہ کی گئی تھی اس لئے عمران نے وہاں اپنا کوئی ایجنٹ نہ رکھا تھا۔ لیکن چند ماہ قبل اچانک عمران نے وہاں فارن ایجنٹس تعینات کر دیئے حالانکہ

بلیک زیرو نے اس پر حیرت کا اظہار بھی کیا تھا۔ لیکن عمران ہنس کر ٹال
گیا تھا۔ آغا اور توصیف جبار کی تعیناتی عمران نے ہی کی تھی اور بلیک
زیرو نے ان کے متعلق صرف فائلیں ہی پڑھی تھیں اس طرح اُسے ا
دونوں کے متعلق تفصیلات کا علم ہوا تھا۔ لیکن ذاتی طور پر وہ ان سے
کبھی نہ ملا تھا۔ اس نے صرف فائلوں میں لگے ہوئے ان دونوں کے
فوٹو ہی دیکھے تھے۔ اور جب سے یہ تعینات ہوئے تھے ان کی طرف
سے کبھی رابطہ بھی نہ کیا گیا تھا۔ آج پہلی بار آغا کی طرف سے کال موصول
ہوئی تھی۔ لیکن اب آغا کی کال کے بعد بلیک زیرو سوچ رہا تھا کہ کہیں
اچانک ان کی تعیناتی کے پیچھے عمران کا کوئی خاص مقصد تھا۔ کیا
عمران کو اس لیبارٹری کے بارے میں پہلے سے کوئی سُن گُن مل گئی تھی
ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر مخصوص آواز میں
بول پڑا۔ اور بلیک زیرو نے چونک کر دوبارہ اس کا فریکونسی میٹر دیکھا
اس بار میٹر جولیا کی مخصوص فریکونسی ظاہر کر رہا تھا۔ بلیک زیرو نے ہاتھ
بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو ۔۔۔ جولیا کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ بٹن دبتے ہی
جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں جواب دیا اور
پھر جولیا نے عمران سے ملاقات اور ان کے مادام تاؤ کے محل سے باہر
ایک کھیت میں ہوش آنے تک جب ساری تفصیلات سنائیں تو وہ
حیرت زدہ رہ گیا۔ اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران ایسی حرکت بھی کر سکتا ہے۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو جولیا ۔۔۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ اوور" ۔۔۔؟

یک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہی ہوں سر ۔۔۔ آپ تنویر سے پوچھ لیں۔
اوور" ۔۔۔ جولیا نے گلوگیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں ۔۔۔ تم دونوں فوراً واپس آجاؤ ۔۔۔ میں خود عمران کے
رے میں تحقیقات کرتا ہوں ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ہوش
ں نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اگر اس نے ہوش میں رہتے ہوئے یہ حرکت
ی ہے تو پھر اُسے اس کا عبرت ناک خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ اوور"
یک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"س ۔۔۔ سر ۔۔۔ وہ یقیناً ہوش میں نہیں ہوگا سر ۔۔۔
یسے سر ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے کسی خاص مقصد کے لئے ایسا کیا
ہو سر ۔۔۔ اس لئے اُسے کوئی سزا نہ دیں سر۔ اوور" ۔۔۔ جولیا
تو انتہائی گلوگیر لہجے میں بول رہی تھی یا پھر عمران کے خمیازہ بھگتنے کے
فاظ سنتے ہی اس کی حالت بدل گئی اور اس نے عمران کی سفارش
رنا شروع کر دی۔ اور بلیک زیرو حیران رہ گیا۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا
ا کہ جولیا کے دل میں عمران کے لئے اس قدر گہرے جذبات پوشیدہ ہیں۔

"سنو جولیا! ۔۔۔ تم نہ صرف سیکرٹ سروس کی رکن ہو ۔۔۔ بلکہ
مبر ٹو بھی ہو ۔۔۔ اور عمران نے اگر ہوش میں رہتے ہوئے یہ
رکت کی ہے تو اس نے تمہاری ہی نہیں۔ پوری سیکرٹ سروس کی
ہین کی ہے ۔۔۔ اس نے تمہارے چہرے پر تھپڑ نہیں مارا۔ یہ
پڑ اس نے ایکسٹو کے چہرے پر لگایا ہے ۔۔۔ اور میں یہ
ہین کسی صورت برداشت نہیں کر سکتا ۔۔۔ میں عمران کی ایک ایک

رگ توڑ دوں گا ___ میں اس کا ایسا عبرت ناک حشر کر دوں گا کہ اس کی روح بھی قبر میں صدیوں تک بلبلاتی رہے گی۔ اوور" ___ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر انتہائی سرد لہجے میں یہ الفاظ کہے تھے۔

"بب ___ بب ___ باس! ___ غلطی میری تھی ___ میں نے غصے میں آکر اس کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا تھا ___ بب ___ باس! ___ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا ___ میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں ___ آپ پلیز عمران کو سزا نہ دیں ___ میں اس سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لوں گی۔ اوور" ___ جولیا، بلیک زیرو کی توقع کے مطابق اور زیادہ بوکھلا گئی۔

"یہ بعد کی بات ہے ___ اوور اینڈ آل" ___ بلیک زیرو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری" ___ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ___ قصبہ شاہران میں مادام تاؤ کی رہائش گاہ کا ایسا نمبر دو جس پر مادام تاؤ سے بات ہو سکے" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ یس سر ___ یس سر ___ ہولڈ آن فار ون سیکنڈ سر ___ میں ابھی بتاتا ہوں سر" ___ دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ چیف آف سیکرٹ سروس کے الفاظ سن کر اس کے ہاتھ پیر بری طرح پھول گئے تھے۔

"سر ___ نوٹ فرما لیجیے سر ___ تھری ون ڈبل تھری ڈبل ون ___ یہی نمبر ہے سر ___ اور نمبرز بھی ہیں سر" ___ چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے تھینک یو کہہ کر کریڈل دبا دیا اور پھر نمبر دوبارہ ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ___ پی اے ٹو مادام تاؤ سپیکنگ" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ ___ مادام تاؤ سے بات کراؤ ___ فوراً" ___ بلیک زیرو نے لہجے کو اور زیادہ بارعب بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر ___ ہولڈ کریں سر" ___ دوسری طرف سے پی اے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس ___ مادام تاؤ سپیکنگ" ___ چند لمحوں بعد ایک نسوانی لیکن بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ ___ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے اپنے محل میں ایک نوجوان علی عمران کو چھپایا ہوا ہے ___ حالانکہ وہ سپیشل ایجنسی کو مطلوب ہے" ___ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"وہ میرا خاص ملازم ہے ___ اور جو مادام تاؤ کا ملازم بن جاتا ہے اس کا رتبہ ملک کی انتہائی اہم شخصیات کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے آپ مجھے بتائیں کہ وہ سپیشل ایجنسی کو کیوں مطلوب ہے" ___ دوسری طرف سے مادام تاؤ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اس کے

لہجے سے ذرہ برابر بھی محسوس نہ ہوتا تھا کہ وہ رعب میں آئی ہو۔ بلکہ اُس نے اُلٹا بلیک زیرو پر رعب جھاڑنے کی کوشش شروع کر دی تھی
"مادام تاؤ بول— کیا تم ہوش میں ہو— جانتی ہو تم کس سے بات کر رہی ہو— اگر میں چاہوں تو ایک لمحے میں نہ صرف تمہاری ساری جاگیر ضبط ہو سکتی ہے— بلکہ تم گلیوں میں بھیک مانگتی نظر آؤ گی"— بلیک زیرو کو واقعی غصہ آ گیا تھا۔ کیونکہ بطور ایکسٹو وہ جب بھی بولتا تھا صدر مملکت بھی اُسے سر سر کہتے تھے اور یہ عورت اس پر رعب ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آپ یہ رعب کسی اور کو دیں— میرا نام مادام تاؤ ہے— اور سُنیں— اب اگر آپ نے مجھے دھمکی دینے کی کوشش کی تو میں ایک لمحے میں پورے پاکیشیا کے کروڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دونگی سمجھے— یہ میرا احسان ہے کہ پاکیشیا کے کروڑوں افراد زندہ ہیں"۔ مادام تاؤ نے بھی جواب میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس عورت کی ٹائپ واقعی اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

"یہ بعد کی بات ہے کہ کیا ہو گا— پہلے تم مجھے جواب دو کہ تم نے علی عمران کو کیوں ملازم رکھا ہوا ہے"— بلیک زیرو نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"میری مرضی— میں جسے چاہوں ملازم رکھوں— جسے چاہوں نہ رکھوں— آپ پوچھنے والے کون ہوتے ہیں۔ اور سُنیں! جو ایک بار میرا خاص ملازم بن جاتا ہے— وہ باقی دنیا کے لئے

ہمیشہ کے لئے بے کار ہو جاتا ہے— اس لئے آپ بھی سمجھ لیں کہ علی عمران باقی دنیا کے لئے مر چکا ہے"— دوسری طرف سے مادام تاؤ نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

بلیک زیرو حیرت بھرے انداز میں رسیور کو گھورتا رہ گیا۔ جب سے وہ بطور ایکسٹو کام کر رہا تھا یہ اس کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ اُسے اپنے ہی ملک میں اس طرح کی دھمکی اور رعب دیا گیا ہو۔ یہ واقعی اس کے لئے اس قدر حیرت انگیز بات تھی کہ اس کا ذہن چند لمحوں کے لئے ماؤف سا ہو کر رہ گیا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں مادام تاؤ کے الفاظ گردش کر رہے تھے۔ وہ پورے پاکیشیا کو ایک لمحے میں تباہ کرنے کی دھمکی دے رہی تھی— کیا وہ ایسا کر سکتی ہے۔ اس کے پاس ایسی کونسی چیز تھی جس سے وہ ایسا کر سکتی ہے— یا پھر وہ ذہنی مریضہ ہے اس کے ساتھ ہی اس کے یہ الفاظ کہ عمران اب باقی دنیا کے لئے مر چکا ہے، بتا رہے تھے کہ اس نے عمران کے ذہن کو بھی کسی طرح کنٹرول کر لیا ہے— لیکن کس طرح—؟ یہ بات اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی۔

وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا کہ اب وہ کیا کرے۔ کیا سیکرٹ سروس کو حکم دے کہ وہ مادام تاؤ کے محل پر مسلح ریڈ کر دیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ مادام تاؤ کی دھمکی خالی خولی دھمکی نہ ہو— اس کے پاس ایسی کوئی چیز ہو جس سے واقعی پاکیشیا کو مجموعی نقصان پہنچایا جا سکتا ہو۔ کیونکہ

اگر واقعی اس نے عمران جیسے آدمی کا ذہن کنٹرول میں کر لیا ہے تو
یہ معاملہ واقعی انتہائی سنجیدہ تھا۔ اُسے پوری اہمیت دینی چاہیئے تھی
چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود مادام تاؤ کے محل میں داخل ہو کر صورت
کا جائزہ لے گا۔ اس کے بعد کوئی فیصلہ کن اقدام کرے گا۔ یہ فیصلہ
کرتے ہی وہ اٹھا۔ اس نے ٹیلیفون اور ٹرانسمیٹر کال کو خود کار ٹیپ کرنے
والے آلے سے منسلک کیا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اس
معاملے میں زیادہ دیر نہ کرنا چاہتا تھا۔

ڈریسنگ روم میں پہنچ کر اس نے لباس بدلا، مخصوص قسم کا اسلحہ اور
سامان ایک تھیلے میں رکھ کر اس نے تھیلا اٹھایا اور پھر ڈریسنگ روم
سے نکل کر وہ کار میں آ بیٹھا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل
سے نکل کر شاہران کی طرف جانے والی سڑک پر اڑی جا رہی تھی۔ وہ
پہلے کبھی شاہران نہ گیا تھا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ شاہران کا قصبہ کس
طرف ہے۔ چنانچہ وہ شاہران جانے والی سڑک پر مڑ گیا۔ راستے
میں اُسے جولیا اور تنویر کی کار کے ساتھ ساتھ عمران کی کار بھی واپس
دارالحکومت جاتی ہوئی دکھائی دی۔ تنویر عمران کی کار چلا رہا تھا جبکہ
جولیا اپنی کار میں تھی۔ بلیک زیرو نے ایک نظر انہیں دیکھا اور پھر کار
آگے بڑھا لے گیا۔ سڑک پر ٹریفک خاصی تھی کیونکہ یہ سڑک شاہران
سے آگے جا کر بڑی شاہراہ میں مل جاتی تھی۔ اس طرح یہ شارٹ کٹ سا
بن گیا تھا۔ اس نے بیک مرر کے ذریعے اس بات کا خیال رکھا کہ تنویر
اور جولیا کی کاروں کو اس وقت تک چیک کرتا رہے کیونکہ ہو سکتا ہے
ان دونوں کو کسی بنا پر بلیک زیرو یا اس کی کار پر شک پڑ جائے اور وہ

اس کا تعاقب شروع کر دیں۔ گو اس بات کا قطعی کوئی امکان نہ تھا۔ لیکن
پھر بھی وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔ لیکن تنویر اور جولیا کی کاریں اسی رفتار سے
سیدھی آگے بڑھتی چلی گئیں اور بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ شاہران قصبے کی طرف مڑنے والے چوک پر
پہنچ گیا اور پھر اس نے گاڑی شاہران قصبے کی طرف موڑ دی البتہ اس
نے رفتار آہستہ کر دی تھی۔

شاہران قصبے کے آغاز میں ہی ایک چھوٹا سا کیفے بنا ہوا تھا بلیک زیرو
نے کار اس کیفے کے قریب روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ کیفے میں چلا گیا۔
کیفے کا چھوٹا سا کمرہ تقریباً خالی تھا۔ وہ ایک میز پر جا کر بیٹھ گیا۔

"کوک لے آؤ" ــــــ اس نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور ویٹر سر
ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ویٹر نے کوک کی بوتل لا کر بلیک زیرو کے سامنے
میز پر رکھ دی۔

"سنو! ــــ میں سیاح ہوں ــــ یہاں سے گذر رہا تھا کہ پیاس کی
وجہ سے یہاں آ گیا ــــ اس قصبے کی کوئی خاص بات" ــــــ؟
بلیک زیرو نے ویٹر سے مخاطب ہو کر دھیمے لہجے میں کہا۔ وہ دراصل احتیاط
کی وجہ سے براہ راست مادام تاؤ کے متعلق کچھ نہ پوچھنا چاہتا تھا۔

"جناب! ــــ یہ تو معمولی سا قصبہ ہے ــــ یہاں کوئی بھی قابلِ ذکر
بات نہیں ہے" ــــــ ویٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی کوئی اہم شخصیت" ــــــ بلیک زیرو نے کوک پیتے
ہوئے پوچھا۔

"جناب! — اہم کیا اور غیر اہم کیا — یہاں تو شخصیت ہی ایک ہے — یہ قصبہ اور اس کے ارد گرد کی ساری زمینیں اسی شخصیت کی جاگیر میں شامل ہیں — اور وہ شخصیت ہے مادام تاؤ کی۔ تاؤ خاندان کی سربراہ" — ویٹر نے جواب دیا۔

"مادام تاؤ — اوہ پھر تو واقعی وہ اہم ترین شخصیت ہوئیں — کیا وہ بوڑھی خاتون ہیں" — بلیک زیرو نے جان بوجھ کر پوچھا۔ حالانکہ اُسے جولیا سے معلوم ہو چکا تھا کہ مادام تاؤ نوجوان عورت ہے۔

"اوہ نہیں جناب! — وہ جوان ہیں — لیکن ہیں بے حد عجیب و غریب — وہ انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں — لیکن جناب! اوہ کچھ نہیں سر" — ویٹر کچھ کہتے کہتے یکلخت رُک گیا۔ اور پھر تیزی سے واپس مُڑ گیا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ کوئی خاص بات کہنا چاہتا تھا لیکن پھر نجانے کیوں اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ اور دوسرے لمحے اُسے ویٹر کے فوری بدل جانے کا مطلب بھی سمجھ میں آ گیا۔ کیونکہ کیفے کے دروازے میں ایک نوجوان اندر داخل ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا۔ وہ اندر داخل ہو کر جیسے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر پر کھڑا آدمی جلدی سے نہ صرف کاؤنٹر سے باہر آیا۔ بلکہ اس نے اس طرح جھک کر اُسے سلام کیا جیسے وہ اس کا زر خرید غلام ہو۔ وہاں موجود تین ویٹر بھی اس نوجوان کو دیکھتے ہی انتہائی مؤدب نظر آ رہے تھے۔

وہ نوجوان کاؤنٹر والے سے کچھ دیر باتیں کرتا رہا۔ پھر کاؤنٹر کی سائیڈ میں موجود راہداری میں داخل ہو کر بلیک زیرو کی نظروں سے

غائب ہو گیا۔ اب دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں۔ یا تو یہ نوجوان اس کیفے کا مالک تھا یا پھر اس کا تعلق مادام تاؤ سے تھا۔ لیکن مالک والی بات کچھ سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ کیونکہ مالک کو ملازم اس طرح جھک کر سلام نہیں کیا کرتے بہرحال مالک کا آنا جانا ہر وقت رہتا ہے اس لئے ایسا ممکن نہ تھا کہ ہر بار اس کا اس طرح خصوصی طور پر استقبال کیا جائے۔

بلیک زیرو نے بوتل خالی کر کے میز پر رکھ دی تو وہی ویٹر تیزی سے قریب آیا۔ بلیک زیرو نے ایک درمیانی مالیت کا نوٹ نکال کر اُسے دیتے ہوئے کہا کہ بوتل کی رقم کاٹ کر باقی خود رکھ لے۔ ویٹر نے بلیک زیرو کی اس فراخدلانہ بخشیش پر انتہائی مسرت بھرے انداز میں جھک کر سلام کیا۔

"یہ صاحب کیا اس کیفے کے مالک ہیں" — بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے سرسری سے لہجے میں کہا۔

"اوہ — نہیں جناب! — یہ مادام تاؤ کے پرسنل سیکرٹری ہیں اُن کے خاص آدمی ہیں — ویسے یہ کیفے بھی مادام تاؤ کی ملکیت ہے" — ویٹر نے جواب دیا۔

"اوہ! — پھر تو یہ بھی اہم شخصیت ہوئے — کیا میں ان سے چند لمحوں کے لئے مل سکتا ہوں" — بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ دفتر میں موجود ہیں — آپ مل لیں" — ویٹر نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ مادام تاؤ کے پرسنل سیکرٹری سے اتفاقاً ملاقات واقعی اس کے نقطہ نظر سے خاصی اہم تھی۔ دفتر کا دروازہ بند تھا۔ بلیک زیرو نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس — کم اِن" ——— اندر سے آواز سنائی دی اور اس کی آواز سنتے ہی بلیک زیرو پہچان گیا کہ یہ واقعی مادام تاؤ کا پرسنل سیکرٹری ہے کیونکہ جب اس نے مادام تاؤ کے خصوصی نمبر ملائے تھے تو یہی آواز اسے سنائی دی تھی جس نے اپنے آپ کو مادام تاؤ کا پی۔ اے بتایا تھا۔

بلیک زیرو نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ وہ نوجوان ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے صوفے پر نیم دراز تھا۔ بلیک زیرو کو دیکھ کر وہ جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"جی فرمایئے" ——— نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سیاح ہوں ——— یہاں سے گزر رہا تھا کہ اس قصبے کا نام پڑھ کر یہاں آ گیا ——— ابھی ویٹر نے بتایا ہے کہ یہ سارا قصبہ مادام تاؤ کی ہی ملکیت ہے اور آپ مادام تاؤ کے پرسنل سیکرٹری ہیں ——— تو مجھے خواہش ہوئی کہ آپ سے چند باتیں کر لی جائیں ——— اس لحاظ سے آپ بھی اس قصبے کی اہم شخصیت ہوئے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے جناب! ——— ورنہ میں تو مادام تاؤ کا ادنیٰ سا ملازم ہوں ——— میرا نام جمیل ہے ——— تشریف رکھیے آپ کیا پئیں گے" ——— جمیل نے اپنی اہمیت پر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"جی شکریہ! ——— میں نے ابھی کوک پیا ہے ——— مزید کوئی خواہش نہیں ہے ——— یہ فرمایئے کہ مادام تاؤ کی شخصیت کیسی ہے۔ کیا وہ بوڑھی ہیں ——— یا جوان ہیں ——— اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں ——— اور کیا ان کا رویہ جاگیرداروں جیسا ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"وہ بوڑھی نہیں ہیں ——— جوان ہیں ——— اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں" ——— جمیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ——— ویری گڈ ——— کس لائن میں انہوں نے تعلیم حاصل کی ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی وہ سائنسدان ہیں ——— اور جراثیموں پر ریسرچ ان کی خاص لائن ہے ——— لیکن وہ اس ریسرچ کو ظاہر نہیں کرتیں ——— انہیں نمود و نمائش پسند نہیں ہے ——— بس وہ اپنے محل میں بنی ہوئی اپنی ذاتی لیبارٹری میں ریسرچ کرتی رہتی ہیں" ——— جمیل نے جواب دیا اور بلیک زیرو جراثیموں کے بارے میں سُن کر چونک پڑا۔

"یہ تو بڑا عجیب سا سبجیکٹ ہے ——— یورپ اور ایکریمیا میں تو اس سبجیکٹ پر کام ہوتا ہے ——— لیکن یہاں اس معمولی سے قصبے میں اور پھر اس سلسلے میں مادام تاؤ کا نام بھی کبھی نہیں سُنا گیا" ——— بلیک زیرو نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جی میں نے بتایا ہے کہ وہ نمود و نمائش پسند نہیں کرتیں ——— اور شاید اس دنیا میں میرے علاوہ اور کسی کو علم بھی نہیں کہ وہ کیا کرتی ہیں۔ ویسے بھی انہوں نے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ اس کا ذکر نہ کیا جائے۔ آپ تو سیاح ہیں اس لئے میں نے آپ کو بتا دیا ہے" ——— جمیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— آپ کے اعتماد کا شکریہ! ——— آپ بے فکر رہیں ویسے کیا مادام تاؤ سے ملاقات ہو سکتی ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے نہیں ـــ ایسی کوشش بھی نہ کیجیے گا ـــ وہ کسی سے نہیں ملتیں ـــ چاہے وہ ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو" ـــ جمیل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن کسی سیاح سے ملنے میں آخر حرج ہی کیا ہے" ـــ ؟ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ جناب! ـــ آپ نہیں جانتے ـــ بس ان کا ذہن کچھ اس طرح کا ہے کہ وہ نہیں ملتیں" ـــ جمیل نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ان کی مرضی ـــ بہرحال انہیں مجبور تو نہیں کیا جاسکتا ـــ آپ ان کے محل میں مستقل رہتے ہیں یا دارالحکومت سے آتے ہیں" ـــ بلیک زیرو نے بھی بات بدلتے ہوئے کہا اور اس نے محسوس کیا کہ اس کے بات بدلتے ہی جمیل کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"جی ان کے تمام ملازم مستقل طور پر ان کے محل میں رہتے ہیں ـــ وہ محل سے باہر نہیں آسکتے ـــ یہ بھی صرف مجھے اجازت ہے کہ میں قصبے کے دکانداروں سے حساب کتاب کرنے کے لئے یہاں آتا ہوں"۔ جمیل نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا! ـــ اب آپ واپس جائیں گے" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"جی ہاں! ـــ بس ویسے ہی میں ذرا آرام کرنے کے لئے رک گیا تھا" جمیل نے جواب دیا۔

"ان کا محل یہاں سے کتنی دور ہے ـــ کم ازکم ان کا محل تو دور سے دیکھا جاسکتا ہے ـــ اس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی" ـــ

بلیک زیرو نے کہا۔

"جی دیکھا جاسکتا ہے ـــ لیکن آپ فوٹو نہیں کھینچیں گے ـــ ویسے بھی محل کا فوٹو آئے گا ہی نہیں" ـــ جمیل نے کہا۔

"مجھے فوٹو بنانے کی ضرورت نہیں ہے ـــ ظاہر ہے عام سا محل ہو گا ـــ لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ فوٹو آئے گا نہیں" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"جی بس ایسی ہی بات ہے ـــ بہرحال چھوڑیں ـــ اگر آپ نے محل دیکھنا ہے تو آئیے ـــ میں آپ کو لے چلتا ہوں ـــ آپ کے پاس کار ہے" ـــ جمیل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــ باہر کھڑی ہے" ـــ بلیک زیرو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آئیے! ـــ میں پیدل ہی آیا تھا ـــ یہاں سے قریب ہی ہے" ـــ جمیل نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا پھر وہ دونوں کیفے سے نکل کر کار میں آ بیٹھے۔

"بڑی شاندار کار ہے" ـــ جمیل نے کار میں بیٹھ کر اس کا جائزہ لیتے ہوئے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ سیاحت صرف میرا شوق ہے ـــ ویسے میں امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتا ہوں" ـــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ آپ نے اپنا نام نہیں بتایا" ـــ جمیل نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"ہاں! ـــ واقعی خیال ہی نہیں رہا ـــ میرا نام عمران ہے" ـــ

بلیک زیرو نے جان بوجھ کر عمران کا نام لیا تھا تاکہ جمیل چونک پڑے۔
"عمران! — اوہ عجیب اتفاق ہے — ابھی مادام تاؤ نے ایک خاص ملازم رکھا ہے اس کا نام علی عمران ہے" — بلیک زیرو کی توقع کے عین مطابق جمیل نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
"علی عمران! — اوہ اس نام کا ایک میرا دوست بھی ہے۔ دارالحکومت میں رہتا ہے — ایم۔ایس۔سی۔ ڈی۔ایس۔سی (آکسن) ہے" — بلیک زیرو نے کہا۔
"ارے بالکل وہی — بالکل — کیا حلیہ ہے آپ کے دوست کا" ؟ جمیل نے چونکتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ایک بائیں روڈ کی طرف کار موڑنے کا بھی اشارہ کر دیا تھا۔ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر کار کی رفتار آہستہ رکھی تھی تاکہ مادام تاؤ کے محل تک پہنچنے سے پہلے ہی جمیل سے زیادہ سے زیادہ معلومات دوستانہ ماحول میں حاصل کی جا سکیں۔
"بالکل یہی صاحب ہیں — سوفیصد یہی — وہ دارالحکومت میں کیا کرتے تھے" — جمیل نے بلیک زیرو کے حلیہ بتاتے ہی جواب دیا۔
"آپ کی مادام نے انہیں ملازم رکھا ہے تو ظاہر ہے چھان بین تو کی ہو گی" — بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جی نہیں — مادام تاؤ ایسی ہی ہیں — بس مرضی اور موڈ کی مالک ہیں — البتہ یہ صاحب ہیں عجیب وغریب — لڑائی میں تو ان کا جواب نہیں — شکل سے تو بالکل نہیں لگتے کہ وہ ایم۔ایس سی ڈی۔ایس۔سی ہوں گے — لیکن جب سے مادام نے انہیں اپنا

خاص ملازم رکھا ہے — مادام اس کی کارکردگی سے نہ صرف بالکل مطمئن ہیں بلکہ خوش بھی ہیں — وہ کہہ رہی تھیں کہ اس جیسا ملازم قسمت سے ہی ملتا ہے" — جمیل نے کہا۔
"یہ آپ بار بار خاص ملازم کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں — یہ کوئی غیر معمولی مسئلہ ہے" — ؟ بلیک زیرو نے کہا۔
"جی ہاں! — خاص ملازم سے مطلب جو انہیں ان کی لیبارٹری میں اسسٹ کرتا ہو — اور ہر وقت ان کی خدمت میں رہتا ہو — ورنہ محل میں بے شمار ملازم ہیں" — جمیل نے جواب دیا۔
"یہ علی عمران صاحب یہاں پہنچ کیسے گئے" — ؟ بلیک زیرو نے کہا۔
"مادام نے اخبار میں اشتہار دیا تھا کہ ایک ملازم کی ضرورت ہے جو معیار پر پورا اترے — بس یہی کچھ لکھا ہوا تھا — مادام کا خیال ہے کہ کسی کی ذہانت چیک کرنے کے لئے یہی الفاظ کافی ہیں اور صرف ذہین آدمی ہی اس اشتہار کے جواب میں آ سکتا ہے — اور مادام کا خیال درست نکلا — صرف علی عمران صاحب ہی اس اشتہار کے جواب میں آئے اور انہیں ہی ملازم رکھ لیا گیا" — جمیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ عمران کیوں یہاں آیا ہے۔ وہ عمران کی فطرت جانتا تھا کہ ایسے پر تجسس اشتہار اس کے لئے بے حد کشش رکھتے ہیں۔
"وہ دیکھئے محل کی حدود شروع ہو گئی ہے" — جمیل نے اچانک سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کار کی

رفتار اور آہستہ کر دی۔ محل کی سائیڈ یہاں سے نظر آ رہی تھی واقعی انتہائی وسیع و عریض اور شاندار محل تھا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ میری ملاقات علی عمران سے ہو جائے" ——— بلیک نے پوچھا۔

"علی عمران سے ——— اوہ نہیں ——— اب ایسا ناممکن ہے۔ ویسے بھی آپ کا علی عمران سے ملنا فضول ہوگا ——— وہ اب آپ کو پہچانے گا بھی نہیں" ——— جمیل نے کہا۔

"اوہ! ——— وہ کیوں" ——— ؟ بلیک زیرو جمیل کی بات سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"بس جناب! ——— یہاں روک دیجئے ——— میں یہاں اُتر جاتا ہوں اور آپ کو بھی میرا مشورہ یہی ہے کہ اب آپ واپس چلے جائیں" ——— جمیل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے بجائے کار روکنے کے اس کا رُخ بدلا اور سائیڈ پر بنے ہوئے درختوں کے جھنڈ میں لے جانے لگا۔

"ارے ارے ادھر کہاں جا رہے ہیں آپ" ——— ؟ جمیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف ایک منٹ" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور کار درختوں کے ذخیرے کے کافی اندر لے جا کر روک دی۔ جمیل دروازے کا لاک کھول کر نیچے اترنے لگا لیکن لاک باوجود کوشش کے نہ کھل سکا۔

"یہ تو نہیں کھل رہا" ——— اس نے مُڑ کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس کی آنکھیں حیرت اور

خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ بلیک زیرو کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا خوفناک شکل کا ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"یہ میری مرضی پر کھلتا اور بند ہوتا ہے مسٹر جمیل" ——— بلیک زیرو کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب! ——— یہ آپ ——— کیا مطلب ———" جمیل نے حیرت اور خوف سے ملے جلے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر جمیل! ——— آپ سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے ——— لیکن اگر آپ نے میرے سوالوں کے درست جواب نہ دیئے تو میں نے صرف ٹریگر دبانا ہے ——— اور کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی گولی آپ کی آنکھوں کے درمیان کھوپڑی کے اندر گھس جائے گی ——— اور پھر آپ کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گی" ——— بلیک زیرو نے بڑے بے رحم لہجے میں پوری منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آپ کون ہیں ——— کیا چاہتے ہیں" ——— جمیل واقعی اس منظر کشی سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ ویسے بھی وہ جرائم کی دنیا کا آدمی نہ تھا۔ سیدھا سادھا سا نوجوان تھا اس لئے سائلنسر لگا ریوالور اور بلیک زیرو کی سرد اور بے رحم آواز نے واقعی اُسے خوفزدہ کر دیا تھا۔

"اس بات کو چھوڑیں ——— اگر آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں کون ہوں تو آپ ویسے ہی دہشت سے مر جائیں گے ——— میں آپ کی عزت صرف اس لئے کر رہا ہوں ——— اور آپ کو زندگی بچانے کا موقع اس لئے دے رہا ہوں کہ آپ بے ضرر اور شریف شہری ہیں اس لئے

آپ کے مفاد میں یہی ہے کہ آپ میرے سوالوں کے درست جواب
دے دیں ـــــ اور یہ بھی سن لیں کہ مجھ میں یہ صلاحیت بھی ہے کہ
جھوٹ سچ میں امتیاز کرسکوں ـــــ اس لئے جیسے ہی آپ نے جھوٹ
بولا، آپ کا چہرہ مجھے بتا دے گا اور اس کے بعد بغیر کوئی لفظ کہے میں
نے ٹریگر دبا دینا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے اسے اور زیادہ خوفزدہ
کرتے ہوئے کہا۔
"ج ـ ج ـــ جی پوچھیں" ـــــ جمیل نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔
"عمران کے ساتھ کیا کیا گیا ہے ـــــ وہ کیوں اپنے دوستوں کو نہیں
پہچان سکتا" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"وہ ـــ وہ مادام نے اس کے ذہن کو مخصوص جراثیموں کی مدد سے
کنٹرول کرلیا ہے" ـــــ جمیل نے جواب دیا۔
"جراثیموں کی مدد سے ذہن کو کنٹرول ـــ کیا مطلب" ـــــ ؟
بلیک زیرو واقعی خود بھی اس جواب سے حیرت زدہ رہ گیا۔
"جی ـــ مادام جراثیموں کی ماہر ہیں ـــ ان کے پاس ایسے ایسے
جراثیم ہیں جن کی مدد سے وہ ناممکن کو ممکن بنا لیتی ہیں ـــ خاص ملازم
کا مطلب یہی ہے ـــ اب عمران کا ذہن صرف مادام کے حکم پر چلتا
ہے ـــ اس سے زیادہ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے" ـــــ
جمیل نے جواب دیا۔
"کیا مادام نے سب ملازموں کے ساتھ ایسا کیا ہے" ـــ بلیک زیرو
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔
"جی نہیں ـــ ایسا صرف عمران کے ساتھ ہوا ہے۔ کیونکہ مادام نے

انہیں خاص ملازم رکھا ہے ـــ وہ ان کے ساتھ لیبارٹری میں کام
کرتے ہیں ـــ اس سے پہلے ان کا ایک خاص ملازم ڈکسن تھا جو
اچانک لیبارٹری میں ہی مر گیا۔ اس کے بعد مادام اکیلی کام کرتی رہیں۔
پھر یہ عمران صاحب آئے ہیں" ـــ جمیل نے جواب دیا۔
"سنو میرا فیصلہ ـــ اب تمہاری زندگی کا دارومدار صرف اس بات
پر ہے کہ تم عمران کو مادام تاؤ کے محل سے باہر نکالنے اور اس کا ذہن
ٹھیک کرنے میں میری مدد کرو ـــ بولو! یہ کام کس طرح ہو سکتا ہے"۔
بلیک زیرو نے کہا۔
"ج ـــ ج ـــ یہ ناممکن ہے ـــ مجھے تو بالکل ہی معلوم نہیں
ہے ـــ مادام تاؤ نے ایسا کیا ہے اور شاید وہی اسے ٹھیک کر سکتی
ہوں گی" ـــ جمیل نے کہا۔
"مادام تاؤ کو کس طرح اس بات پر مجبور کیا جا سکتا ہے" ـــ ؟
بلیک زیرو نے کہا۔
"جی انہیں کسی طرح بھی مجبور نہیں کیا جا سکتا" ـــــ جمیل نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اگر میں اندر گھس جاؤں زبردستی ـــ اور مادام تاؤ کی کنپٹی پر ریوالور
رکھ دوں ـــ تب" ـــ ؟ بلیک زیرو نے کہا۔
"جناب ـــ ایسا ہونا ناممکن ہے ـــ آپ زیادہ سے زیادہ
محل کے فیز ون میں داخل ہو سکتے ہیں ـــ میرا مطلب ہے فرنٹ
حصے میں ـــ اور وہاں بھی اگر مادام چاہے تو صرف ایک بٹن دبا کر
ہر قسم کے اسلحے کو بے کار کر سکتی ہیں ـــ مادام نے محل کی حفاظت

کے لئے انتہائی جدید ترین سائنسی انتظامات کئے ہوئے ہیں ان
کے متعلق تفصیلات بھی مادام ہی جانتی ہیں ــــ اور کنٹرول بھی ان
کے پاس ہی ہے" ــــ جمیل نے کہا اور بلیک زیرو چند لمحے
خاموش بیٹھا جمیل کی طرف دیکھتا رہا۔
"لیکن تم تو باہر آتے جاتے ہو" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔
"جی میرے پاس خصوصی کارڈ ہے" ــــ جمیل نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"اندر کے حفاظتی انتظامات کی پوری تفصیل بتاؤ" ــــ بلیک زیرو
نے کہا اور جمیل نے جواب میں جو تفصیل بتائی اُسے سن کر بلیک زیرو واقعی
حیران رہ گیا۔ کیونکہ واقعی انتہائی گورکھ دھندہ بنا دیا گیا تھا اس محل کو ــــ
اب بلیک زیرو کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ اس کا قد و قامت اور جسم جمیل
جیسا نہ تھا اس لئے وہ اس کے میک اپ میں اندر نہ جا سکتا تھا اور موجودہ
پوزیشن میں وہ کسی ممبر کو بھی نہ بھیجنا چاہتا تھا۔
"ٹھیک ہے ــــ تم مجھے اس خفیہ گیٹ تک لے جاؤ۔ اس کے
بعد تم فارغ ــــ پھر میں جانوں اور میرا کام" ــــ بلیک زیرو نے
آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ اندر داخل ہونے
کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ بہرحال وہ عمران کو اس حالت میں چھوڑنا
بھی نہ چاہتا تھا۔ اور نہ ہی اس سلسلے میں وہ سیکرٹ سروس کے ممبران
یا کسی اور ایجنسی کی مدد لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس طرح صورت حال بگڑ
بھی سکتی تھی کہ مادام تاؤ انتقامی طور پر عمران کو ہمیشہ کے لئے ذہنی معذور
نہ بنا دے۔

"آپ اندر نہ جا سکیں گے ــــ بلکہ ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو
جائیں گے ــــ ویسے اگر آپ اپنے متعلق کچھ بتا دیں تو شاید میں کوئی
ایسا طریقہ سوچ لوں جس سے کچھ ہو سکے" ــــ جمیل نے کہا۔ وہ اب
خاصا سنبھل چکا تھا۔
"تمہارا مطلب کیا ہے ــــ تم کیا جاننا چاہتے ہو" ــــ بلیک زیرو
نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جی آپ اپنی شناخت کرائیں ــــ آپ سرکاری آدمی ہیں ــــ یا
کوئی مجرم ــــ کیا ہیں آپ" ــــ جمیل نے کہا۔
"اوہ! ــــ میں تمہاری اُلجھن سمجھ گیا ــــ میں سرکاری آدمی ہوں۔
یہ دیکھو" ــــ بلیک زیرو نے ایک ہاتھ سے اندرونی جیب سے ایک
خصوصی کارڈ نکالتے ہوئے کہا۔ یہ کارڈ سپیشل ایجنسی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر
جنرل کے طور پر تیار شدہ تھا۔ جمیل نے غور سے کارڈ دیکھا اور پھر سر
ہلاتے ہوئے واپس کر دیا۔
"میں سمجھ گیا ــــ سپیشل ایجنسی کے دو افراد پہلے بھی عمران سے
ملنے آئے تھے ــــ لیکن مادام نے انہیں بھگا دیا۔ کیونکہ مادام بہرحال
محب وطن ہیں ــــ اگر وہ لوگ سپیشل ایجنسی سے متعلق نہ ہوتے تو
کبھی زندہ واپس نہ جا سکتے ــــ اور سنیں! ــــ میں آپ سے تعاون
کے لئے تیار ہوں ــــ میں آپ کو مادام تک پہنچا سکتا ہوں۔ اس کے
بعد مادام کیا کرتی ہیں کیا نہیں ــــ یہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا" ــــ جمیل
نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"کس حیثیت سے تم مجھے وہاں لے جاؤ گے" ــــ بلیک زیرو

نے کہا۔
"سپیشل ایجنسی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل کی حیثیت سے۔
لیکن ایک بات بتا دوں ——— مادام پر رعب جھاڑنے یا انہیں دھمکی دینے کی کوشش نہ کریں ——— مادام بے پناہ ضدی اور خود سر ہیں وہ خوشامد سے تو رام ہو سکتی ہیں۔ دھمکیوں سے نہیں" ——— جمیل نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ——— میں مادام کی ٹائپ سمجھ گیا ہوں ——— آپ بے فکر رہیں ——— آپ مجھے وہاں تک پہنچا دیں۔ اس کے بعد میں جانوں اور مادام" ——— بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اُسے مادام سے ہونے والی گفتگو یاد آگئی تھی۔

"اوکے ——— آیئے! کار کو محل کی شمالی سمت لے چلیئے" ——— جمیل نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے ریوالور واپس جیب میں رکھا اور کار کو بیک کرنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ راستہ ملتے ہی اس نے کار کو موڑا اور چند لمحول بعد واپس سڑک پر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جمیل کی ہدایات پر کار چلاتا ہوا محل کی شمالی سمت میں پہنچ گیا۔

"بس ——— یہاں کار روک دیجیئے" ——— جمیل نے کہا اور دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ بلیک زیرو نے سٹیرنگ کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا اور اب دروازہ آسانی سے کھل گیا۔

"سنیئے! ——— کسی قسم کا اسلحہ آپ کے پاس نہ ہو ——— یہ انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ آپ محل میں دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے" ——— جمیل

نے نیچے اترنے سے پہلے مڑ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے جیب میں موجود اسلحہ نکال کر وہیں سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ اور ساتھ پڑا ہوا مخصوص تھیلا اٹھائے بغیر وہ کار سے باہر نکل آیا۔ واقعی یہ ایک عجیب سی سچوئیشن تھی کہ ایکسٹو جس سے پوری دنیا کے مجرم اور سیکرٹ ایجنٹ کانپتے رہتے تھے۔ آج ایک عام سے نوجوان کی ہدایات پر اس طرح عمل کر رہا تھا جیسے وہ اس کا ماتحت ہو۔

جمیل بلیک زیرو کو ساتھ لئے محل کی طرف چل پڑا۔ محل کی دیوار بالکل سپاٹ تھی۔ اس میں کوئی دروازہ تو کجا رخنہ تک نظر نہ آرہا تھا لیکن جمیل نے ایک جگہ پیر سے ٹھوکر ماری تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار کا ایک حصہ درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں چلا گیا۔ اب اندر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ بلکہ سپاٹ دیواریں تھیں جمیل نے اندر جا کر مشرقی سمت کی دیوار کے ایک حصے کو مخصوص انداز میں تھپتھپایا تو ایک چوکھٹا سا کھل گیا۔ اور اس کے اندر ایک ٹیلیفون سیٹ موجود تھا۔ جمیل نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس" ——— دوسری طرف سے وہی بھاری نسوانی آواز سنائی دی جو بلیک زیرو پہلے سن چکا تھا۔ یہ مادام تاؤ تھی۔

"آپ کا خادم ——— آپ کا غلام جمیل بول رہا ہوں مادام" ——— جمیل نے انتہائی انکسارانہ لہجے میں کہا۔

"اجازت ہے ——— بولو" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"مادام! ——— سپیشل ایجنسی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل جن کا نام بھی

عمران ہے —— آپ کی خدمت میں شرف باریابی چاہتے ہیں —— اور دست بستہ کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں" —— جمیل نے آنکھ مار کر بلیک زیرو کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

بلیک زیرو جمیل کے ان فقروں پر دل ہی دل میں پیدا ہونے والی غصے کی لہر کو بمشکل برداشت کر سکا۔

"اوہ! —— کہاں ہے وہ" —— دوسری طرف سے مادام نے چونک کر پوچھا۔

"جی میرے ساتھ موجود ہیں —— انتہائی شریف آدمی ہیں —— اور انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں درخواست کی ہے" —— جمیل نے کہا۔ وہ بار بار بلیک زیرو کو آنکھ مار کر اشارہ بھی کرتا جا رہا تھا۔

"بات کراؤ اس سے" —— مادام کا لہجہ بے حد تحقیر آمیز تھا۔

"یہ لیجیئے —— اور جس طرح میں نے بات کی ہے اسی طرح کیجیئے۔ مصلحت کا تقاضا یہی ہے" —— جمیل نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اور رسیور بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"یس —— میں عمران اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل سپیشل ایجنسی بول رہا ہوں —— اگر آپ ازراہِ مہربانی اجازت دیں تو میں آپ سے ملاقات کر لوں" —— بلیک زیرو کوشش کے باوجود وہ کچھ نہ کہہ سکا جو جمیل اس سے کہلوانا چاہتا تھا۔

"اچھا ہوا تم نے مہربانی کا لفظ استعمال کر دیا ہے —— ورنہ تم جیسے سرکاری عہدیدار تو اپنے آپ کو ہمیشہ فرعون ہی سمجھتے ہیں —— رسیور واپس میرے غلام کو دے دو" —— دوسری طرف سے مادام نے کہا

بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے رسیور واپس جمیل کو دے دیا۔

"غلام گوش بر آواز ہے مادام" —— جمیل نے کہا۔

"اسے میرے پاس لے آؤ —— میں کمپیوٹر کو اس کی آمد کی اجازت دے رہی ہوں" —— دوسری طرف سے مادام نے کہا۔

"مادام! —— آپ سخی ہیں —— آپ عظیم ہیں —— یہ آپ سے ناواقف ہے اس لئے آپ اگر اسے جان کی امان دے دیں تو آپ کی بے پناہ نوازش ہو گی" —— جمیل نے کہا۔

"اچھا —— تم کہتے ہو تو میں جان کی امان دے دیتی ہوں" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جمیل نے مسکراتے ہوئے رسیور واپس کریڈل پر رکھ کر اس جگہ کو دوبارہ تھپتھپایا تو ڈھکنا بند ہو گیا۔

"آپ خوش قسمت ہیں جناب! —— کہ مادام نے آپ کو جان کی امان بھی دے دی ہے —— اور ملاقات پر بھی رضامند ہو گئی ہیں۔ اگر میں آپ کے لئے جان کی امان نہ مانگتا تو آپ کے کسی بھی لفظ پر مادام کا غصہ بڑھ جاتا اور آپ کا یہاں سے زندہ واپس نکلنا ناممکن ہو جاتا —— ویسے مادام کی یہ صفت ہے کہ وہ ایک بار اگر وعدہ کر لے تو اسے ہر قیمت پر پورا کرتی ہیں —— اب آپ بالکل بے فکر ہو جائیں" —— جمیل نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد سامنے کی دیوار میں خود بخود ایک دروازہ کھل گیا اور جمیل بلیک زیرو کو لے کر اندر داخل ہو گیا۔ مختلف اور عجیب و غریب قسم کی پیچ دار اونچی نیچی سرنگ نما راہداریوں سے گذرنے کے بعد وہ

دونوں ایک بڑے سے کمرے میں آ گئے۔ یہ کمرہ ڈرائینگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"تشریف رکھیں ——— ابھی مادام تشریف لے آتی ہیں" ——— جمیلا نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ انہیں میرے یہاں پہنچنے کی اطلاع دے دیں" ——— بلیک زیرو نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— وہ دروازے سے داخل ہو کر آپ کے یہاں پہنچنے کے ایک ایک لمحے سے باخبر ہوں گی" ——— جمیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سائیڈ کا دروازہ کھلا اور عمران باہر نکلا۔ بلیک زیرو عمران کو دیکھتے ہی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن عمران اس کی طرف توجہ دیئے بغیر دروازے کی سائیڈ میں کھڑے ہو کر رکوع کے بل جھک گیا۔ اور ابھی بلیک زیرو حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ دروازے سے ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی جمیل بھی رکوع کے بل جھکتا گیا۔ بلیک زیرو نے اس لئے ذرا سا سر کو جھکایا کہ بہرحال آنے والی عورت تھی۔

"ہم ازراہِ مہربانی تمہیں اجازت دے رہے ہیں کہ تم ہمارے سامنے صوفے پر بیٹھ جاؤ" ——— مادام نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور خود بھی بڑے انداز سے بلیک زیرو کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ عمران ہاتھ باندھے اس کے پیچھے خاموش کھڑا تھا۔

بلیک زیرو نے بیٹھتے ہوئے بڑے غور سے عمران کو دیکھا۔ عمران کی آنکھوں میں آشنائی کی معمولی سی جھلک بھی موجود نہ تھی۔

"عرض کرو ——— تم کیا کہنا چاہتے ہو" ——— مادام نے کرخت ہجے میں کہا۔

"میں آپ کے خاص ملازم عمران کو واپس لینے آیا ہوں ——— آپ ے اس کا ذہن جراثیموں کی مدد سے کنٹرول کیا ہوا ہے ——— آپ یہ ٹرول ختم کر دیں اور اسے میرے ساتھ بھیج دیں" ——— بلیک زیرو کا بجہ لاشعوری طور پر سرد ہوتا گیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں نے جراثیموں کی مدد سے ایسا کیا ہے؟" ام نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ آپ جراثیموں کی ریسرچ پر مہارت رکھتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی فیلڈ کے مطابق کام کیا ہوگا" ——— بلیک زیرو ے جواب دیا۔

"بس تمہیں یہی کہنا تھا" ——— ؟ مادام نے ایک لمحہ خاموش رہنے ے بعد کہا۔

"ہاں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میں تمہیں جان کی امان دے چکی ہوں ——— اس لئے تم زندہ واپس سکتے ہو ——— جاؤ دفع ہو جاؤ حقیر کیڑے" ——— مادام نے انتہائی رخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سوچ لو ——— یہ میں شرافت سے بات کر رہا ہوں ——— ورنہ مجھے سری قسم کی زبان بھی آتی ہے ——— ایک لمحے میں گردن مروڑ کے ھ دوں گا" ——— بلیک زیرو کو بھی غصہ آ گیا تھا۔

"آئی ——— سے ——— گٹ آؤٹ" ——— مادام نے حلق کے بل چیختے

ہوتے کہا۔ اس کا خوبصورت چہرہ غصے کی شدت سے یکلخت مسخ ہوگیا تھا۔

"او۔ کے! ـــ آپ کی مرضی ـــ" بلیک زیرو نے خلافِ توقع انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا اور اس طرح آگے بڑھا جیسے اس دروازے کی طرف بڑھ رہا ہو جدھر سے آیا تھا۔ اس کے لئے اُسے مادام کے قریب سے ہوکر گزرنا تھا۔ اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح بلیک زیرو مادام پر جھپٹا، اور دوسرے لمحے وہ مادام کو اپنے سامنے رکھے تیزی سے ایک طرف ہٹتا گیا۔ اس کا ایک بازو مادام کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد موجود تھا۔

"میں ایک جھٹکے میں گردن توڑ دوں گا ـــ سمجھیں" ـــ بلیک زیرو کی غراہٹ یکلخت بڑھ گئی۔

"علی عمران! ـــ مجھے چھڑاؤ ـــ اور اسے مار ڈالو" ـــ یکلخت مادام نے چیختے ہوئے کہا اور خاموش کھڑا عمران مادام کے منہ سے الفاظ نکلتے ہی اس طرح اچھل کر آگے بڑھا جیسے اس کے جسم میں اچانک لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"رک جاؤ ـــ ورنہ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا" ـــ بلیک زیرو نے مادام کی گردن پر موجود بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ علی عمران" ـــ اچانک مادام نے گھگھیاتے ہوئے کہا اور عمران جو بلیک زیرو کے قریب پہنچ چکا تھا یکلخت اس طرح رک گیا جیسے اس کا فیوز اڑ گیا ہو۔ اب وہ بالکل مادام کے سامنے چند انچ کے فاصلے پر کھڑا تھا۔

"اسے حکم دو کہ یہ اب تمہاری بجائے میری ہدایات پر عمل کرے گا" ـــ اچانک بلیک زیرو نے ایک بار پھر مادام کی گردن پر بازو کا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں ـــ ایسا نہیں ہوسکتا ـــ یہ مرجائے گا" ـــ مادام نے اسی طرح گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اسے ٹھیک کرو ـــ ورنہ ـــ" بلیک زیرو نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے ـــ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اسے ٹھیک کر دوں گی ـــ مجھے چھوڑ دو" ـــ مادام نے کہا اور چونکہ جمیل نے بلیک زیرو کو بتایا تھا کہ مادام جو وعدہ کرتی ہے اُسے ہر صورت میں پورا کرتی ہے اور بلیک زیرو سمجھتا تھا کہ اس ٹائپ کی ذہنیت رکھنے والے لوگ واقعی ایسے ہی ہوتے ہیں اس لئے اس نے دھکا دے کر مادام کو آگے بڑھا دیا اور مادام سامنے کھڑے عمران سے جا ٹکرائی۔

پہلے چند لمحے تو مادام دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلتی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کا مسخ شدہ چہرہ نارمل ہوتا گیا۔

عمران اسی طرح خاموش کھڑا ناآشنا نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھ رہا تھا جب کہ ایک طرف کھڑا جمیل بھی بالکل بے حس و حرکت کھڑا تھا۔ اس نے ذرہ برابر بھی حرکت نہ کی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔ جیسے اسے اس تمام سچوئشن پر یقین نہ آرہا ہو۔

"جمیل" ـــ یکلخت مادام نے چیختے ہوئے کہا۔

"غلام حاضر ہے مادام" ـــــ جمیل نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر مادام کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔

"تم اسے ساتھ لائے تھے" ـــــ مادام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"غلام قصور تسلیم کرتا ہے مادام! ـــــ اور معافی کا خواستگار ہے"۔ جمیل نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہم نے معاف کیا ـــــ ورنہ ہم تمہاری ہلاکت کا فیصلہ کر چکے تھے جاؤ دفع ہو جاؤ" ـــــ مادام نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا اور جمیل سیدھا ہو کر اتنی تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا جیسے ایک لمحے کی دیر سے اس کی روح جسم کا ساتھ چھوڑ دے گی۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ مادام نے مڑ کر بلیک زیرو سے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئی جدھر سے نمودار ہوئی تھی۔ اور بلیک زیرو اس کے پیچھے چل پڑا۔ عمران بھی بغیر کچھ کہے مڑا اور دست بستہ ان کے پیچھے چلنے لگا۔

مادام، بلیک زیرو اور عمران کو ساتھ لئے ایک لفٹ کے ذریعے نیچے کہیں تہہ خانے میں گئی اور پھر وہاں اس نے ایک قد آدم الماری کے اندر سے راستہ پیدا کیا اور سیڑھیاں اترتے ہوئے بلیک زیرو ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ واقعی ایک شاندار لیبارٹری تھی لیکن اس لیبارٹری میں بڑی بڑی مشینیں نہ تھیں بلکہ ہر طرف الماریوں میں بوتلیں وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔

"میں چونکہ وعدہ کر چکی ہوں ـــــ اس لئے وعدے کی پابند ہوں۔ کاش! ـــــ میں تمہیں پہلے ہی ہلاک کر دیتی ـــــ تم نے میرے تصور

بالکل خلاف کام کیا ہے ـــــ لیکن اب تمہیں بھی مجھ سے ایک وعدہ پڑے گا" ـــــ مادام نے اس لیبارٹری نما کمرے میں پہنچتے ہی ب زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیسا وعدہ" ـــــ؟ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے یقین ہے کہ اس علی عمران کا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے کیونکہ بھی اسے تلاش کرتے ہوئے سپیشل ایجنسی کے دو کارکن آتے نے ـــــ اور اب تم خود آئے ہو ـــــ لیکن یہ شخص انتہا درجے کا ن آدمی ہے ـــــ میں نے چند روز میں ہی اس کی مدد سے اپنی ریسرچ بے پناہ کامیابیاں حاصل کی ہیں ـــــ پھر یہ آدمی متضاد صلاحیتوں مالک ہے ـــــ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ یہ انتہائی خوفناک اور زین لڑاکا بھی ہے ـــــ اگر میری جان پر نہ بن جاتی تو مجھے یقین ہے کہ یہ چند لمحوں میں ہی تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دیتا ـــــ لیکن ن کے خوف سے میں تمہارے ساتھ وعدہ کر بیٹھی ہوں ورنہ میں اس ے آدمی کو کبھی اپنی گرفت سے نہ نکالتی ـــــ یہ ٹھیک ہونے کے ظاہر ہے میرا غلام نہ رہے گا ـــــ اس لئے تم وعدہ کرو کہ تم اسے در کرو گے کہ یہ سائنسی ریسرچ میں اسی طرح میری مدد کرتا رہے گا"۔ ام نے کہا۔

"مادام! ـــــ یہ اپنی مرضی کا خود مالک ہے ـــــ اور اگر تم ملک ن نہیں ہو تو پھر میرے وعدے کی بھی ضرورت نہیں ہے ـــــ اور نے بھی خوامخواہ اس کا ذہن کنٹرول میں کر لیا ـــــ یہ ویسے بھی تمہاری برچ میں تمہارا ساتھ دیتا ـــــ یہ اسی قسم کا آدمی ہے" ـــــ بلیک زیرو

نے جواب دیا۔

"میں نے اسے اس لئے کنٹرول کیا ہے کہ یہ سنجیدہ نہیں ہوتا تھا میں ریسرچ کے دوران معمولی سی غیر سنجیدگی بھی برداشت نہیں کر سکتی"۔ مادام نے کہا۔

"میں اسے کہوں گا کہ یہ سنجیدہ رہے ۔۔۔۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ عمران پر اس کے کہنے کا کیا اثر ہوگا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ کافی ہے ۔۔۔ ویسے میں پاکیشیا کی شہری ہوں اور پاکیشیا کے لئے اپنی جان بھی دے سکتی ہوں ۔۔۔ ملک دشمنی کا تو میں تصور بھی نہیں کر سکتی ۔۔۔ میرے آبا و اجداد نے اس ملک کے لئے جنگیں لڑی ہیں ۔۔۔ اپنا اور اپنے عزیزوں کا خون بہایا ہے"۔ مادام نے بڑے جذبے سے پُر لہجے میں کہا اور بلیک زیرو اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ مادام جو کچھ کہہ رہی ہے بالکل درست ہے۔

"او کے ۔۔۔ پھر تمہیں کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ عمران محب وطن افراد کی خاطر سب کچھ کر سکتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مادام چند لمحے خاموش کھڑی رہی اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بوتل نکالی اور پھر ایک خالی سرنج اٹھا کر اس نے اس بوتل میں سے کالے رنگ کا تھوڑا سا محلول سرنج میں بھرا اور واپس عمران کی طرف بڑھی۔

"علی عمران! ۔۔۔ بنچ پر لیٹ جاؤ" ۔۔۔ مادام نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران اس طرح خاموشی سے بنچ پر لیٹ گیا جیسے

وہ پیدا ہی مادام کے حکم کی تعمیل کے لئے ہوا ہو۔

مادام نے اس کے بازو میں انجکشن لگایا اور سرنج میں موجود سیاہ رنگ کا محلول انجکٹ کر کے اس نے سوئی واپس کھینچی اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے سرنج ایک طرف پھینک دی۔

"مجھے وعدہ پورا کرنے کے لئے بہت بڑی قربانی دینی پڑی ہے"۔ مادام نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

عمران نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور اس کا چہرہ اتنی تیزی سے سرخ ہونے لگ گیا تھا جیسے لوہا بھٹی میں پڑتے ہی سرخ ہونا شروع ہو جاتا ہے

"یہ تم نے کس طرح اس کے ذہن کو کنٹرول کیا ہے کہ یہ ویسے تو ٹھیک ہے لیکن ۔۔۔۔" بلیک زیرو نے کہا مگر وہ فقرہ مکمل نہ کر سکا۔

"یہ تم نہیں سمجھ سکتے ۔۔۔ یہ میرا خاص راز ہے ۔۔۔ میں نے ایسے جراثیم ایجاد کئے ہیں جو دماغ کے ایک مخصوص حصے پر اثر انداز ہوتے ہیں کہ یہ نتیجہ نکلتا ہے ۔۔۔ لیکن اس کے اثرات بہت محدود ہیں۔ صرف چوبیس گھنٹوں تک کے لئے ۔۔۔ اور اس کے بعد مجھے دوبارہ انجکشن لگانا پڑتا ہے ۔۔۔ اور میں اس عمران کی مدد سے انہی جراثیموں پر مزید ریسرچ کر رہی تھی تاکہ ان کے اثرات کی مدت کو حسب منشا بڑھایا جا سکے۔ لیکن ۔۔۔۔" مادام نے کہا۔ بلیک زیرو کی طرح وہ بھی لیکن پر ہی رک گئی۔

"یہ کب ہوش آئے گا ۔۔۔۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ابھی چند لمحوں بعد" ۔۔۔ مادام نے کہا۔ اور پھر واقعی چند لمحوں بعد عمران نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ پہلے تو ادھر ادھر حیرت سے

دیکھتا رہا۔ پھر یکلخت اچھل کر بیٹھ گیا۔
"اوہ مادام! ـــ تم نے شادی بھی کر لی ـــ اور مجھے بتایا تک نہیں"۔
عمران نے یکلخت حیرت بھرے لہجے میں مادام اور اس کے ساتھ کھڑے
بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے میک اپ کر رکھا تھا اس
لئے پہلی نظر میں عمران اُسے پہچان نہ سکا تھا۔ لیکن بلیک زیرو کے
لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔ کیونکہ اب عمران کے لہجے
میں وہی پہلے والی چمک تھی۔
"ان کا نام عمران ہے اور ـــ" مادام نے بلیک زیرو کا تعارف
کراتے ہوئے کہا۔
"عمران! ـــ واہ خالی عمران کیوں ـــ خوش قسمت عمران کہو۔ جن
کی شادی ہو گئی ـــ ایک میں عمران ہوں ازلی کنوارہ ـــ میں تو
اپنا نام بدلنے کی سوچ رہا تھا ـــ ایک ماہر نامیات نے مجھے بڑی بھاری
فیس لے کر بتایا تھا کہ جس کا نام عمران ہو۔ اس کی شادی نہیں ہوتی ـــ
لیکن اب اس عمران کی شادی ہو گئی ہے ـــ اس لئے اب اس
ماہر نامیات کو میری فیس واپس کرنا پڑے گی ـــ ویسے ایک بات ہے
مادام! ـــ نام تو میرا بھی عمران تھا ـــ آخر مجھ میں کیا کمی تھی" ـــ عمران
کی زبان اس طرح پوری رفتار سے چل پڑی جس طرح ندی کا رُکا ہوا پانی
راستہ ملتے ہی انتہائی تیز رفتاری سے بہنے لگتا ہے۔
"کیا تم مجھ سے شادی کرو گے" ـــ یکلخت مادام نے چونکتے ہوئے
کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔
"لاحول ولا ـــ شادی پر شادی ـــ اور وہ بھی پہلے شوہر کے سامنے"۔

عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے کونین کا پورا پیکٹ اُسے
زبردستی حلق سے اتارنا پڑ گیا ہو۔
"یہ میرا شوہر نہیں ہے ـــ یہ سپیشل ایجنسی کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر
جنرل ہے" ـــ مادام نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"اچھا تو اسسٹنٹ ہے ـــ بہر حال بات تو ایک ہی ہے۔
شوہر بھی تو اسسٹنٹ ہی ہوتا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"عمران صاحب" ـــ خاموش کھڑا بلیک زیرو یکلخت بول
پڑا اور عمران اس کی آواز سنتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔
"ارے تو آپ یہاں بھی پہنچ گئے ـــ لاحول ولا قوۃ ـــ
ان افسر ٹائپ لوگوں سے کہیں بھی پناہ نہیں ملتی ـــ میں نے
تو سوچا تھا کہ چلو یہاں اپنا سکوپ بن جائے گا ـــ لیکن آپ تو
یہاں بھی پہنچ گئے" ـــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا
لیکن اب اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔
"شکریہ مادام! ـــ مجھے بیحد خوشی ہے کہ آپ نے اپنا وعدہ
نبھا دیا ـــ اب ہمیں اجازت دیجئے ـــ آؤ عمران میرے ساتھ"۔
بلیک زیرو نے اس بار تحکمانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ارے کہاں ـــ ؟ میں تو ملازمت کے لئے یہاں آیا تھا"۔
عمران نے مسکراتے کہا۔
"تم میرے پاس رہنا چاہتے ہو" ـــ ؟ مادام نے یکلخت
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ بھی ملازمت کی ضروری شرط ہے" ——؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! —— تم میرے ساتھ اس لیبارٹری میں کام کرو گے —— مجھے اسسٹ کرو گے" —— مادام نے کہا۔

"اس لیبارٹری میں —— اوہ! —— تو کیا تم سائنس دان ہو" ؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور حیرت بھرے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ اس طرح حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے وہ پہلی بار اس ماحول کو دیکھ رہا ہو۔

"ارے مجھے یاد آگیا —— تم نے تو کوئی شیشی میری ناک کے ساتھ لگا دی تھی —— کیا اس شیشی سے یہ صاحب برآمد ہوئے ہیں —— کس نے بند کیا تھا آپ کو —— اور کب سے اس میں بند تھے" —— عمران نے چونکتے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو عمران! —— تم گذشتہ چار روز سے یہاں مادام کے ساتھ ہو —— مادام نے کسی مخصوص جرثومے کو تمہارے دماغ میں انجکٹ کر کے تمہارا ذہن کنٹرول میں کر لیا تھا —— اور تم سب کچھ بھول گئے تھے —— لیکن تمہارا ذہن مادام کے احکامات کی مکمل تعمیل کرتا رہا —— میں نے اپنے دو ممبرز یہاں بھیجے —— لیکن تم نے مادام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لڑ کر انہیں بھگا دیا —— اس لئے مجبوراً مجھے یہاں خود آنا پڑا —— اور پھر مادام تاؤ چونکہ انتہائی محب وطن خاتون ہیں —— اس لئے انہوں نے مجھ سے وعدہ

کر لیا کہ وہ تمہیں ٹھیک کر دیں گی —— چنانچہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کیا —— اور اب تم ذہنی طور پر بالکل ٹھیک ہو گئے ہو —— مادام نے مجھے بتایا ہے کہ وہ جراثیموں پر ریسرچ کرتی رہتی ہیں۔ اور تم نے اس کیفیت کے دوران انہیں بہت اچھی طرح اسسٹ کیا ہے —— اور یہ بھی بتایا ہے کہ تمہاری مدد سے انہوں نے اس ریسرچ میں بہت سی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں —— اب ان کی خواہش ہے کہ تم بعد میں بھی انہیں اسسٹ کرتے رہو" —— بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا سنتا رہا۔

عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ یہ واقعی اس کے لئے انتہائی حیرت انگیز انکشاف ہے کہ وہ کئی روز تک مادام کے کنٹرول میں رہا ہے اور ذہنی طور پر ماؤف رہا ہے۔

"ٹھیک ہے —— میں کوشش کروں گا کہ وقت نکال کر یہاں آسکوں اور لیبارٹری میں تمہاری مدد کر سکوں" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں —— وعدہ کرو کہ تم ضرور یہاں آ کر میری مدد کرو گے" —— مادام نے کہا۔

"وعدہ وعید تو اس وقت ہو سکتا ہے مادام! —— جب تم کسی سے شادی کر لو —— ورنہ کنواروں کے وعدے کبھی وفا نہیں ہوتے۔ یہ تو بیچارے شوہر ہوتے ہیں جو ایک بار وعدہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر ساری عمر اسے نبھاتے رہتے ہیں" —— عمران نے مسکراتے

ہوتے کہا۔ اور اس بار مادام بھی ہنس پڑی۔

"میں تمہارے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہوں علی عمران" ——— مادام نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"باری آنے پر ہی غور ہو سکتا ہے ——— فی الحال تو آپ لائن میں لگ سکتی ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کی طرف اس طرح دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب چلو بھی ——— کیا یہیں باقی عمر کھڑے رہنا ہے اور بلیک زیرو نے اس کا مطلب سمجھ کر مادام سے اجازت لی اور پھر مادام انہیں باہر تک خود چھوڑنے آئی۔ اب وہ بالکل ایک عام سی عورت لگ رہی تھی۔

توصیف نے کار کوٹھی کے گیٹ پر روکی اور خود نیچے اتر کر اس نے کوٹھی کے گیٹ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا اور ایک باوردی ملازم نمودار ہوا۔

"رامش صاحب سے ملنا ہے ——— یہ کارڈ انہیں دے دو" ——— توصیف نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ملازم کی طرف بڑھا دیا۔

"جی بہتر ——— میں معلوم کرتا ہوں" ——— ملازم نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ لیکن اس نے اندر سے پھاٹک دوبارہ بند کر دیا تھا۔ رامش اپ لینڈ کی وزارت دفاع میں اسسٹنٹ سیکرٹری تھا اور توصیف اس سے آغا کی ہدایت پر مل کر اسے اس لیبارٹری کے بارے میں ٹٹولنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک صحافی کے طور پر سیکرٹریٹ فون کر کے رامش سے ملنے کا وقت لے لیا تھا۔ اور بالکل صحیح وقت پر پہنچ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی نہ صرف پھاٹک کا کنڈا اندر سے کھلا بلکہ پورا پھاٹک

کھول دیا گیا اور ملازم نے توصیف کو بتایا کہ وہ اندر جا کر صاحب سے مل لے۔ توصیف دوبارہ کار میں بیٹھا اور تیزی سے کار اندر لیتا گیا۔ پورچ میں اس وقت دو کاریں موجود تھیں۔ توصیف نے اپنی کار روکی اور نیچے اُتر کر برآمدے کی طرف بڑھا۔

"مسٹر آصف" ـــــ برآمدے میں موجود ایک باوردی ملازم نے آگے بڑھ کر اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا۔ ملازم اُسے لے کر برآمدے کی سائیڈ میں بنے ہوئے ڈرائینگ روم میں آ گیا۔

"آپ تشریف رکھیں ـــــ صاحب ابھی آ رہے ہیں" ـــــ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور توصیف کے سر ہلانے پر وہ باہر چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی اندرونی دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور بھاری جسم کا مالک اُدھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ توصیف جانتا تھا کہ یہی اسسٹنٹ سیکرٹری وزارتِ دفاع رامش ہے۔ اسی لئے وہ استقبال کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ صحیح وقت پر آ گئے مسٹر آصف" ـــــ رامش نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی بڑی مشکل سے آپ جیسے آفیسران سے وقت ملتا ہے۔ اُسے ہم کیسے ضائع کر سکتے ہیں" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اسسٹنٹ سیکرٹری رامش ہنس پڑے۔

"تشریف رکھیئے ـــــ میرے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں اس کے بعد میں نے ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے ـــــ اس لئے آپ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں انہی پندرہ منٹ میں پوچھ سکتے ہیں" ـــــ سیکرٹری

رامش نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی بہت بہتر ـــــ ہمارے اخبار کو رپورٹ ملی ہے کہ حکومت اپ لینڈ، حکومت ساگا لینڈ کے ساتھ مل کر کوئی لیبارٹری قائم کر رہی ہے" ـــــ توصیف نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! ـــــ آپ کی اطلاع درست ہے ـــــ لیکن یہ کوئی یا انکشاف نہیں ہے ـــــ اس کے متعلق تو میرے خیال میں سارے ریس کو علم ہے" ـــــ سیکرٹری رامش نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کس لیبارٹری کی بات کر رہے ہیں ـــــ وہ لیبارٹری جو اناده ہر کے قریب ہے" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں وہی ـــــ اور کونسی لیبارٹری ہے" ـــــ سیکرٹری رامش نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اس لیبارٹری کی بات کر رہا ہوں ـــــ جو کاشی پہاڑیوں میں ائی گئی ہے" ـــــ توصیف نے کہا اور اس بار سیکرٹری رامش اس ری طرح اچھلا جیسے صوفے میں موجود سپرنگ یکلخت کھل گئے ہوں۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــــ کس نے بتایا ہے آپ کو ـــــ وہ! ـــــ یہ غلط ہے ـــــ ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہے" ـــــ رامش دا اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ اور توصیف اس کی حالت پر بیٹھا سکرا رہا تھا۔

"تو ہماری اطلاع درست ہے ـــــ صرف یہ بتا دیں کہ اس لیبارٹری ں جراثیموں کی تحقیقات کا جو شعبہ قائم کیا گیا ہے ـــــ وہاں کس لک کے خلاف جراثیم بم تیار کیا جائے گا" ـــــ توصیف نے کہا۔ اسی

لمحے دروازہ کھلا اور وہی ملازم ٹرے میں شربت کے گلاس رکھے اند
داخل ہوا۔
رامش ہونٹ کاٹتا ہوا خاموش بیٹھا رہا۔ جب ملازم گلاس رکھ کر واپس
چلا گیا تو وہ بول اٹھا۔
"آپ کی اطلاع قطعی غلط ہے ـــــ ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہے
اور سنیں! ـــ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ میں ایک ضروری ٹیلیفون کر
لوں" ـــ رامش نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"سوری! ـــ میری بات کا جواب دے دیجئے ـــ پھر چلے جائیے"
توصیف نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔
"شٹ اپ! ـــ میں تمہارا ملازم تو نہیں ہوں" ـــ رامش نے
انتہائی درشت لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔
"مسٹر رامش! ـــ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو رک جائیں" ـــ
توصیف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور رامش انتہائی غصیلے انداز میں
مڑا ہی تھا کہ یکلخت اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی گئیں کیونکہ
توصیف کے ہاتھ میں بھاری ریوالور چمک رہا تھا جس پر سائلنسر لگا ہوا تھا۔
"کک ـــ کک ـــ کون ہو تم" ـــ سیکرٹری رامش نے انتہائی
خوفزدہ لہجے میں کہا۔
"مجھے معلوم ہے کہ آپ کس کو فون کرنے جا رہے ہیں ـــ اس لئے
اب میری مجبوری ہے کہ آپ کو یہاں بٹھاؤں ـــ ایک بات بتا دوں
کہ میں جب کام کرتا ہوں تو پھر موت اور زندگی کی مجھے پرواہ نہیں رہتی"
توصیف نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے

آگے بڑھا اور اس نے رامش کی پشت سے ریوالور کی نال لگا دی۔
"تت ـــ تت ـــ تم" ـــ رامش اس بری طرح بوکھلا گیا تھا کہ اس
سے بات نہ ہو سکی۔ لیکن توصیف کے اشارے پر وہ واپس چلتا ہوا صوفے
پر بیٹھ گیا۔ توصیف نے اس کی کنپٹی سے نال لگا دی اور وہ خود صوفے کے
پیچھے کھڑا تھا۔
"میں صرف چھ تک گنوں گا ـــ اس کے بعد ٹھک کی آواز کے
سنائی دے گی اور تم ہمیشہ کے لئے ختم ـــ دوسری صورت میں صحیح
پتہ مجھے بتا دو ـــ یقین کرو کہ تمہارا نام کسی صورت بھی درمیان میں
نہ آئے گا" ـــ توصیف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"نہیں ـــ نہیں ـــ مجھے کچھ معلوم نہیں" ـــ رامش نے تیز
لہجے میں کہا۔
"ایک ـــ دو ـــ تین ـــ" توصیف نے انتہائی سرد
لہجے میں گنتی شروع کر دی اور رامش کے چہرے پر بے اختیار پسینہ
آنے لگا۔
"لیکن یہ سرکاری راز ہے ـــ میں مر جاؤں گا" ـــ رامش نے
انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اگر تم نے نہ بتایا تو ویسے بھی مر جاؤ گے ـــ اس لئے تمہارے حق
میں یہی بہتر ہے کہ تم بتا دو ـــ اس طرح تمہاری زندگی بھی بچ جائے
گی ـــ اور تمہارا نام بھی درمیان میں نہ آئے گا ـــ فیصلہ خود کر لو
میں گنتی گن رہا ہوں ـــ چار ـــ پانچ ـــ" توصیف نے
دوبارہ گنتی شروع کر دی۔

"رُک جاؤ ۔۔۔ میں بتاتا ہوں ۔۔۔ پلیز رُک جاؤ" ۔۔۔ رامش نے
یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"بتاتے جاؤ ۔۔۔ رُکنا نہیں ۔۔۔ کیونکہ اب آخری ہندسہ رہ گیا
ہے" ۔۔۔ توصیف نے اسی طرح سرد لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ کاشی پہاڑیوں میں ساگا لینڈ کے
ساتھ مل کر لیبارٹری قائم کی گئی ہے ۔۔۔ اور وہاں دراصل ری بائ
جراثیم پر مبنی بم تیار کیا جائے گا ۔۔۔ اور یہ بم پاکیشیا کے خلاف تیا
کیا جائے گا" ۔۔۔ رامش نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیوں! ۔۔۔ اپ لینڈ تو پاکیشیا کا دوست ملک ہے ۔۔۔ پ
پاکیشیا کے خلاف کیوں یہ بم تیار ہو گا" ۔۔۔ ؟ توصیف نے پوچھا

"حکومت اپ لینڈ کو اس کا علم نہیں ہے ۔۔۔ سرکاری طو
پر تو وہاں عام دماغی ہتھیار تیار ہوں گے ۔۔۔ لیکن وزارت دفاع
کے سیکرٹری راجیش اور میں نے ساگا لینڈ کے ساتھ مل کر یہ پروگرام بنایا ہے
یہ بم تیار ہوتے ہی ساگا لینڈ چلا جائے گا اور بس" ۔۔۔ رامش نے
جلدی جلدی بتایا۔

"لیکن وہاں لیبارٹری میں کام کرنے والوں کو تو اس کا علم نہ ہو گا"
توصیف نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ اس کے لئے ایک خصوصی پروگرام بنایا گیا ہے ۔۔۔ ا
سائنسدان اس بم کو تیار کرے گا اسے زبردستی یہ کام کرایا جا
گا اور پھر اُسے ہلاک کر دیا جائے گا ۔۔۔ ساگا لینڈ میں بھی صرف
ان کے خاص اعلیٰ حکام کے علاوہ اور کسی کو اس منصوبے کا علم نہیں ہے

خصوصی اور خفیہ مشن ہے" ۔۔۔ رامش جب بولنے پر آیا تو خود بخود
منصوبہ اس نے کھول کر بتا دیا۔

"اس لیبارٹری کی اندرونی تفصیلات کس کے پاس ہیں" ۔۔۔ ؟
سیف نے پوچھا۔

"یہ لیبارٹری ساگا لینڈ نے بنائی ہے ۔۔۔ ان کے آدمی ہی اس
حفاظت کریں گے ۔۔۔ ہمیں معلوم نہیں ہے" ۔۔۔ رامش
جواب دیا۔

"لیکن اگر ساگا لینڈ یہ کام کرنا چاہتا تھا تو وہ اپنے ملک میں بھی
سکتا تھا ۔۔۔ اُسے یہاں اپ لینڈ میں لیبارٹری بنانے کی کیا ضرورت
" ۔۔۔ ؟ توصیف نے پوچھا۔

"جو سائنسدان اس ری بائٹ بم کے پروجیکٹ پر کام کرے گا۔
کی ریسرچ کے مطابق ری بائٹ جراثیموں پر مزید ریسرچ کے لئے
لینڈ کا موسم ٹھیک نہیں ہے ۔۔۔ یہ کام صرف اپ لینڈ
صوص موسم میں ہی ہو سکتا ہے اور وہ بھی کاشی پہاڑیوں میں
ان پہاڑیوں کے پتھروں میں ریلیٹکس دھات کثیر مقدار میں
ہے ۔۔۔ ری بائٹ جراثیم پر اس انداز کی ریسرچ کے لئے
ٹکس دھات کی اس طرح موجودگی ضروری ہے ۔۔۔ اس
زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے ۔۔۔ کوئی سائنسی مسئلہ ہے"
نے جواب دیا۔

"تم اس سائنسدان کو جانتے ہو" ۔۔۔ ؟ توصیف نے پوچھا۔
"اتنا جانتا ہوں کہ وہ کوئی عورت ہے ۔۔۔ بس اس سے زیادہ

نہیں جانتا ــــ سیکرٹری راجیش جانتے ہیں ــ انہوں نے
سارا کام کیا ہے" ــــ رامش نے جواب دیا۔

"کیا وہ عورت خود اس منصوبے پر کام کرنے کے لئے رضامند ہے
توصیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اتنا وہ سمجھ گیا تھا کہ جس
عورت کا ذکر رامش کر رہا ہے ــــ وہ شہلا کی ماں اور اس کی آ
بیگم رضا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ اس سے زبردستی یہ کام لیا جائے گا ــ
پہلے اُسے یہی بتایا جائے گا کہ یہ عام سی ریسرچ ہوگی" ــــ رامش نے
جواب دیا۔

"اوکے مسٹر رامش! ــــ تم نے اپ لینڈ سے بھی غداری کی ہے
اس لئے تمہاری سزا موت ہے" ــــ توصیف نے کہا اور ٹریگر
دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی رامش کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی
اور وہ پہلو کے بل صوفے پر گر گیا۔ اس کی کھوپڑی میں گولی گھس چکی تھی
وہ نیچے گر کر صرف ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ختم ہو گیا۔

توصیف نے جلدی سے ریوالور جیب میں رکھا اور دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا۔

"سنو! ــــ صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے
توصیف نے برآمدے میں موجود ملازم سے کہا اور ملازم کے سر ہلانے
ہی وہ تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد ہی وہ کا
دوڑاتا کوٹھی سے نکلا اور آگے بڑھتا گیا۔

آفیسرز کالونی سے باہر آنے کے بعد اس نے شہر کی ایک دیرا

سڑک کا رُخ کیا۔

چند لمحوں بعد اس نے کار درختوں کے ایک ذخیرے میں روکی اور پھر جیب
سے رومال نکال کر اس نے کار کے ہر حصے کو اچھی طرح صاف کیا جہاں پر
امکانی طور پر اس کی انگلیوں کے نشانات لگ سکتے تھے۔ اچھی طرح صفائی
کرنے کے بعد وہ کار سے باہر آیا۔ اس نے گردن پر چٹکی بھری اور دوسرے
لمحے اس کے چہرے اور سر سے پتلے ربڑ کا ماسک اترتا چلا گیا۔ اس نے
ماسک کو مروڑ کر جیب میں ڈالا۔ کوٹ اتار کر اُسے اُلٹا کر پہن لیا۔ ڈبل
کوٹ کی وجہ سے اب نہ صرف کوٹ کا رنگ بدل چکا تھا بلکہ اس کا
ڈیزائن بھی اندر والے حصے سے قطعی مختلف تھا۔ اس کے بعد وہ تیز تیز
قدم اٹھاتا ذخیرے سے باہر نکلا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دُور جا کر
وہ ایک بار پھر درختوں والے حصے میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس کی مخصوص
سپورٹس کار موجود تھی۔ اس نے سٹیرنگ سنبھالا اور چند لمحوں بعد ہی اس
کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی دوبارہ شہر کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

شہر میں پہنچتے ہی اس نے کار ایک پبلک بوتھ کے قریب روکی
اور نیچے اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے سکے نکال
ــــ کر باکس میں ڈالے اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رضا ہاؤس" ــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز
سنائی دی۔

"توصیف بول رہا ہوں ــ آنٹی کہاں ہیں" ــــ توصیف
نے پوچھا۔

"اوہ جناب! ــــ بیگم صاحب تو ملازمت پر ہیں ــــ یہاں نہیں

ہیں" ---- دوسری طرف سے ملازم نے جواب دیا۔

"کب گئی ہیں" ---- ؟ توصیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"دو روز ہوتے ہیں جناب" ---- دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"انہوں نے کوئی فون نمبر وغیرہ دیا ہے بات کرنے کے لئے" ---- توصیف نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ---- البتہ انہوں نے جاتے ہوئے کہا تھا کہ وہ ایک ماہ کے دوران ایک چکر رضا ہاؤس کا لگایا کریں گی" ---- ملازم نے جواب دیا۔

"اوکے ---- تھینک یو" ---- توصیف نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ سکے ڈال کر نمبر گھمائے۔

"یس ---- آغا سپیکنگ" ---- رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آغا کی آواز سنائی دی۔

"باس! ---- میں توصیف بول رہا ہوں" ---- توصیف نے کہا اور پھر اس نے رامش کے پاس جانے سے لے کر رضا ہاؤس میں فون کرنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

"اوہ! ---- تم اپنا کوئی سراغ تو نہیں چھوڑ آئے ---- ؟" آغا نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں باس! ---- میں ماسک میک اپ میں وہاں گیا تھا ---- کار میں نے چوری کی تھی ---- نام وغیرہ ہر چیز بدل لی تھی" ---- توصیف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ---- اس کا مطلب ہے کہ ساگا لینڈ یہاں کے رکاری افسروں کو خرید کر پاکیشیا کے خلاف گہری سازش کر رہا ہے۔ ر مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ اب بیگم رضا کو کسی صورت واپس نہیں نے دیں گے ---- تم واپس آجاؤ ---- میں چیف باس سے ت کرتا ہوں ---- اس کے بعد وہ جیسے ہدایات دیں گے۔ ویسے ن کام ہو جائے گا" ---- آغا نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ---- ویسے میرا خیال ہے کہ ہمیں فوری طور ر اس لیبارٹری میں گھس کر بیگم رضا کو باہر نکال لینا چاہیئے ---- یم رضا کے بغیر ان کا سارا منصوبہ خود بخود فیل ہو جائے گا" ---- صیف نے کہا۔

"میں تمہارے جذبات سمجھتا ہوں توصیف! ---- لیکن جو تم سوچ ہے ہو۔ ایسا ہونا ناممکن ہے ---- اور یہ بھی بتا دوں کہ رامش ے قتل کی خبر ملتے ہی وہ چوکنا ہو جائیں گے ---- اور اس کے بعد گر ہم نے لیبارٹری پر فوری حملہ کیا تو پھر بیگم رضا کو ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں ر شفٹ کر دیں ---- یا ہلاک کر دیں" ---- آغا نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ---- توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم میرے پاس آجاؤ ---- میں اس دوران ہدایات لے لیتا ہوں" غا نے کہا اور اس کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔

توصیف نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پبلک بوتھ سے باہر نکل آیا۔ یکن ابھی وہ کار کا دروازہ کھول کر بیٹھا ہی تھا کہ یکلخت چار افراد اس کی ار میں زبردستی داخل ہو گئے۔

"سیکرٹ سروس — خبردار" —— سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے والے نے ریوالور توصیف کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مم —— مگر ——" توصیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"سنو! —— زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں —— ہم تمہیں فی الحال ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے —— اس کے بعد باس کیا فیصلہ کرتا ہے یہ اس کی مرضی ہے —— لیکن اگر تم نے غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں ڈھیر کر دیں گے —— چلاؤ کار" —— سائیڈ سیٹ والے نے کہا اور توصیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور ذہن تیزی سے اس صورت حال کا تجزیہ کرنے میں مصروف تھا۔

کرنل فریدی کمرے میں داخل ہوا تو وزیر اعظم اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوہ جناب تشریف رکھیں —— آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں"۔ کرنل فریدی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں کرنل! —— آپ ساگا لینڈ کے ہیرو ہیں —— اور ساگا لینڈ کے ایک ایک بچے کے دل میں آپ کا مقام انتہائی بلند ہے —— یہ میرا فرض ہے کہ آپ جیسے ہیرو کا خود اٹھ کر استقبال کروں۔ تشریف رکھیے" —— وزیر اعظم نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے اس حسن ظن کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں" —— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پہلے بتائیے کہ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے" —— وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری سر! — میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں — اور ڈیوٹی صرف ڈیوٹی ہوتی ہے" — کرنل فریدی نے اس بار قدرے خشک لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ ان تکلفات کا نہ صرف یہ کہ عادی نہ تھا بلکہ اس کی فطرت تھی کہ وہ ایسی باتوں سے جلد ہی اکتا جاتا تھا۔

"اوہ — ویری گڈ — میں نے آپ کو ایک خاص مقصد کے لئے بلایا ہے" — وزیر اعظم نے کہا۔

"جی فرمایئے" — کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں"؟ وزیر اعظم نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میں سمجھا نہیں جناب! — تعلقات سے آپ کی کیا مراد ہے"۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"میری اطلاع کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک شخص علی عمران کے ساتھ آپ کے انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات ہیں — اور آپ نے اکثر اکٹھے کام بھی کیا ہے" — وزیر اعظم نے کہا۔

"آپ کی اطلاع درست ہے — علی عمران میرا دوست ہے لیکن ہمارے درمیان کئی بار براہ راست مقابلہ بھی ہو چکا ہے جہاں میرے ملک کا مفاد سامنے ہو — وہاں عمران میرا دوست نہیں بلکہ دشمن ہوتا ہے — ایسا کئی بار ہو چکا ہے — لیکن آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں برائے کرم کھل کر کہہ دیجئے" — کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اگر کوئی ایسا مسئلہ سامنے آجائے جس میں ساگا لینڈ اور پاکیشیا کے مفادات آپس میں ٹکرا جائیں تو پھر —" وزیر اعظم مسلسل اسے ٹٹولنے میں مصروف تھے۔

"تو ساگا لینڈ کے لئے میں نہ صرف اپنی جان کی قربانی دے سکتا ہوں بلکہ اپنے حقیقی بھائی کی گردن پر بھی چھری چلا سکتا ہوں" — کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"شیور" — وزیر اعظم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یس شیور" — کرنل فریدی نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تو پھر ایسا مسئلہ سامنے آگیا ہے — آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ ساگا لینڈ اور اپ لینڈ مل کر ایک لیبارٹری قائم کر رہے ہیں — جس میں دفاعی ہتھیار تیار ہوں گے — اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق اس لیبارٹری کے دفاعی انتظامات آپ نے کئے ہیں" — وزیر اعظم نے کہا۔

"جی ہاں! — آپ کو ملنے والی رپورٹ درست ہے" — کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اس لیبارٹری سے ہم جو مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ کیا ہے — میں آپ کو اس کی کچھ تفصیل بتاتا ہوں — پاکیشیا دفاعی لحاظ سے خاصا طاقتور ہے اور ہم باوجود کوشش کے دفاعی لحاظ سے اس سے آگے نہیں بڑھ سکے — اس دوران ایک خاص پراجیکٹ سامنے آیا — ہمیں رپورٹ ملی کہ اپ لینڈ میں ایک خاتون ہیں رضا — جو کہ

ری ایٹ جراثیموں پر ریسرچ میں ایسی کامیابیاں حاصل کر چکی ہیں کہ ان سے جنگی بم بنایا جا سکتا ہے ـــــ حالانکہ ایکریمیا اور روسیاہ کے سائنسدان بھی ابھی تک اس مشن میں کامیاب نہیں ہو سکے ـــــ لیکن وہ خاتون اس میں کامیاب ہو گئیں ـــــ ہمارے ایجنٹوں نے جیسے ہی یہ خبر ہم تک پہنچائی۔ ہم نے اس سلسلے میں فوری منصوبہ بندی کی۔ کیونکہ اگر یہ خبر ایکریمیا اور روسیاہ تک پہنچ جاتی تو وہ یقیناً اس خاتون کو لے اڑتے ـــــ خاتون بیوہ ہے اور آپ ان سے مل بھی چکے ہیں۔ ان کا نام بیگم رضا ہے" ـــــ وزیر اعظم نے کہا۔

"جی ہاں ــ میں ان سے مل چکا ہوں ـــــ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اس قدر عظیم خاتون ہیں ـــــ مجھے تو صرف یہی بتایا گیا تھا کہ یہ خاتون ایکریمیا میں جراثیموں پر ریسرچ کرتی تھیں اور اس لیبارٹری میں بھی جراثیموں پر ریسرچ کے لئے ایک شعبہ بنایا گیا ہے جس کی سربراہ یہ خاتون ہوں گی ـــــ میں تو صرف لیبارٹری کے دفاعی انتظامات کے سلسلے میں ان سے ملا تھا" ـــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"اس لیبارٹری کے متعلق اپ لینڈ کے اعلیٰ ترین حلقوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس سے ہم دراصل کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں ـــــ کیونکہ اپ لینڈ پاکیشیا کا حلیف ملک ہے اس لئے ان سے بھی اصل مشن کو چھپایا گیا ہے۔ صرف اپ لینڈ کے تین افراد کو اس منصوبے کا علم ہے ـــــ ایک سیکرٹری وزارت دفاع مسٹر راجیش۔ دوسرے اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع مسٹر رامش اور تیسرے ایک سائنسدان

ڈاکٹر واشو۔ جو کہ اس لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ انہیں بھاری رقم دے کر خریدا گیا ہے ـــــ ہمارا منصوبہ یہ تھا کہ بیگم رضا کو لیبارٹری میں ری ایٹ جراثیموں پر ریسرچ کرنے کے کھلے مواقع دیئے جائیں گے۔ اور پھر ان کی کامیابی کا فارمولا حاصل کر کے اسے استعمال کرتے ہوئے ہم ایسا ری ایٹ بم تیار کریں گے جسے ہم پاکیشیا کے خلاف استعمال کر سکیں ـــــ اس طرح ہم پاکیشیا کے مقابلے میں دفاعی طور پر انتہائی طاقتور ہو جائیں گے ـــــ اور پاکیشیا کے ساتھ ساتھ اس فارمولے کی مدد سے ہم دوسرے ملکوں کے موسموں اور ماحول کے مطابق ری ایٹ بم بھی تیار کریں گے ـــــ چنانچہ منصوبہ بندی کے مطابق کام ہوتا رہا۔ لیکن ـــــ" وزیر اعظم بات کرتے کرتے رک گئے۔

"لیکن کیا جناب" ـــــ ؟ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"لیکن آج ایک ایسی اطلاع ملی ہے جس نے اس سارے کھیل کو بگاڑ دیا ہے ـــــ اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع رامش کو ان کی رہائشگاہ پر قتل کر دیا گیا ہے ـــــ اور قاتل کو پکڑ بھی لیا گیا ہے ـــــ اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ قاتل کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور یہ قاتل بیگم رضا کی بیٹی کا منگیتر اور اس کے دیور کا لڑکا ہے"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"اوہ ــ کیا آپ توصیف جبار کی بات تو نہیں کر رہے" ـــــ ؟ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"بالکل وہی ـــــ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہ

اَپ لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ ہے —— اور
اس کا باس آغا ہے جس کی تلاش جاری ہے" —— وزیراعظم
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"لیکن اس سے گڑبڑ کیا ہوئی ہے —— آپ ذرا وضاحت کریں"
کرنل فریدی نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"گڑبڑ یہ ہوئی ہے کہ اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع رامش سے اس
توصیف نے اس منصوبے کی پوری تفصیل معلوم کر لی —— اور اس
تفصیل کو اپنے باس آغا تک پہنچا دیا ہے —— اور ظاہر ہے آغا
نے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو منتقل کر دیا ہوگا —— اس طرح
پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس ساری منصوبہ بندی کا علم ہو گیا —— ایک
بات —— دوسری بات یہ ہوئی کہ اس توصیف کو اَپ لینڈ کی
سیکرٹ سروس نے گرفتار کیا ہے —— اور اَپ لینڈ سیکرٹ سروس
کے سربراہ راجندر سنگھ کے ذریعے یہ اطلاع اَپ لینڈ کے صدر تک
پہنچ گئی۔ اور انہوں نے فوری طور پر اس لیبارٹری کے منصوبے کو
کینسل کر دیا ہے —— سیکرٹری وزارت دفاع راجیش کو گرفتار کر
لیا گیا ہے —— اور بیگم رضا کو اس لیبارٹری سے نکال کر فوری
طور پر سرکاری تحویل میں لے لیا گیا ہے —— کیونکہ اَپ لینڈ
کے صدر کسی طرح بھی پاکیشیا کے مفادات کے خلاف کوئی کام نہیں
کرنا چاہتے —— اور پاکیشیا سے اپنے تعلقات کشیدہ نہیں کرنا
چاہتے —— اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اب پاکیشیا والے بیگم رضا کو لے
اُڑیں گے —— اور پھر وہ ان کی مدد سے ری ایٹ بم تیار کر لیں

گے۔ اس طرح پاکیشیا کا دفاع ناقابلِ تسخیر ہو جائے گا" —— وزیراعظم نے کہا۔
"اوہ! —— میں آپ کی بات سمجھ گیا —— لیکن جناب! کم از کم آپ اس
منصوبہ بندی کے متعلق مجھے تو کچھ بتا دیتے۔ تاکہ میں ایسے انتظامات کرتا کہ
یہ منصوبہ بندی کسی طرح لیک آؤٹ ہی نہ ہو سکتی" —— کرنل فریدی نے
انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
"یہ واقعی ہماری غلطی تھی۔ لیکن دراصل ہوا یہ کہ مجھے ذاتی طور پر یہ رپورٹ
دی گئی کہ آپ کے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے دوستانہ تعلقات ہیں اس
لئے میں نے سوچا کہ کہیں آپ کی وجہ سے یہ مشن آؤٹ نہ ہو جائے ——
لیکن اب میں کھلے دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ ایسا سوچنا غلطی تھی" ——
وزیراعظم نے کہا۔
"خیر ایسی کوئی بات نہیں جناب! —— آپ نئے منتخب ہو کر آئے
ہیں اس لئے آپ کا ایسا سوچنا ممکن تھا —— میرا خیال ہے بیگم رضا
کو میں اَپ لینڈ سے اغوا کرا لاؤں" —— کرنل فریدی نے کہا۔
"ہمیں ڈاکٹر واشو نے رپورٹ دی ہے کہ بیگم رضا نے ری ایٹ
بم کا فارمولا تیار کیا ہوا ہے۔ لیکن یہ فارمولا کہاں ہے اس کا علم
صرف بیگم رضا کو ہے —— اس لئے اگر یہ فارمولا مل جائے تو ہمارے
لئے سب سے بہتر بات ہے۔ اس کے بعد بیگم رضا کو ختم کر دیا جائے
تو یہ فارمولا ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائیگا۔ ورنہ دوسری صورت
میں پاکیشیا والے لازماً بیگم رضا کو لے اڑیں گے —— یا پھر ایسا بھی
ہو سکتا ہے کہ روسیاہ اور ایکریمیا والے اسے لے اڑیں۔ اس لئے
میں نے آپ کو بلایا ہے کہ آپ بیگم رضا سے یہ فارمولا حاصل کریں

اور بیگم رضا کا خاتمہ کر دیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ بیگم رضا کے اس فارمولے کا علم کسی کو نہ ہو سکے" ——— وزیرِ اعظم نے جواب دیا۔

"اب یہ بیگم رضا کہاں ہیں" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"اتنا معلوم ہوا ہے کہ آپ لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف راجندر سنگھ انہیں لیبارٹری سے لے آئے ہیں ——— اس کے بعد کہاں ہیں اس کا علم نہیں ہو سکا" ——— وزیرِ اعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— میں معلوم کر لوں گا۔ آپ اب قطعی بے فکر رہیں ——— نہ صرف فارمولا آ جائے گا، بلکہ بیگم رضا کا بھی خاتمہ ہو جائے گا" ——— کرنل فریدی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو یقین کیجیے کہ ساگا لینڈ دنیا کا ناقابلِ تسخیر ملک بن جائے گا" ——— وزیرِ اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا" ——— کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وزیرِ اعظم سے مصافحہ کر کے وہ ان کے کمرے سے باہر نکلا اور چند لمحوں بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اپنی کوٹھی کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔

پہلے تو توصیف نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ ان سیکرٹ سروس والوں سے ٹکرا
[کل] جائے۔ گو اس میں اس کی جان چلے جانے کا واضح خطرہ تھا۔ کیونکہ
[سیک]رٹ سروس والے چار تھے اور ان کے ہاتھوں میں ریوالور بھی موجود تھے
[او]ر ظاہر ہے وہ کوئی عام مجرم بھی نہ تھے بلکہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھے لیکن
[تو]صیف کی یہ مخصوص عادت تھی کہ جب وہ کسی بات کا حتمی فیصلہ کر لے تو
[پھ]ر وہ مستقبل سے قطعی بے نیاز ہو جاتا تھا۔ اُسے ایک لمحے کے لئے بھی یہ
[ت]رح نہ آئی تھی کہ وہ کیا کر رہا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ کئی بار اس عادت
[کی] بنا پر وہ شدید زخمی بھی ہوا۔ کئی بار مرتے مرتے بھی بچا۔ لیکن وہ عادت
[کے] ہاتھوں مجبور تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بعض اوقات وہ ایسے ایسے کام کر جاتا
[تھ]ا کہ دیکھنے والے اس کی ہمت و جرأت پر انگشت بدنداں رہ جاتے
تھے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہونے سے پہلے توصیف نے
ایک ایڈونچر کلب بنایا ہوا تھا۔ اس کلب کے ممبر دنیا کی ہر گیم سیکھتے تھے۔

دنیا کا ہر فن سیکھنا ان کے مقصد میں شامل تھا۔
اس کلب کے دس ممبران تھے اور توصیف ان کا روح رواں تھا
مارشل آرٹ۔ بازی گری کا فن۔ شعبدہ بازی۔ شارپنگ۔ مشینی جو
جیتنے کا فن۔ میک اپ۔ بم ڈسپوزل سائنس۔ حتیٰ کہ یوگا تک انہوں
نے سیکھا تھا اور اس کے لئے ان سب نے تقریباً دنیا گھوم ڈالی تھی۔ لیکن
ایک سال قبل اس وقت یہ ایڈونچر کلب بکلخت ختم ہو گیا جب ایک
ہوائی حادثے میں سوائے توصیف کے کلب کے سارے ممبران ہلاک
ہو گئے۔ وہ سب ایکریمیا سے ایک مخصوص کورس کر کے واپس اپ لینڈ
آ رہے تھے اور توصیف کا پروگرام بھی ان کے ساتھ ہی آنے کا تھا کہ
اچانک شہلا وہاں اپنی ایک سہیلی سے ملنے پہنچی اور توصیف اور شہلا
کا ٹکراؤ ایئر پورٹ پر ہی ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کے بعد توصیف کے
فرشتے بھی شہلا کو وہاں چھوڑ کر نہ جا سکتے تھے۔ چنانچہ توصیف کا پروگرام
کینسل ہو گیا۔ جب کہ باقی ساتھی اسی جہاز پر واپس آتے ہوئے خوفناک
حادثے کا شکار ہو گئے۔ توصیف کو جب اپنے ساتھیوں کی اس طرح
ہلاکت کا علم ہوا تو کئی روز تک وہ سخت افسردہ رہا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ
نارمل ہو گیا۔ شہلا نے بھی اس کی دلجوئی کی۔ لیکن پھر بھی توصیف کو جب
کبھی اپنے ساتھیوں کی یاد آ جاتی تو اس کے دل میں کسک سی ضرور محسوس
ہوتی تھی۔ اپ لینڈ واپس آنے پر اس کے پرانے دوست آغا نے اسے
بہت سنبھالا دیا۔ اور آغا کی وجہ سے ہی وہ دوبارہ پوری طرح نارمل زندگی
میں لوٹ آیا۔ چونکہ توصیف کے والد پاکیشیا میں کافی عرصہ رہے تھے
اور توصیف بھی وہیں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے فطری طور پر اسے اپ لینڈ

نسبت پاکیشیا سے زیادہ محبت تھی۔ وہ پاکیشیا کو اپنا پہلا اور اپ لینڈ
دوسرا وطن سمجھتا تھا۔ آغا اس سے عمر میں بڑا تھا لیکن ان کی دوستی بھی
بچپن سے ہی چلی آ رہی تھی۔
آغا پاکیشیا میں ملٹری انٹیلی جنس میں کافی عرصہ رہا تھا اور پھر ایک حادثے
میں آغا کی بیوی ہلاک ہو گئی اور آغا شدید زخمی ہوا تو اسے انٹیلی جنس
سے فارغ کر دیا گیا۔ آغا اپنی بیوی کی یادوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے
اپ لینڈ مستقل طور پر شفٹ ہو گیا۔ کیونکہ اس کی بیوی کا تعلق اپ لینڈ
سے تھا۔ دونوں کی محبت کی شادی تھی۔ لیکن شادی کے چند ماہ بعد ہی
حادثے کا شکار ہو گئی تھی ——— آغا کی بیوی کی اپ لینڈ میں وسیع
جائیداد تھی۔ تین چار ہوٹلوں اور کمپنیوں میں حصے تھے۔ اس لئے آغا
اپ لینڈ میں شفٹ ہو گیا اور یہاں آنے کے بعد توصیف کے ساتھ
ان کی دوستی کا دائرہ اور زیادہ وسیع ہو گیا۔
آغا انٹیلی جنس میں ہوتے ہوئے ایک بار ایک خصوصی کیس میں علی عمران
کے ساتھ کام کر چکا تھا اور علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ فری لانسر
کے طور پر کام کرتا تھا اس لئے علی عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
چیف ایکسٹو سے سفارش کر کے آغا کو اپ لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا فارن ایجنٹ مقرر کر دیا اور آغا کی سفارش پر توصیف جبار کو
بھی فارن ایجنٹ منتخب کر لیا گیا۔ تب سے توصیف اور آغا دونوں اپ لینڈ
میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس کے طور پر کام کر رہے تھے۔
لیکن چونکہ اپ لینڈ پاکیشیا کا انتہائی قریبی دوست ملک تھا اور ان کے
تعلقات مثالی تھے۔ اس لئے انہیں اپ لینڈ میں پاکیشیا کے مفادات

متعلق کچھ زیادہ بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑتی تھی۔ البتہ یہ پہلا کیس تھا جس م
انہیں باقاعدہ طور پر پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے کام کرنا پڑ ر
توصیف نے پہلے تو اپ لینڈ سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں سے ٹکرا
کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس پر عملدرآمد کرتا، اچانک
اُسے خیال آگیا کہ سیکرٹ سروس کا چیف راجندر سنگھ، بیگم رضا اور شہلا
انتہائی قریبی تعلقدار ہے اور پچھلے دنوں کرنل فریدی کے ساتھ راجن
سے بیگم رضا کی موجودگی میں تفصیلی بات چیت بھی ہو چکی تھی اس ل
اس نے سوچا کہ پہلے راجندر سنگھ سے اس بارے میں بات چیت ک
جائے کہ آخر سیکرٹ سروس والوں کو اس پر شک کیسے پڑا اور وہ ا
کے متعلق کس حد تک جانتے ہیں۔ اس کے بعد وہ حالات دیکھ کر
کوئی فیصلہ کرے گا۔ یہ خیال آتے ہی توصیف کا تنا ہوا جسم ڈھیلا
گیا۔ اور وہ بڑے اطمینان سے کار چلانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد و
سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کے بڑے گیٹ میں داخل ہو گئے۔

توصیف کو راجندر سنگھ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

"اس کی تلاشی لی ہے"۔۔۔ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے راجن
سنگھ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ اس کے پاس سائلنسر لگا ریوالور تھا جو لے لیا گیا
اور باس!۔۔۔ سیکرٹری صاحب کا قتل اسی ریوالور سے ہوا ہے۔
اس کے چیمبر میں ایک گولی کم ہے۔۔۔ اور سیکرٹری صاحب
کی کھوپڑی سے ملنے والی گولی کا بور بھی یہی ہے"۔۔۔ ایک
ایجنٹ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ توصیف کی تلاشی یہاں پہنچنے

اور راجندر سنگھ کے سامنے پیش ہونے کے درمیان لی گئی تھی۔

"ہوں!۔۔۔ تم باہر ٹھہرو"۔۔۔ راجندر سنگھ نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور ایجنٹ سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

"کرسی پر بیٹھو توصیف"۔۔۔ راجندر سنگھ نے بڑی کڑی نظروں
سے توصیف کو دیکھتے ہوئے کہا اور توصیف اطمینان سے کرسی کھینچ
کر میز کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان موجود تھا۔

"تم نے اسسٹنٹ سیکرٹری رامش کا قتل کیوں کیا ہے"۔۔۔؟
راجندر سنگھ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں نے کسی کو قتل نہیں کیا۔۔۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے"۔۔۔
توصیف نے جواب دیا اور راجندر سنگھ بے اختیار اس طرح ہنس پڑا
جیسے توصیف نے کوئی بچگانہ بات کی ہو۔

"پاکیشیا کے فارن سیکرٹ ایجنٹ کو اس قدر احمق تو نہیں ہونا چاہیے"۔
راجندر سنگھ نے کہا۔

"پاکیشیا کے فارن سیکرٹ ایجنٹ۔۔۔ آخر آج آپ سارے
جہاں کے الزامات مجھ پر ہی عائد کرنے کے لئے کیوں تلے ہوئے
ہیں"۔۔۔ توصیف نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر توصیف جبار!۔۔۔ جب سے تم نے ایڈونچر کلب بنایا
تھا تم ہماری لسٹ پر تھے اور ہم تمہاری نگرانی کرتے رہتے تھے۔
لیکن تمہاری کوئی ایسی سرگرمی سامنے نہ آئی تھی جس سے ہم تمہیں
مشکوک سمجھتے۔۔۔ اس لئے ہم خاموش رہے۔۔۔ اور شاید
اب بھی ہمیں علم نہ ہوتا۔ کیونکہ سیکرٹری رامش کا قتل تم نے انتہائی

ذہانت سے کیا ہے ——— لیکن تم سے ایک حماقت ہوئی کہ تم نے اپنے ساتھی آغا کو پبلک فون بوتھ سے کال کر کے پوری تفصیل بتا دی۔ تم تو یہی سمجھتے رہے کہ پبلک فون بوتھ کی وجہ سے تمہاری کال کیچ نہ ہو سکے گی ——— لیکن تم راجندر سنگھ کو نہیں جانتے ——— ہم نے تمام پبلک فون بوتھ سے ہونے والی کالوں کو کیچ کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کا ایک پورا ڈیپارٹمنٹ قائم ہوا ہے ——— کیونکہ مجرم ہمیشہ پبلک فون بوتھ کو ہی سب سے زیادہ محفوظ سمجھتے ہیں ——— بہرحال تم نے جیسے ہی کال کی اور سیکرٹری رامش کے متعلق آغا کو بتانا شروع کیا۔ ہمیں اس کا علم ہو گیا اور تمہاری پوری گفتگو ریکارڈ کر لی گئی اور اس کے بعد تمہیں ٹریپ کر لیا گیا ——— اب بتاؤ کہ تمہارے پاس انکار کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے ——— اگر کہو تو تمہیں تمہاری گفتگو کا ٹیپ سنا دیا جائے“ ——— راجندر سنگھ نے کہا اور توصیف کے پاس اب سوائے ہونٹ کاٹنے کے اور کوئی چارہ نہ رہ گیا تھا۔ اس کے تصور میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ راجندر سنگھ نے ایسا انتظام کر رکھا ہو گا۔ ورنہ وہ پبلک فون بوتھ سے فون کرنے کی بجائے سیدھا آغا کے پاس خود چلا جاتا۔ بہرحال اب تو جو ہونا تھا ہو چکا تھا۔

”ٹھیک ہے ——— اب آپ کیا چاہتے ہیں“ ——— توصیف نے کہا۔

”آغا کا پتہ بتا دو ——— اور سنو! ——— اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو میں تمہیں بچانے کی کوشش کر سکتا ہوں ——— راجندر سنگھ نے کہا۔

”سوری ——— یہ ناممکن ہے ——— آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں اور ماشاء اللہ انتہائی ذہین آدمی ہیں ——— خود ہی ڈھونڈیں اسے“ ——— توصیف نے جواب دیا۔

”سنو توصیف! ——— میں فرائض کی بجا آوری میں کسی دوستی یا عزیز داری کا لحاظ نہیں کیا کرتا ——— لیکن تمہاری کال سے ایک ایسا انکشاف ہوا ہے جس نے مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے ——— میں نے اس سلسلے میں اعلیٰ حکام سے بات کی ہے۔ ان کا فیصلہ آنے تک میں تمہیں زندہ رکھنا چاہتا ہوں ——— کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ فیصلہ تمہارے مشن کے حق میں ہی ہو جائے“ ——— راجندر سنگھ نے کہا۔

”میرے مشن کے حق میں ——— کیا مطلب“ ——— توصیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں! ——— تمہاری کال سے اسسٹنٹ سیکرٹری رامش اور سیکرٹری دفاع راجیش اور ساگا لینڈ کے اس گٹھ جوڑ کی جو تفصیلات سامنے آئی ہیں ان سے ہم سب ناواقف ہیں ——— میں نے اعلیٰ حکام کو تمہاری اور آغا کی گفتگو کی ٹیپ بھجوا دی ہے ——— اگر تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انہوں نے ساگا لینڈ کے اس مشن کے خلاف جانا ہے تو پھر تمہیں مارنے کی ضرورت نہ رہے گی ——— اور اگر انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ساگا لینڈ کے ساتھ مل کر اس مشن پر کام کرنا ہے تو پھر تمہارا اور آغا دونوں کا فوری جھٹکا کر دیا جائے گا“ ——— راجندر سنگھ نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ توصیف کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے

ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس ——— راجندر سپیکنگ" ——— راجندر سنگھ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس! ——— لیکن ایک منٹ ہولڈ آن کریں" ——— راجندر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگی ہوئی گھنٹی بجا دی۔ دوسرے لمحے ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔

"اسے لے جا کر لاک اپ میں ڈال دو ——— اور سنو! ——— اس کا خیال رکھنا ——— اگر یہ فرار ہو گیا تو میں پورے ہیڈ کوارٹر کو گولیوں سے اڑا دوں گا" ——— راجندر سنگھ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ کے اشارے سے توصیف کو باہر جانے کو کہا۔

توصیف اٹھا اور اس مسلح آدمی کے ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ اس آدمی کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔ کمرے کے سامنے راہداری میں چار مسلح آدمی موجود تھے۔

توصیف بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اسے ساتھ لے آنے والا خاموشی سے اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ پھر جیسے ہی راہداری نے موڑ کاٹا، توصیف اچانک بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی نہ صرف ناک پر زوردار مکہ کھا کر چیختا ہوا پیچھے جا گرا، بلکہ اس کا ریوالور بھی توصیف کے ہاتھ میں آ گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی توصیف نے بجلی کی سی تیزی سے دوڑ لگائی اور پھر ایک دروازے میں گھس گیا۔ یہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن خالی تھا۔ توصیف نے دروازہ اندر سے بند کیا اور دوڑتا ہوا ملحقہ باتھ روم کی طرف

بڑھا۔ باتھ روم میں اونچی فرنچ ٹائپ کھڑکی موجود تھی۔ توصیف نے کھڑکی کا پٹ اونچا کیا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی سی تیزی سے باہر آ گیا۔ یہ عمارت کا عقبی حصہ تھا اور اس کے سامنے باغ سا تھا جس کے بعد دیوار تھی۔ چونکہ یہ دفتر تھا اس لئے عقبی طرف کسی قسم کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کیا گیا تھا۔

توصیف چیتے کی طرح دوڑتا ہوا عقبی دیوار کے قریب پہنچا اور دوسرے لمحے اس کے جسم نے زمین چھوڑ دی۔ وہ کسی پرندے کی طرح فضا میں اڑتا ہوا ایک لمحے کے لئے دیوار پر رکا اور دوسرے لمحے وہ عقبی سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ اسے عمارت کے اندر ہونے والی ہلچل، دوڑتے ہوئے قدموں اور چیخ و پکار کی آوازیں دیوار پھلانگتے ہوئے سنائی دی تھیں لیکن جس تیز رفتاری سے توصیف باہر آ گیا تھا اسے یقین تھا کہ اتنی جلدی اسے تلاش نہ کیا جا سکے گا۔ عقبی سڑک پر آتے ہی وہ گلیوں سے ہوتا ہوا اس علاقے سے کافی دور پہنچ گیا۔ اور پھر جب وہ ایسی سڑک پر آیا جہاں سے شہر سے باہر جانے والی بسیں گذرتی تھیں تو وہ سڑک کے کنارے رک گیا۔ چند لمحوں بعد باہر سے شہر میں جانے والی بس میں وہ سوار ہو چکا تھا اس نے آخری سٹاپ کا ٹکٹ لیا اور خاموشی سے کونے والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ساتھ والی خالی سیٹ پر مڑا تڑا اخبار پڑا تھا جسے شائد کوئی مسافر پڑھنے کے بعد چھوڑ گیا تھا۔ اس نے اخبار اٹھایا اور اسے اس طرح منہ کے سامنے رکھ کر پڑھنے لگا کہ باہر سے کوئی اسے دیکھ کر پہچان ہی نہ سکتا تھا۔ اب وہ مطمئن تھا۔

عمران نے کار روکی اور پھر بڑے اطمینان سے انگلش دُھن میں سیٹی بجاتا فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ فلیٹ جولیا کا تھا۔ اور عمران نے خود ہی جولیا سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ جولیا تھپڑ کھانے کے بعد اس سے یقیناً شدید ناراض ہو گی۔ اسے بلیک زیرو نے جولیا سے ہونے والی گفتگو بھی سُنادی تھی اور اُسے جولیا کے جذبات سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن عمران ان سب سے زیادہ جولیا کی فطرت سے واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جیسے ہی جولیا کو عمران کی واپسی کا علم ہو گا وہ اس سے سخت ناراض ہو جائے گی اس لئے اس نے جولیا کو منانے کے لئے ایک پلاننگ کی تھی اور اسی لئے وہ یہاں آیا تھا۔

فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر بڑے نفیس انداز میں دستک دی۔

"کون ہے" ——— ؟ اندر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

اگر محترمہ جولیا نافرواٹر پردے سے باہر آجائیں ——— یا مجھ حقیر فقیر پُرتقصیر کو پردے کے اندر آنے کی اجازت دیں تو بندہ کچھ گذارشات پیش کرے" ——— عمران نے بڑے نستعلیق لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سنتے ہی بند دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ دروازے پر جولیا کھڑی تھی اس کے دونوں گالوں پر ابھی تک عمران کی انگلیوں کے ہلکے سے نشانات موجود تھے۔ گو انہیں میک اپ کے ذریعے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن بہرحال غور سے دیکھنے پر وہ نظر آجاتے تھے۔

"تم ——— تم واپس آگئے ہو" ——— جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں ——— ویسے کیا گذارشات مجھے یہیں کھڑے ہو کر ہی پیش کرنی پڑیں گی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آجاؤ" ——— جولیا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں شدید قسم کی سرد مہری اور اجنبیت عود کر آئی تھی۔

عمران خاموشی سے اندر داخل ہوا اور اطمینان سے چلتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کب واپس آئے ہو تم" ——— ؟ جولیا نے دروازہ بند کر کے واپس آتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے ——— میں نے سوچا کہ جا کر اپنی انگلیوں کے نشانات دیکھ آؤں کہیں مٹ تو نہیں گئے" ——— عمران نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں دیکھ لو ــــ ابھی تمہیں نظر آرہے ہوں گے" ــــ جولیا نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں موجود اجنبیت اور گہری ہو گئی تھی۔

"چلو دیکھنا کیا ہے ــــ جب مٹ جائیں گے تو مجھے بتا دینا ــــ میں اور بنا دوں گا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے اس طرح کہا جیسے یہ اس کے نزدیک کوئی بات ہی نہ ہو۔

"تمہیں اس مادام تاؤ نے کیسے واپس آنے دیا" ــــ ؟ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔ اور عمران اس کا لہجہ سنتے ہی مسکرا دیا۔ وہ اس کی ذہنی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جولیا ابھی چند لمحوں بعد یکلخت برسٹ ہو گی۔

"مادام تاؤ ــــ ارے بڑی خوبصورت لڑکی ہے ــــ اور ہے بھی سائنسدان ــــ وہ تو مجھے آنے ہی نہ دے رہی تھی لیکن ــــ" عمران نے جان بوجھ کر کہنا شروع کیا لیکن فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی جولیا پھٹ پڑی۔

"تم ــــ تم جانور ــــ کمینے ــــ بدمعاش ــــ نکل جاؤ ابھی۔ اسی لمحے ــــ میرے فلیٹ سے دفع ہو جاؤ ــــ دور ہو جاؤ میری نظروں سے ــــ اور سنو! ــــ میں نے سوئٹزر لینڈ واپس جانے کا فیصلہ کر لیا ہے ــــ اب میں یہاں نہیں رہوں گی ــــ کبھی بھی کسی بھی حالت میں اب نہیں رہوں گی یہاں ــــ یہ ملک انسانوں کا نہیں ہے ــــ وحشیوں۔ جنگلیوں اور درندوں کا ہے۔ سمجھے"

جولیا نے اس بری طرح چیختے ہوئے کہا کہ اس کی آواز پھٹ گئی۔

"ضرور جاؤ ــــ تمہیں جانا بھی چاہیے ــــ میرے بعد تمہارا ہمدرد آخر کون رہ جائے گا ــــ لیکن کیا تم مجھے دفنانے تک رک نہیں سکتی ــــ کم ازکم میری قبر پر دو پھول ہی چڑھا دینا" ــــ عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ــــ اب میں تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گی ــــ میں نے یہاں اپنی زندگی برباد کر دی ــــ میں نے یہاں کے لوگوں کو اپنا سمجھا ــــ لیکن مجھے یہی صلہ ملا کہ تم نے اس کُتیا کی خاطر مجھے تھپڑ مارے میری بے عزتی کی ــــ میری توہین کی ــــ یہ ٹھیک ہے کہ غلطی میری تھی۔ مجھے تمہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا ــــ لیکن تم جانتے ہو کہ میں برداشت نہ کر سکتی تھی۔ لیکن تم نے ــــ تم نے مجھے تھپڑ مارے۔ اس کُتیا کے سامنے ــــ کاش میں یہاں نہ آئی ہوتی" ــــ جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ دونوں ہاتھ منہ پہ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ اس طرح رو رہی تھی جیسے چھوٹی سی بچی اپنے عزیزوں سے اچانک بچھڑ جانے کی وجہ سے روتی ہے۔

عمران ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے خاموش بیٹھا رہا۔ وہ اسی لئے یہاں آیا تھا تاکہ جولیا کے دل میں موجود غصہ نکل جائے اور اس کا مقصد پورا ہو رہا تھا۔

"تم ابھی بیٹھے ہو ــــ نکلو یہاں سے ــــ اور آئندہ کبھی مجھے اپنی شکل نہ دکھانا ــــ آئی سے گٹ آؤٹ" ــــ جولیا نے روتے روتے یکلخت چہرے سے ہاتھ ہٹائے اور چیخنا شروع کر دیا۔

"بہتر —— میں چلا جاتا ہوں —— آئی ایم سوری مس جولیانا فٹزواٹر۔ ویری سوری —— اب اگر میں لاکھ بار کہوں کہ اس وقت میں اپنے ہوش میں نہ تھا۔ لیکن ظاہر ہے تم نے یقین نہیں کرنا —— اس لئے کچھ کہنا ہی فضول ہے —— ویسے اگر تم نے واقعی پاکیشیا سے واپس جانے کا فیصلہ کیا ہے تو میری یہ آخری خواہش سمجھ کر ہی اتنا ضرور کرنا کہ میری قبر پر دو پھول رکھ دینا —— ہمیشہ کے لئے خدا حافظ" —— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"رُک جاؤ" —— اچانک جولیا نے نہ صرف چیخ کر کہا بلکہ وہ دوڑتی ہوئی دروازے کے سامنے آگئی۔

"رُکنے کا فائدہ مس جولیانا فٹزواٹر" —— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو —— ادھر آکر بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ یہ تم بار بار قبر کی بات کیوں کر رہے ہو" —— جولیا نے یکلخت عمران کا بازو پکڑ کر اُسے واپس کرسی کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس طرح چلتا ہوا کرسی کی طرف گیا جیسے بصد مجبوری ایسا کر رہا ہو۔

"مس جولیانا فٹزواٹر —— آپ سیکرٹ سروس کی نمبر ٹو باس ہیں۔ پاکیشیا کے انتہائی اعلیٰ ترین ادارے کی نمبر ٹو باس —— جب کہ میں ایک عام سا آدمی ہوں —— نہ میرا کوئی سٹیٹس ہے اور نہ ہی میری کوئی اوقات —— اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر اس ادارے کی خاطر کچھ کام کرتا ہوں تو گذر اوقات کیلئے رقم مل جاتی ہے —— ان حالات میں مجھ جیسے عام سے آدمی سے گستاخی ہو جائے کہ وہ

ملک کے اعلیٰ ترین ادارے کے نمبر ٹو باس کو تھپڑ مار بیٹھے —— حالانکہ میں ہوش و حواس میں تو کبھی ایسی جرأت کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اور ادارے کے چیف باس کو بھی اس بات کا اچھی طرح علم ہو گیا ہے کہ جب مجھ سے گستاخی ہوئی اس وقت میں اپنے ہوش میں نہ تھا —— لیکن پھر بھی گستاخی ناقابلِ معافی ہے۔ کیونکہ بہرحال میں چھوٹا آدمی ہوں اور چھوٹے آدمی کو یہ اجازت نہیں دی جاتی کہ وہ کسی بڑے عہدیدار کو تھپڑ مارے بیشک وہ ہوش میں نہ ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا —— چنانچہ پاکیشیا کے اعلیٰ ترین ادارے سیکرٹ سروس کے چیف باس جناب ایکسٹو صاحب نے میری اس گستاخی کو ناقابلِ معافی قرار دیتے ہوئے مجھے موت کی سزا سُنا دی ہے —— اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ میں دو روز کے اندر اندر خودکشی کر لوں تاکہ سرکاری گولی مجھ جیسے حقیر آدمی پر ضائع نہ ہو —— اور اگر میں نے دو روز کے اندر اندر خودکشی نہ کی تو پھر دو روز بعد مجھے کسی بھی وقت گولی کا نشانہ بنا دیا جائے گا —— یہ حکم قطعی اور آخری ہے —— اور آپ جانتی ہیں کہ بڑے عہدیداروں کے احکامات قطعی اور آخری ہوتے ہیں —— چنانچہ میں ایک آس لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ شاید آپ مجھ جیسے چھوٹے آدمی کی اس گستاخی کو معاف کرتے ہوئے اپنے چیف باس سے سفارش کریں تو ہو سکتا ہے کہ مجھ جیسے چھوٹے آدمی کی جان بچ جائے —— لیکن آپ نے بھی حکم دیا ہے کہ میں آئندہ کبھی آپ کو شکل نہ دکھاؤں —— ٹھیک ہے —— اپنی اپنی قسمت کی بات ہے —— اب یہ میرے اپنے بس میں تو نہیں ہے کہ میں چھوٹے سے بڑا آدمی بن جاؤں" ——

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس نے اپنا چہرہ جھکا رکھا تھا ا
اس کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات اس قدر گہرے تھے کہ جیسے و
موت سے پہلے ہی اپنے آپ کو زندگی سے محروم سمجھ بیٹھا ہو۔ جولیا اس
دوران خاموش بیٹھی ہونٹ کاٹتی رہی۔

"تم —— تم بکواس کر رہے ہو —— مجھے چکر دے رہے ہو ——
تمہیں کون گولی مار سکتا ہے —— کس کی جرأت ہے کہ وہ تمہیں گولی مار
سکے —— ابھی کسی ماں نے ایسا بیٹا پیدا نہیں کیا جو عمران کو گولی مار سکے
مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں دیکھتے ہی جذباتی ہو گئی —— میں نے خود
بھی محسوس کر لیا تھا کہ تم اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھے۔ لیکن پھر بھی
جذباتی ہونا میری حماقت تھی" —— جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے مس جولیا نافٹرواٹر —— لیکن واقعی میری گستاخ
ناقابلِ معافی ہے —— سزا تو بہرحال مجھے ملنی ہی ہے —— لبر
میں تو یہ گذارش کر سکتا ہوں کہ اگر آپ میری قبر پر دو پھول رکھ دیں گی
تو ایک بڑے عہدیدار کی طرف سے ایک چھوٹے آدمی کی قدر افزائی
ہو جائے گی —— چلو زندگی میں نہ سہی، موت کے بعد ہی سہی ——
مجھے اجازت دیجئے —— میرے پاس چند گھنٹے ہیں اور میں چاہتا ہوں
کہ یہ چند گھنٹے اپنی والدہ کے قدموں میں گذار دوں —— کیونکہ مجھے
آج احساس ہوا ہے کہ میں اپنی بوڑھی والدہ کی وہ خدمت نہ کر سکا جو مجھے
کرنی چاہیئے تھی —— میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ میں وطن کے
اعلیٰ ترین ادارے کی خدمت کر رہا ہوں۔ اور اس طرح وطن کی خدمت
دراصل ماں کی ہی خدمت ہے —— لیکن اب مجھے آئینہ دکھا دیا گیا

ہے کہ تم چند ٹکوں کی خاطر کام کرتے رہے ہو —— کسی پر احسان نہیں
رتے رہے —— اور بات بھی درست ہے —— اچھا اب مجھے
جازت —— آپ کا وقت قیمتی ہے اور مجھ جیسے حقیر آدمی کو یہ حق نہیں
ہے کہ وہ آپ کا قیمتی وقت ضائع کرے —— ہمیشہ کے لئے خدا حافظ۔
یری گذارش پر ہو سکے تو عمل کر دیجئے —— میری روح کو سکون مل جائے
ا" —— عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ اور دل گرفتہ لہجے میں
ہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں کہتی ہوں بیٹھ جاؤ —— کیا تم ابھی تک پوری طرح ہوش میں
ہیں آئے —— میں اس مادام تاؤ کی بوٹیاں نوچ ڈالوں گی جس نے
ہمارے ذہن کا یہ حال کر دیا ہے" —— جولیا نے پھٹ پڑنے
الے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— آپ کا یہی جواب ہونا چاہیئے تھا —— چھوٹا
دمی اس قسم کی گذارش کرے تو اسے یہی جواب ملنا چاہیئے کہ وہ ہوش
یں نہیں ہے —— بہرحال آپ کی مرضی —— میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔
مران نے کہا اور دوبارہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"میں کہہ رہی ہوں بیٹھ جاؤ —— ورنہ اپنے ہاتھوں سے تمہیں
ولی مار کر خود بھی خودکشی کر لوں گی —— بیٹھ جاؤ —— میں ایکسٹو سے
ات کرتی ہوں —— میں ابھی اس کے دماغ کے کیڑے نکالتی ہوں ——
س نے اپنے آپ کو سمجھ کیا رکھا ہے —— وہ کوئی خدا ہے کہ دوسروں
ی موت زندگی کا فیصلہ کرتا رہے" —— جولیا نے بری طرح پیر پٹختے
ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں سے

شعلے نکلنے لگے تھے۔ اسے اپنا سارا غصہ بھول گیا تھا اور اب اُسے ایکسٹو پر غصہ آ رہا تھا۔

"جی آپ کا حکم ہے تو بیٹھ جاتا ہوں" ـــــ عمران نے مُنہ سے لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کا چہرہ بدستور بجھا ہوا تھا۔

جولیا چند لمحے تک عمران کو بغور دیکھتی رہی۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ مسلسل دانت پیس رہی تھی۔

"ایکسٹو" ـــــ چند لمحوں بعد ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز رسیور سے اُبھری

"جولیا بول رہی ہوں ـــــ کیا آپ نے عمران کو سزا دینے کا فیصلہ کیا ہے ـــــ؟" جولیا نے مؤدبانہ لہجے کی بجائے بھرے ہوئے لہجے میں کہا

"ہاں ـــــ کیوں" ـــــ؟ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے سرد لہجے میں جواب دیا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ پوری پلاننگ پہلے ہی بلیک زیرو سے بنا کر یہاں آیا تھا۔

"جب آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ عمران اس وقت ہوش میں نہ تھا تو پھر ایسے حکم کی وجہ" ـــــ جولیا واقعی بُری طرح بپھری ہوئی تھی اور غصے کی شدت اور جذبات میں اس کا مؤدب پن بھی غائب ہو گیا تھا۔

"یہ تم کس لہجے میں بات کر رہی ہو ـــــ کیا تم نہیں جانتی کہ میں کون ہوں" ـــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن باس! ـــــ کیا عمران سیکرٹ سروس کے لئے کام نہیں کرتا۔ ! کیا سیکرٹ سروس کے لئے اس کی کوئی خدمات نہیں ہیں ـــــ کیا عمران

نے بار بار اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سیکرٹ سروس کے لئے کام نہیں کیا ـــــ کیا وہ سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہے ـــــ کیا اس کا کوئی وقار نہیں ـــــ کیا اس کا کوئی سٹیٹس نہیں ہے ـــــ کیا اس کی خدمات کا معاوضہ اُسے یہی دیا جا رہا ہے کہ اُسے اس طرح سزا دی جائے ـــــ کیا آپ اب خدا بن گئے ہیں کہ لوگوں کی موت زندگی کے فیصلے اب آپ کے ہاتھ میں آ گئے ہیں ـــــ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے آپ بے شک عمران کو سزا دے دیں ـــــ اسے موت کے گھاٹ اتار دیں ـــــ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ چاہیں بھی سہی تو ایسا ہونا ممکن نہیں ہے ـــــ اگر اللہ تعالیٰ نے عمران کی موت آپ کے ہاتھوں لکھ دی ہے تو وہ یقیناً مر جائے گا ـــــ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو آپ تو کیا پورا ملک بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ـــــ ابھی اس دنیا میں ایسا کوئی آدمی پیدا نہیں ہوا ـــــ اور نہ ہی آئندہ کئی صدیوں تک پیدا ہو سکتا ہے جو عمران کا بال بھی بیکا کر سکے ـــــ آپ عمران کو ایک معمولی آدمی سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں ـــــ لیکن میں جانتی ہوں کہ عمران کیا ہے ـــــ کسی سے عمران کی قدر پوچھیں ـــــ وہ اس ملک کا وہ سپوت ہے جس پر ملک کا بچہ بچہ قیامت تک ناز کرتا رہے گا ـــــ آپ عمران کو سزا دینے کا حکم دے کر ہی اپنے آپ کو قومی مجرموں کی صف میں شامل کر رہے ہیں ـــــ آپ نے بھی ایک روز مر جانا ہے ـــــ یہ عہدہ ـــــ یہ اختیارات آپ کے پاس ہمیشہ نہیں رہیں گے ـــــ ایک روز یہ آپ سے چھین لئے جائیں گے ـــــ لیکن میں یہ بتا دوں کہ عمران کو سزا کا حکم دے کر آپ نے پاکیشیا کے دس کروڑ عوام کی توہین کی ہے۔ آپ

نے عمران کو سزا سنا کر اس ملک کے دس کروڑ عوام کو سزا سنانے کی
گستاخی کی ہے ـــــ اور یہ گستاخی ناقابلِ معافی ہے ـــــ آپ
قیامت تک اس گستاخی کی سزا بھگتنا پڑے گی ـــــ اور یہ بھی سن لیں
کہ پہلے میں نے واپس سوئٹزرلینڈ جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اب میں
فیصلہ کر لیا ہے کہ میں عمران سے پہلے مر جاؤں گی ـــــ عمران کو تو
آپ نے اڑتالیس گھنٹوں کے بعد گولی مارنے کا حکم دیا ہے ـــــ میں
ابھی اور اسی وقت اپنے آپ کو گولی مار رہی ہوں ـــــ میں ایک لمحہ
بھی اس ملک میں زندہ نہیں رہنا چاہتی ـــــ جہاں عمران جیسے لوگوں
کو جھوٹے وقار کے بھینٹ چڑھانے کے فیصلے کئے جائیں ـــــ جہاں
عمران کی یہ قدر کی جائے ـــــ خدا حافظ ـــــ آپ بیٹھے رہیں سیکرٹ
سروس کے چیف کا عہدہ لئے" ـــــ جولیا اس قدر جذباتی ہوئی کہ
اسے ہوش ہی نہ رہا کہ وہ کیا کہتی جا رہی ہے اور عمران بے اختیار سر پر
ہاتھ پھیرتا رہ گیا۔ ویسے اسے یہ تصور بھی نہ تھا کہ جولیا اس حد تک چلی جائے
گی۔ اور اب وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یہ تو بات بہت زیادہ بگڑ گئی ہے۔
اب اسے کیسے سنبھالا جائے۔

جولیا نے شدید غصے کے عالم میں رسیور زور سے کریڈل پر پٹخا اور بجلی
کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی الماری کی طرف بڑھی جس میں اس کا
ریوالور پڑا ہوا تھا۔ اب عمران کے لئے اتنا وقت نہ رہا تھا کہ وہ جولیا کو پکڑ
سکتا۔ کیونکہ الماری اور اس کے درمیان میں فاصلہ کافی تھا۔ اور وہ بیٹھا
ہوا تھا۔ جولیا تو بجلی بنی ہوئی تھی۔

"جولیا! ـــ تمہیں میری قسم ـــ رک جاؤ" ـــــ اچانک عمران نے

چیخ کر کہا اور جولیا جو ریوالور اٹھا کر کنپٹی سے لگا چکی تھی یکلخت اس طرح
رک گئی جیسے عمران نے اپنی قسم دینے کی بجائے اس کے جسم کو مفلوج کر
دیا ہو۔

"نہیں نہیں ـــ مجھے مت روکو ـــ مت دو اپنی قسمیں" ـــــ
جولیا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ لیکن اس دوران عمران اس کے
قریب پہنچ چکا تھا۔

"دیکھو تمہیں میری جان کی قسم ـــ یہ ریوالور مجھے دے دو" ـــ عمران
نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور جولیا نے یکلخت ریوالور عمران کی طرف
پھینکا اور دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر
رونے لگی۔

عمران نے اطمینان سے ریوالور کیچ کیا اور پھر جلدی سے کچن کی طرف
بڑھ گیا۔ اس نے الیکٹرک کیتلی میں پانی ڈال کر اس کا پلگ لگا دیا۔
اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ جولیا مسلسل رو رہی تھی۔
اس نے گھنٹی بجنے کے باوجود اپنے ہاتھ چہرے سے نہ ہٹائے۔

"جولیا! ـــ ٹیلیفون سن لو ـــ شاید چیف باس کی کال ہو" ـــ عمران
نے کچن سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سنتی ـــ میرا اب کوئی چیف باس نہیں ہے" ـــــ
جولیا نے ہچکیاں لیتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران کچن سے نکل کر ٹیلیفون
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ عمران بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے بڑے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

" ایکسٹو ـــــ جولیا کہاں ہے "ـــــــ ؟ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

" جناب !ـــــ جولیا بہرحال صنف نازک ہے ـــــ جذباتی ہے۔ آپ برائے مہربانی اُسے معاف فرما دیں "ـــــــ عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مجھے حیرت ہے کہ تم نے جولیا کو نجانے کیا پٹی پڑھائی ہے کہ وہ ذہنی طور پر ماؤف ہو گئی ہے ـــــــ تم نے اس کے جذباتی پن سے فائدہ اٹھایا ہے ـــــــ ورنہ جولیا کبھی اس طرح کی باتیں نہ کرتی ـــ بہرحال فون جولیا کو دو "ـــــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ نرم تھا ۔ اور عمران دل ہی دل میں بے اختیار ہنس پڑا۔

" جولیا !ـــــ چیف باس کی بات سنو "ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے چہرے پر ایسے تاثرات پیدا کر لئے تھے جیسے اُسے اُمید لگ گئی ہو کہ اب ایکسٹو اس کی سزا معاف کر دے گا ۔ اور جولیا نے عمران کے چہرے کے بدلتے ہوئے تاثرات نوٹ کر لئے تھے اس لئے وہ اٹھی اور اس نے قریب آ کر رسیور لے لیا۔ عمران مسکراتا ہوا واپس کچن میں چلا گیا۔

" یس ـــــ جولیا بول رہی ہوں "ـــــــ جولیا نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" جولیا !ـــــ تم نے جس لہجے اور جس انداز میں جس طرح کی باتیں مجھ سے کی ہیں ۔ اس کا نتیجہ تو یہی ہونا چاہئے تھا کہ تمہیں بھی اس کی انتہائی

بھیانک سزا دی جاتی ۔ کیونکہ میں افراد سے زیادہ سٹیٹس اور ڈسپلن کو اہمیت دیتا ہوں ـــــ لیکن تم میرے ادارے کی ایک قابل قدر رکن ہو ـــــ تم نے سیکرٹ سروس کے لئے بہترین خدمات سرانجام دی ہیں ـــــ لیکن میرا فیصلہ اب بھی یہی ہے کہ عمران کو تم سے معافی مانگنی ہو گی ۔ یہ سزا تبدیل نہیں ہو سکتی ـــــ اور جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم نے بہرحال ڈسپلن کی خلاف ورزی کی ہے ـــــ تمہارے لئے میں نے سزا تجویز کر دی ہے لیکن اس سزا کا اعلان اس وقت کیا جائے گا جب عمران تم سے معافی مانگ لے گا "ـــــــ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

" ج ـــ ج ـــ جناب !ـــ آپ کی مہربانی ہے ـــ آپ بیشک مجھے جو چاہے سزا دے لیں ۔ مجھے بغیر سنے منظور ہے ۔ لیکن پلیز ـــــ عمران کو معاف کر دیں ـــــ اس نے مجھ سے معافی مانگ لی ہے ـــ سر !ـــ آپ واقعی انتہائی اعلیٰ ظرف ہیں "ـــــ جولیا نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اگر اس نے تم سے معافی مانگ لی ہے تو ٹھیک ہے ـــــ لیکن اُسے سمجھا دینا کہ آئندہ اس کی طرف سے ایسی حرکت ہوئی تو پھر اُسے کسی صورت بھی معافی نہیں ملے گی ـــــ اور چونکہ تم نے عمران کی وجہ سے جذباتی ہو کر مجھ سے ایسے لہجے میں بات کی ہے اس لئے تمہاری سزا یہی ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے تمام ممبروں کے سامنے عمران کے چہرے پر ایک زور دار تھپڑ لگاؤ "ـــــــ ایکسٹو نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" سس ـــ سر ـــ سب ممبروں کے سامنے والی شرط نہ رکھیں اس طرح عمران کی توہین ہو گی سر ـــــ اور میں مر تو سکتی ہوں سر ۔ لیکن

عمران کی توہین برداشت نہیں کر سکتی ـــــ سر! ـــ میں ابھی یہیں فلیٹ میں اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیتی ہوں سر" ـــــ جولیا نے بڑی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ایسی صورت میں رسیور علیحدہ رکھ دو تاکہ تھپڑ کی آواز میں بھی سن سکوں" ـــــ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"ج ـــ ج ـــ جی شکریہ" ـــــ جولیا نے جلدی سے کہا اور رسیور علیحدہ رکھ وہ تیزی سے دو قدم آگے بڑھی۔ اُسے معلوم تھا کہ عمران کچن میں ہے لیکن وہ کچن کی طرف نہ گئی۔ بلکہ اس نے دو قدم آگے بڑھ کر زور سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا اور ساتھ ہی اس نے عمران کے لہجے میں ہلکی سی چیخ بھی مار دی۔

"یہ سزا تھی ـــ اس لئے خاموش رہو" ـــــ ساتھ ہی جولیا نے چیخ کر کہا اور پھر تیزی سے واپس میز کی طرف بڑھی اور رسیور اٹھا لیا۔

"سر آپ نے آواز سن لی ہوگی ـــــ میں نے پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ مار دیا ہے سر" ـــــ جولیا نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"او کے" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور جولیا نے جلدی سے کریڈل پہلے ہاتھ سے دبایا اور پھر دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے ایک طویل سانس لیا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ اتر گیا ہو۔

"کیا فلیٹ میں مچھروں کی کثرت ہو گئی ہے جو تم نے اس طرح تالیاں بجا بجا کر مچھر مارنے شروع کر دیئے ہیں" ـــــ اسی لمحے کچن سے

عمران نے برآمد ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں چائے کی دو پیالیاں تھیں اور چہرے پر مسکراہٹ۔ اس نے کچن کے دروازے سے جولیا کی ساری اداکاری دیکھ لی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ اپنی طرف سے جولیا نے بڑی اداکاری کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن اب بلیک زیرو اتنا بھی احمق نہ تھا کہ اصل بات نہ سمجھ سکتا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ بلیک زیرو رسیور رکھ کر بیٹھا زور زور سے ہنس رہا ہو گا۔

"عمران ـــ عمران ـــ مبارک ہو ـــ چیف باس نے تمہاری سزا ختم کر دی ہے" ـــــ جولیا نے بے اختیار خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ اسی لئے تالیاں بجا رہی تھی تم ـــ بہر حال شکریہ! مجھے یقین تھا کہ ایکسٹو کے مقابلے میں شرط میں ہی جیتوں گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے چائے کی پیالی جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ـــ تم کس شرط کی بات کر رہے ہو" ـــــ جولیا نے چائے کی پیالی لیتے ہوئے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"باس کا اصرار تھا کہ میں تم سے معافی مانگوں ـــ یہی میری سزا ہے۔ لیکن تم جانتی ہو کہ میں اب اتنا چھوٹا آدمی بھی نہیں ہوں کہ عورتوں سے معافیاں مانگتا پھروں ـــ یہ میری توہین تھی۔ اس لئے میں نے صاف انکار کر دیا ـــ ویسے بھی تم جانتی ہو کہ مجھ میں چنگیزی خون دوڑ رہا ہے اس لئے میں معافی تو مانگ ہی نہیں سکتا ـــ لیکن وہ تمہارا باس اپنی بات پر اڑا رہا تو پتہ ہے میں نے اُسے کیا کہا ـــــ میں نے اُسے کہا کہ آپ مجھ سے اصرار کر رہے ہیں کہ میں جولیا سے معافی مانگوں جب کہ میں چاہوں تو جولیا کو آپ سے لڑا دوں ـــ یہ میرے بائیں ہاتھ کا

کھیل ہے ـــــ وہ تمہارا باس اکڑ گیا ـــــ کہنے لگا یہ ناممکن ہے۔ جولیا مجھ سے لڑنا تو ایک طرف ـــــ وہ مجھ سے اونچے لہجے میں بات ہی نہیں کر سکتی ـــــ بس اس پر شرط لگ گئی اور یہ طے ہوا کہ اگر جولیا ایکسٹو سے نہ لڑی ـــــ تو پھر مجھے جولیا سے معافی مانگنی ہی پڑے گی اور اگر جولیا نے ایسی حرکت کی تو پھر میں بے شک معافی نہ مانگوں ـــــ چنانچہ میں یہاں آیا اور پھر میں نے ثابت کر دیا کہ میں شرط جیت گیا ہوں اور اب مجھے معافی مانگنے کی ضرورت ہی نہیں رہی ـــــ بولو کیسی رہی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم تو سزا کی بات کر رہے تھے ـــــ وہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر خودکشی کرنے کی ـــــ اور خودکشی نہ کی تو گولی مار دینے کی" ـــــ جولیا نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران نے اُسے چکر دیا ہے۔

"ارے اگر میں یہ بات نہ کہتا تو تم کہاں ایکسٹو سے لڑتی تھیں ـــــ اور پھر مجھے تم سے معافی مانگنی ہی پڑتی ـــــ ویسے ایک بات ہے ـــــ مزہ آگیا تمہاری لڑائی دیکھ کر ـــــ اب ایکسٹو بیٹھا شرط ہارنے پر پیچ و تاب کھا رہا ہوگا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں ـــــ تو تم نے میرے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا ہے ـــــ اب مجھے سمجھ آ رہی ہے ـــــ اس وقت تو میں سمجھی ہی نہ تھی۔ اسی لئے باس کہہ رہا تھا کہ میرا فیصلہ اب بھی یہی ہے کہ عمران کو تم سے معافی مانگنا پڑے گی ـــــ وہ کس قدر عظیم انسان ہے کہ وہ میرے احترام کی خاطر تمہیں مجھ سے معافی مانگنے پر

مجبور کر رہا تھا۔ اور تم ـــــ تم کمینے ـــــ بدمعاش ـــــ تم نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں اس قدر عظیم انسان سے لڑوں ـــــ اوہ! ـــــ وہ میرے متعلق کیا سوچے گا ـــــ کاش! ـــــ مجھے پہلے تمہاری شیطنیت کا علم ہو جاتا ـــــ اوہ ـــــ اوہ! ـــــ یہ میں نے کیا کر دیا" ـــــ جولیا نے بری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اب زہر بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اگلے لمحے اُسے کچا چبا جائے گی۔

"ارے کمال ہے ـــــ ابھی تو تم اس کے شرط ہارنے پر خوشی سے تالیاں بجا رہی تھیں ـــــ اور ابھی تمہیں اس پر رحم آنا شروع ہو گیا ہے ـــــ یہ عورتیں بھی عجیب مخلوق ہوتی ہیں ـــــ گھڑی تولہ گھڑی ماشہ والا محاورہ تو اب پرانا ہو گیا ہے ـــــ پرانے زمانے کی عورتیں ایک گھڑی یعنی ایک گھنٹے بعد بدلتی ہوں گی ـــــ اب تو سیکنڈ تولہ سیکنڈ ماشہ کہنا چاہیئے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا وہ ساتھ ساتھ بڑے اطمینان سے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔

"تمہیں زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے ـــــ میں نے اُسے کہہ دیا ہے کہ تم نے مجھ سے معافی مانگ لی ہے ـــــ اور جسے تم تالی بجانا کہہ رہے ہو ـــــ یہ آواز میں نے تمہارے چہرے پر تھپڑ مارنے کی اداکاری کرنے کے لئے نکالی تھی ـــــ اور چیف باس نے بھی اسے سنا ہے" ـــــ اچانک جولیا کو خیال آگیا تو اس کا موڈ یکلخت بدل گیا اور وہ طنزیہ انداز میں ہنسنے لگی۔

" ارے مارے گئے ـــــ اوہ! یہ تم نے کیا کر دیا۔ وہ تو تمہاری ہی بات مانے گا ـــــ وہ تو یہی سمجھے گا کہ میں نے تم سے معافی بھی

مانگی ہے ۔۔۔ اور تم سے تھپڑ بھی کھایا ہے ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ ویری بیڈ۔ اب میں اُسے کیا منہ دکھاؤں گا ۔۔۔ وہ تو تنویر کو بھی بتا دے گا اور تنویر بھی اب مجھ پر ہنسے گا ۔۔۔ ارے تم نے یہ کیا ظلم کر دیا ۔۔۔ اوہ میں نے تو سوچا تھا کہ چلو جولیا سے معافی مانگنے کی بجائے اُسے چائے بنا کر پلائی جائے ۔۔۔ کیونکہ مردوں کے لئے اتنا ہی بہت کہ وہ عورتوں کو چائے بنا کر پلا دیں ۔۔۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم میری عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر یہ کہہ دو گی تو میں کچن میں جاتا ہی نہ" ۔۔۔ عمران نے منہ لبسورتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے سخت شرمندگی ہو رہی ہو۔ اور جولیا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اُسے واقعی اب لطف آنے لگا تھا۔

"ارے واقعی تم نے چائے بنائی ہے ۔۔۔ واہ! یہ تو بڑی مزے دار ہو گی" ۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی چائے کی پیالی اٹھا کر اس کی چسکی لی جیسے کوئی نایاب مشروب پی رہی ہو۔

"جولیا پلیز ۔۔۔ ایک کام کرو ۔۔۔ ایکسٹو کو فون کر کے کہہ دو کہ تم نے جھوٹ بولا ہے ۔۔۔ میں نے تم سے نہ ہی معافی مانگی ہے اور نہ تھپڑ کھایا ہے ۔۔۔ پلیز میری خاطر ۔۔۔ تمہیں میری جان کی قسم" ۔۔۔ عمران نے اُسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"بس بس ۔۔۔ اب اتنی احمق بھی نہیں ہوں میں کہ تمہاری باتوں میں آجاؤں ۔۔۔ اب تو میں سب سے کہوں گی کہ عمران نے مجھ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی ہے ۔۔۔ میرے پیر پکڑے ہیں ۔۔۔ اور پھر مجھ سے تھپڑ بھی کھایا ہے" ۔۔۔ جولیا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو ۔۔۔ میں نے اپنی جان کی قسم دی ہے ۔۔۔ جولیا پلیز" ۔۔۔ عمران نے بے حد منت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ قسمیں وغیرہ جا کر اس مادام تاؤ کو دو ۔۔۔ سمجھے ۔۔۔ خبردار اگر مجھ سے ایسی بات کی ۔۔۔ اور اب جاؤ۔ بس بہت ہو چکا ہے ۔۔۔ ابھی مجھے ایکسٹو سے اپنے رویے کی معافی مانگنی پڑے گی ۔۔۔ مجھے خوامخواہ شرمندہ کروا دیا تم نے ۔۔۔ تم جیسے شیطان آدمی سے تو بات کر کے ہی آدمی پھنس جاتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے بڑے بے نیازے سے لہجے میں کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر اندرونی مسرت کی کپکپاہٹ نمایاں تھی۔

"اچھا تمہاری مرضی ۔۔۔ سچ کہتے ہیں کہ عورت اور طوطے میں صرف رنگ کا ہی فرق ہوتا ہے ۔۔۔ ورنہ آنکھیں پھیرنے میں دونوں برابر ہیں ۔۔۔ جب جی چاہا وفاؤں کے دعوے کر دیئے ۔۔۔ جب چاہا آنکھیں پھیر لیں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اپنی کامیاب پلاننگ پر خود ہی ہنس رہا تھا۔

کرنل فریدی نے کوٹھی پہنچتے ہی لانگ رینج ٹرانسمیٹر الماری سے نکالا اور تیزی سے اس پر اپ لینڈ میں موجود ہنرالیون کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔

"یس ۔ ہنرالیون اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ہنرالیون کی آواز ابھری۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

"ہارڈ سٹون ۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ہنرالیون کا لہجہ اور زیادہ مودبانہ ہو گیا تھا۔

"ہنرالیون! ۔۔۔ حالات بدل گئے ہیں ۔۔۔ اپ لینڈ سیکرٹ سروس اب ہمارے خلاف کام کر رہی ہے ۔۔۔ اپ لینڈ سیکرٹ سروس کے چیف راجندر سنگھ نے لیبارٹری سے بیگم رضا کو اپنی تحویل میں لے کر کہیں چھپا دیا ہے ۔۔۔ میں اور کیپٹن حمید فوری طور پر اپ لینڈ پہنچ رہے

ہیں ۔۔۔ تم اس دوران پورے سیکشن کو حرکت میں لے آؤ۔ اور معلوم کرو کہ بیگم رضا کہاں موجود ہے ۔۔۔ ہم نے بیگم رضا کو اغوا کرنا ہے۔ سمجھے۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر سر ۔۔۔ ویسے میں جلد ہی یہ بات معلوم کر لوں گا ۔۔۔ کیونکہ میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنا ایک آدمی مقامی سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں پہنچا دیا ہوا ہے اور اس نے اطلاع دی ہے کہ ہیڈکوارٹر میں ایک نوجوان کو گرفتار کر کے لایا گیا تھا ہے ۔۔۔ اسے راجندر سنگھ کے کمرے میں پہنچایا گیا ۔۔۔ پھر راجندر سنگھ نے اسے حوالات میں ڈالنے کا حکم دیا لیکن وہ نوجوان اچانک فرار ہو گیا ۔۔۔ اب مقامی سیکرٹ سروس اسے تلاش کر رہی ہے۔ اس کے بعد سے چیف راجندر سنگھ ہیڈکوارٹر سے غائب ہے ۔۔۔ میں نے تو اسے عام سی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا ۔۔۔ لیکن ہو سکتا ہے سر کہ اسی نوجوان کی وجہ سے حالات بدلے ہوں ۔ اوور" ۔۔۔ ہنرالیون نے کہا۔

"وہ نوجوان یقیناً توصیف ہو گا ۔۔۔ بیگم رضا کی بیٹی شہلا کا منگیتر ۔۔۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے ۔۔۔ تم نے اسے بھی تلاش کرنا ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی بیگم رضا کو حاصل کرنے کے لئے کام کرے ۔۔۔ بہرحال فوری طور پر حرکت میں آ جاؤ ۔۔۔ میں خود بھی آ رہا ہوں ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے الماری میں رکھا اور ابھی الماری بند کر کے وہ مڑا ہی رہا تھا کہ کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔

"کہاں جا رہے ہیں آپ ۔۔۔ کیا کسی ہوٹل میں پروگرام بن گیا ہے"۔

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے شاید اندر آتے ہوئے کرنل فریدی کے آخری الفاظ سُن لیے تھے۔

"اوہ! ——— تم آگئے ——— جلدی سے تیار ہو جاؤ ——— ہمیں فوری طور پر اَپر لینڈ پہنچنا ہے ——— حالات اچانک بدل گئے ہیں۔ جلدی کرو۔ باقی تفصیل بعد میں بتاؤں گا" ——— کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ حالات بدل جانے کی وجہ سے اب وہ جانے سے پہلے پوری تیاری کر لینا چاہتا تھا۔ کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا بجائے کہیں جانے کے وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ ظاہر ہے اس نے کیا تیاری کرنی تھی۔ ابھی اُسے وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کیپٹن حمید نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"حمید سپیکنگ" ——— کیپٹن حمید نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس نے یہی سمجھا تھا کہ زیرو سروس میں سے کسی کا فون ہوگا۔

"اوہ! ——— کیا ریٹائر ہو گئے ہو ——— لیکن پھر بھی کیپٹن ریٹائرڈ تو کہہ ہی سکتے ہو ——— تمہاری حکومت کو شاید اب معلوم ہوا ہے۔ لیکن میں تو پہلے سے جانتا تھا کہ تم ریٹائرڈ ہو ——— میرا مطلب ہے عقل سے" ——— دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں احمقوں سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتا ہوں اس لئے سوری" ——— کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا" ——— ڈریسنگ رُوم سے کرنل فریدی نے نکلتے ہوئے پوچھا۔

"اسی احمق عمران کا" ——— کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے انداز میں جواب

دیا۔ اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی اور اس بار کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— فریدی سپیکنگ" ——— کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ارے آپ بھی ریٹائر ہو گئے ——— کمال ہے۔ کیا باجماعت نکال دیا گیا ہے آپ کو ——— پہلے حمید نے بھی کیپٹن حمید کا عہدہ نام کے ساتھ چھوڑ دیا اور اب آپ بھی ——— میں تو حمید کو سمجھا رہا تھا کہ ریٹائر ہونے کے باوجود یہ تو کہہ ہی سکتے ہو کہ کیپٹن ریٹائرڈ ——— لیکن وہ فون ہی بند کر گیا" ——— دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"فون کس لئے کیا ہے" ——— ؟ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ کسی حد تک اُسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران کا فون کس لئے آیا ہے۔

"خون ——— لاحول ولا ——— یہ کیا حمید کی طرح آپ بھی پہلے سے ریٹائرڈ تھے ——— مجھ جیسا مرنجاں مرنج آدمی بھلا خون کر سکتا ہے ——— میں تو خون دے سکتا ہوں کسی مریض کی خدمت میں بوتل بھر کر ——— لیکن آپ تو خون کرنے کی بات کر رہے ہیں" ——— عمران کی زبان چل پڑی۔

"دیکھو عمران! ——— تم نے جو کچھ کہنا ہے جلدی سے کہہ ڈالو۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ——— میں نے ایک انتہائی ضروری کام کے لئے جانا ہے" ——— کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ——— کیا آپ نے جلاب لے رکھا ہے ——— اوہ سوری! ——— مجھے معلوم نہ تھا ——— ٹھیک ہے۔ میں پھر فون کر لوں گا ——— میرے پیسے ہی خرچ ہوں گے ——— لیکن آپ کا کام واقعی بے حد ضروری ہے"

عمران نے جواب دیا۔

"میں رسیور رکھ رہا ہوں" ــــــ کرنل فریدی باوجود کوشش کے مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"کوئی بات نہیں رکھ دیں ــــ ویسے بھی میری ناک بے حد حساس ہے اس لئے اگر آپ ٹیلیفون ساتھ لے جانے کا کہتے ــــ تب بھی میں یہی عرض کرتا کہ ایسا نہ کریں ــــ لیکن وقفہ تو بتا دیں ــــ اب میں بیٹھا انتظار کرتا رہوں اور آپ دوسری بار ــــ میرا مطلب ہے کہ کتنی دیر بعد پھر فون کروں" ــــ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"دیکھو عمران! ــــ ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں لگتا ــــ تم نے اگر کوئی بات کہنی ہے تو کہہ ڈالو ــــ ورنہ ہوسکتا ہے کہ دو چار روز تک پھر ملاقات نہ ہوسکے" ــــ کرنل فریدی نے سنجیدہ ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"دو چار روز ــــ کمال ہے ــــ حیرت ہے" ــــ دوسری طرف سے عمران نے الفاظ کو لمبا کھینچتے ہوئے کہا اور اس بار کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم سے بات کرنا واقعی بے حد مشکل مسئلہ ہے ــــ تم جو کچھ سمجھ رہے ہو۔ وہ بات نہیں ــــ میں شہر سے باہر جا رہا ہوں" ــــ کرنل فریدی نے جان بوجھ کر ملک سے باہر جانے کی بجائے شہر سے باہر جانے کے الفاظ کہے تھے۔

"شہر سے باہر ــــ کمال ہے ــــ اب ساگا لینڈ اتنا بھی پسماندہ نہیں ہے کہ ضروری مسئلے کے لئے شہر سے باہر جانا پڑے ــــ اتنی بڑی اور

...ید کوٹھی ہے آپ کی ــــ اور آپ کو ضروری کام کے لئے شہر سے باہر ...پڑتا ہے ــــ حیرت ہے" ــــ عمران ظاہر ہے اتنی آسانی سے ...آنے والا کہاں تھا۔

"او۔ کے ــــ اگر تم بات نہیں کرنا چاہتے تو ٹھیک ہے۔ پھر ملاقات ...گی" ــــ کرنل فریدی نے اس بار واقعی جھلاتے ہوئے انداز میں ...اب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ــــ اتنی بھی کیا جلدی ہے ــــ لیبارٹری تو بن ہی ...ی ہے ــــ ری بائٹ بم بھی ایک روز بن ہی جائے گا" ــــ عمران ...ے تیز لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس ...اندازہ درست نکلا تھا۔

"تم کس لیبارٹری اور کس بم کی بات کر رہے ہو" ــــ کرنل ...یدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــــ تو آپ سے بھی یہ مشن چھپایا گیا ہے ــــ مجھے پہلے ...ی یقین تھا۔ کیونکہ اگر یہ مشن آپ کے علم میں ہوتا تو آپ اس طرح ...یر کسی خاص حفاظتی انتظامات کے یہ مشن نہ شروع کرا دیتے۔ بہرحال ...ے اطلاع ملی ہے کہ ساگا لینڈ اور آپ لینڈ نے مل کر آپ لینڈ میں ...ہیں کوئی خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے ــــ اور بظاہر تو یہی ظاہر کیا گیا ...ہے کہ وہاں عام سے دفاعی ہتھیار بنیں گے ــــ لیکن دراصل وہاں ...منصوبہ بندی کی گئی ہے ــــ پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک ...ری بائٹ جراثیموں پر مبنی بم بنانے کی منصوبہ بندی ــــ اور اس مشن کو ...پ لینڈ کی حکومت سے بھی مخفی رکھا گیا ہے ــــ یا پھر ہوسکتا ہے کہ

اَپ لینڈ والے بھی خفیہ طور پر اس میں ملوث ہوں ___ فی الحال تو یہ اطلاع ملی ہے کہ ان کے علم میں یہ مشن نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ سے معلوم کیا جائے کہ کیا چکر ہے ___ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر آپ اپنی حکومت کو سمجھائیں کہ اس طرح کے چکر میں نہ پڑے"۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے بھی سہی ___ تو تم مجھے بتانے کی بجائے اپنے اعلیٰ حکام کے ذریعے اَپ لینڈ کی حکومت سے بات کرو ___ وہ اگر نہ چاہیں تو یہ مشن کامیاب نہیں ہو سکتا ___ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کی بات چھوڑیں ___ ان سے تو بعد میں بات ہو گی۔ آپ اپنا بتائیں" ___ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ مجھے تو اس مشن اور دوسری باتوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے ___ مجھے تو اتنا معلوم ہے کہ وہاں ایک لیبارٹری قائم ہوئی ہے ___ اور ساگا لینڈ کی طرف سے اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات چیک کرنے میں اَپ لینڈ گیا تھا ___ میں اب معلوم کرتا ہوں ___ اگر واقعی کوئی ایسا مشن وغیرہ ہے تو میں حکومت کو یہی مشورہ دوں گا کہ اس مشن کو ختم کر دے" ___ کرنل فریدی نے جان بوجھ کر عمران کو اندھیرے میں رکھنے کے لئے کہا۔

"اور اگر انہوں نے آپ کا مشورہ ماننے سے انکار کر دیا تب"؟
عمران نے پوچھا۔

"تب مجبوری ہو گی ___ بہر حال میں نے تو اپنے ملک کے مفادات

کے لئے ہی کام کرنا ہے ___ لیکن مجھے یقین ہے کہ حکومت میرا مشورہ مان لے گی اور اس مشن کو اگر ہوا تو ختم کر دے گی" ___ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں! ___ میرا بھی یہی خیال تھا ___ اس لئے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ آپ سے بات کروں ___ ذرا اچھا نہیں لگتا آپس میں لڑتے ہوئے ___ اور اب جب کہ آپ دونوں ہی ریٹائر ہو چکے ہیں۔ تو اب ریٹائروں سے کیا لڑائی کی جائے ___ بہر حال آپ اپنی حکومت کو ضرور سمجھائیں ___ اچھا خدا حافظ" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"اب ہمیں میک اَپ میں اَپ لینڈ جانا ہو گا ___ ورنہ وہاں ہماری موجودگی کا عمران کو ضرور علم ہو جائے گا ___ اور اگر اسے علم ہو گیا تو سارا مسئلہ ہی خراب ہو جائے گا ___ فی الحال تو وہ مطمئن رہے گا" ___ کرنل فریدی نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ چکر کیا ہے ___ کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے" ___ کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی نے اسے مختصر لفظوں میں ساری بات بتا دی۔

"اوہ! ___ اسی لئے آپ نے عمران کو تسلی دے دی ہے تاکہ اس دوران بیگم رضا کو تلاش کر کے اس سے وہ فارمولا حاصل کر لیا جائے اور پھر اس کا خاتمہ کر دیا جائے ___ اس کے بعد عمران کو فارمولے کا علم ہی نہ ہو گا اس لئے وہ کچھ کر ہی نہ سکے گا" ___ کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔

"ہاں! ــــ فی الحال میں نے یہی کوشش کی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ ابھی عمران کو حالات بدلنے کی رپورٹ نہیں ملی ہے ــــ ابھی اُسے یہ اطلاع نہیں ملی کہ آپ لینڈ حکومت نے لیبارٹری کے منصوبے کو کینسل کر کے بیگم رضا کو اپنی تحویل میں رکھ لیا ہے ــــ ہو سکتا ہے کہ حکومت آپ لینڈ نے خود ہی اسے خفیہ رکھا ہو ــــ بہرحال ہماری حکومت کو اس کی اطلاع مل گئی ہے اس لئے اس خلا سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ــــ بیگم رضا کے فارمولے کے متعلق اگر واقعی ان کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہے تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں ــــ تم اب جلدی سے میک اپ کر لو ــــ اب ہمیں پاکیشیا کے ایجنٹوں کو ساتھ ہی کور کرنا ہوگا تاکہ وہ ہماری وہاں موجودگی ــــ یا بیگم رضا کے اغوا کے متعلق رپورٹ حاصل نہ کر سکیں" ــــ کرنل فریدی نے کہا اور دوبارہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ اب وہ میک اپ بھی کر لے۔

توصیف بس کے آخری سٹاپ پر اُترا اور پھر تیزی سے سائیڈ روڈ پر بڑھ گیا۔ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہ اس روڈ کو کراس کرتا ہوا وہ پچھلی سڑک پر آیا اور وہاں ایک کمرشل پلازہ میں داخل ہو گیا۔ اس نے پلازہ کی لفٹ میں داخل ہو کر آٹھویں منزل کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ تیزی سے اوپر چڑھنے لگی۔ یہ پلازہ آٹھ منزلوں پر ہی مشتمل تھا اور آخری منزل پر انٹرنیشنل کمپلیکس کے دفاتر تھے۔ آغا یہاں اپنے اصل نام سے بطور مینجنگ ڈائریکٹر کام کرتا تھا۔

آغا کا اصل نام بہرام خان تھا اور آغا اس نے کوڈ نام رکھ ہوا تھا۔ توصیف آٹھویں منزل پر پہنچ کر تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھا جس کے باہر ایک باوردی چپڑاسی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ انٹرنیشنل کمپلیکس کے مینجنگ ڈائریکٹر بہرام خان کا دفتر تھا۔ کمرے کے باہر اس کے نام کی پیتل کے خوبصورت الفاظ میں باوقار سی پلیٹ نصب تھی۔ چپڑاسی چونکہ

توصیف کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے توصیف کو دیکھتے ہی اس نے اٹھ کر سلام کیا اور پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔

"صاحب ہیں" ـــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے چپڑاسی سے پوچھا۔

"جی صاحب اندر ہیں" ـــــ چپڑاسی نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا اور توصیف اندر داخل ہو گیا۔ سامنے استقبالیہ تھا جس میں آغا کی خوبصورت سیکرٹری شیریں گل بیٹھی ایک فائل پر اندراجات میں مصروف تھی۔ شیریں گل آغا والے راز سے بھی واقف تھی اور گو آغا اور شیریں گل کے درمیان صرف باس اور سیکرٹری والا رشتہ تھا لیکن شیریں گل آغا سے اس طرح بے تکلف تھی جیسے وہ اس کی بیوی ہو۔ بعض اوقات دیکھنے والے بھی سمجھتے تھے اور اکثر ان دونوں کے درمیان موجود بے تکلفی کو لوگ غلط معنی بھی پہناتے تھے لیکن توصیف، آغا کے کردار سے اچھی طرح واقف تھا۔ آغا اس معاملے میں انتہائی اصول پسند واقع ہوا تھا۔ اس کا کردار ہر لحاظ سے بے داغ تھا اور شیریں گل بھی ایسی ہی لڑکی تھی۔ وہ بے باک اور منہ پھٹ ضرور تھی لیکن اس کا کردار بھی بے داغ تھا۔ البتہ مذاق کرنے اور ہنسنے ہنسانے میں وہ بعض اوقات ایسی باتیں کر جاتی تھی کہ سننے والوں کو خوامخواہ پسینہ آجاتا تھا۔

"ارے کیا گل کاری ہو رہی ہے" ـــــ توصیف نے اندر داخل ہوتے ہی شیریں گل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ـــ تم کہاں سے اس وقت ٹپک پڑے شوبواتے ـــــ جب بھی خان کے لنچ کا وقت ہوتا ہے تم کہیں نہ کہیں سے ضرور پہنچ جاتے ہو" ـــــ شیریں گل نے چونک کر توصیف کی طرف دیکھا اور

ہنس پڑی۔

"یہ تمہارے خان کو سوائے کھانے پینے کے اور بھی کچھ آتا ہے ـــ جب بھی آؤ کھا پی ہی رہا ہوتا ہے" ـــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خاک کھاتا ہے ـــ جب بھی اس کے لئے کوئی خاص چیز بناتی ہوں تم ٹپک پڑتے ہو لیموں نچوڑ کی طرح" ـــ شیریں گل نے کہا۔

"ارے کوئی مقوی قسم کی چیز بنائی ہے آج ـــ لیکن کیا کرو گی خان کو ایسی چیزیں کھلا کھلا کر" ـــ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا اور جلدی سے آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ بڑی سی میز کے پیچھے آغا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا قد لمبا اور جسم بھرا ہوا تھا۔ کنپٹیوں کے بال سفید تھے۔ چہرہ بھرا ہوا تھا اور آنکھوں پر ہلکے سرخ رنگ کے شیشوں والی انتہائی قیمتی فریم کی عینک تھی۔ وہ خاصا وجیہہ اور شکیل آدمی تھا۔

"آؤ ـ میں تو تمہارا کافی دیر سے انتظار کر رہا تھا ـــ تم اب آئے ہو" ـــ آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا ہے ـــ اطمینان سے اس شاندار دفتر میں بیٹھے شیریں گل کے ہاتھ کی بنی ہوئی لذیذ اور مقوی غذائیں کھاتے رہتے ہیں ـــ ایک ہم ہیں کہ بیچارے مارے مارے پھر رہے ہیں ـــ اب بھی حوالات سے نکل کر آ رہا ہوں" ـــ توصیف نے میز کے سامنے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ـ کیا کہہ رہے ہو ـــ حوالات سے نکل کر" ـــ آغا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"چلو حوالات سے نکل کر نہ سہی ـــ حوالات جاتے ہوئے سہی۔

بہرحال سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر آنا ——— حوالات سے نکلنے سے بھی زیادہ مشکل ہے" ——— توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہو ——— سیدھی بات کرو" ——— آغا نے جھنجھلائے ہوتے لہجے میں کہا۔

"جناب آغا بہرام خان صاحب بفارن چیف سیکرٹ سروس آف پاکیشیا صاحب! ——— کچھ لسٹ کی بھی خبر ہے ——— یا یہاں بیٹھے آپ لنچ ہی فرماتے رہیں گے ——— اور شیریں گل کی شیریں باتوں سے دل بہلاتے رہیں گے ——— عرض ہے کہ بندے کو سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں نے گرفتار کر لیا اور لے گئے ہیڈ کوارٹر ——— جہاں وہ راجندر سنگھ صاحب نے بتایا کہ وہ ہمیں گولی مارنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ بس اعلیٰ حکام کی طرف سے فیصلے کا انتظار ہے ——— پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اور راجندر سنگھ نے ازراہِ کرم ہمارے سامنے فیصلہ سننے کی بجائے ہمیں حوالات لے جانے کا حکم دیا ——— اور ساتھ کہہ دیا کہ اگر ہم فرار ہونے کی کوشش کریں تو بے شک ہمیں گولی مار دی جائے ——— چنانچہ ہم چل پڑے حوالات کی طرف ——— لیکن پھر ہمیں خیال آ گیا کہ مسٹر توصیف جبار صاحب! ——— یہ راجندر سنگھ صاحب کون ہوتے ہیں ہمیں حوالات بھیجنے والے ——— ؟ چنانچہ ہم نے ایک سیکرٹ ایجنٹ کو مارا مکہ ——— وہ بیچارا چیخ کر گرا ——— اور ہم بھاگے اور ایک کمرے میں داخل ہو گئے ——— اس کمرے سے ہوتے ہوئے ہم ملحقہ باتھ روم میں پہنچے ——— اب یہاں راجندر سنگھ کا ذوق نفیس ہمارے کام آ گیا ——— انہوں نے باتھ روم میں فرنچ ٹائپ کھڑکیاں بنائی ہوئی ہیں اس لئے ہم آسانی سے باہر آ گئے ——— آگے ایک

خوبصورت پائیں باغ تھا۔ پھول کھلے ہوئے تھے ——— جی تو بڑا چاہا کہ اتنے خوبصورت باغ کی ذرا کچھ دیر سیر کر لی جائے۔ لیکن پھر ہم نے سوچا کہ زیادہ خوشبو سے سر میں درد ہو جائے گا ——— اس لئے ہم نے ہائی جمپ کا مظاہرہ کیا اور اونچی دیوار پھلانگتے ہوئے باہر آ گئے ——— اور پھر بس کا سفر کرتے اور چھپتے چھپاتے یہاں پہنچ گئے اور آپ یہاں اطمینان سے بیٹھے فرما رہے ہیں کہ کیا پہیلیاں بجھوا رہے ہیں" ——— توصیف نے اس طرح بات کی جیسے کسی رومانی ناول کا کوئی باب پڑھ کر سنا رہا ہو۔

"ایک تو یہ مصیبت ہے کہ تم بکواس زیادہ کرتے ہو اور کام کی بات کم ——— اب تمہاری اس ساری بکواس سے مجھے صرف یہی پتہ چلا ہے کہ تمہیں راجندر نے گرفتار کیا اور تم وہاں سے فرار ہو کر آ گئے ——— لیکن کیوں گرفتار کیا ——— کہاں سے گرفتار کیا ——— کس انداز میں کیا" ——— ؟ آغا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو سمجھا تھا کہ آپ کی ذہانت کا پیمانہ شیریں گل کی مقوی غذائیں کھا کھا کر کچھ بھر گیا ہو گا ——— لیکن لگتا ہے کہ یہ پیمانہ پہلے سے بھی زیادہ خالی ہوتا جا رہا ہے ——— بہرحال تفصیل بتاتا ہوں ——— ہوا یہ کہ میں نے اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع رامش کے قتل کے بعد آپ کو پبلک بوتھ سے فون کر کے ساری رپورٹ دی ——— جیسے ہی میں رپورٹ دے کر بوتھ سے باہر آیا، راجندر سنگھ کے ایجنٹ مجھے لے اڑے اور سیدھے لے آئے ہیڈ کوارٹر ——— وہاں آ کر معلوم ہوا کہ راجندر سنگھ نے پورے دارالحکومت کے پبلک فون بوتھوں سے ہونے والی کالوں کی چیکنگ کے لئے باقاعدہ انتظامات کر رکھے ہوئے ہیں ——— چنانچہ آپ کی اور میری گفتگو کا

ٹیپ اس تک پہنچ گیا ——— اس طرح اسسٹنٹ سیکرٹری رامش کا
قاتل بھی پکڑ لیا گیا اور ساتھ ہی سارا منصوبہ بھی، جو میں نے رامش سے
حاصل کیا تھا اس تک پہنچ گیا ——— اس نے اس منصوبے کے
بارے میں اعلیٰ حکام سے بات کی ہوئی تھی اور اعلیٰ حکام اس بارے میں
غور فرما رہے تھے" ——— توصیف نے کہا۔ اور آغا بُری طرح چونک پڑا
"اوہ ویری بیڈ ——— اس کا مطلب ہے کہ ہم ان کی نظروں میں
آ گئے" ——— آغا نے کہا اور پھر اس نے جلدی سے میز پر پڑا ٹیلیفون
اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"یس ——— جعفر بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے ایک آواز
سنائی دی۔

"آغا بول رہا ہوں جعفر ——— لیبارٹری کے متعلق کوئی تازہ ترین
رپورٹ پہنچی ہے تمہارے پاس" ——— آغا نے پوچھا۔

"نو باس! ——— ابھی تک تو نہیں پہنچی سر" ——— دوسری طرف
سے جواب دیا گیا۔

"او۔ کے ——— اگر کوئی رپورٹ پہنچے تو مجھے فوراً اطلاع دینا" ——— آغا
نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"یہ جعفر کون ذات شریف ہیں" ——— ؟ توصیف نے حیرت بھرے
لہجے میں پوچھا۔

"یہ میرا خاص آدمی ہے ——— سرکاری عہدیدار ہے ——— اس کا
اصل نام تو اور ہے لیکن کوڈ نام جعفر ہے" ——— آغا نے جواب دیا۔

"یہ کوڈ نام رکھنا تو کوئی آپ سے سیکھے ——— بہرحال اب کیا پروگرام ہے"
توصیف نے کہا۔

"میں نے تو چیف باس کو تمہاری رپورٹ پر مبنی اطلاع دے دی تھی۔
لیکن اب تمہارے بیان کے بعد تو ساری صورت حال ہی بدل گئی ہے۔
اب میں اپ لینڈ کے اعلیٰ حکام کا اس نئی صورت حال میں اقدامات کا
جائزہ لینے کے بعد ہی رپورٹ دے سکوں گا" ——— آغا نے کہا۔

"کمال ہے ——— یہ سب چیف ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں" ———
توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی طرح کے ——— کیا مطلب" ——— ؟ آغا نے چونک کر پوچھا۔

"راجندر بھی سیکرٹ سروس کا چیف ہے ——— وہ بھی یہی کہہ رہا تھا
کہ اعلیٰ حکام کا فیصلہ سننے کے بعد اقدامات کروں گا ——— اور آپ بھی
یہی جواب دے رہے ہیں" ——— توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا اور
آغا بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہارے ذہن میں ابھی پختگی نہیں آئی ——— شہلا سیمنٹ لگے گا تو
پختگی آئے گی" ——— آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شہلا سیمنٹ ——— یہ کوئی نئی قسم ہے سیمنٹ کی" ——— توصیف
نے جان بوجھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— یہ اللہ میاں نے خاص طور پر تمہارے ذہن کو پختہ کرنے
کے لئے تیار کیا ہے" ——— آغا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کے لئے کونسے سیمنٹ کا انتخاب کیا گیا ہے" ——— توصیف
نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے سیمنٹ لگ کر پرانا بھی ہو گیا" ---- آغا نے اپنی بیوی کی وفات کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا ! ---- اب شیریں گل ریگ مال لگ رہا ہے کھردرا پن دور کرنے کے لئے" ---- توصیف نے کہا اور اس بار آغا قہقہہ مارے بغیر نہ رہ سکا۔

توصیف اپنی بات کا لطف لے کر خود بھی ہنس رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آغا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ---- آغا سپیکنگ" ---- آغا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جعفر بول رہا ہوں ---- انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ملی ہے باس"۔ دوسری طرف سے جعفر کی پُرجوش آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے" ---- ؟ آغا نے پوچھا۔

"باس ! ---- ایک نوجوان نے صحافی کے رُوپ میں اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع رامش کو ان کی رہائش گاہ پر قتل کر دیا ---- اس نوجوان نے اپنے باس کو ٹیلیفون کیا تو سیکرٹ سروس نے وہ کال کیچ کر لی اور اس نوجوان کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لایا گیا ---- لیکن وہ وہاں سے انتہائی پُراسرار انداز میں غائب ہو گیا ---- اس کی کال سے انتہائی حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع رامش اور سیکرٹری دفاع راجیش نے ساگا لینڈ سے گٹھ جوڑ کر کے اس لیبارٹری میں پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک بم بنانے کی سازش کی تھی جس کا علم اَپ لینڈ کے اعلیٰ حکام کو بھی نہ تھا ---- یہ بم ایک خاتون سائنسدان بیگم رضا کی ریسرچ پر بنایا جانا تھا ---- اس سازش کا انکشاف ہوتے ہی

پ لینڈ کے حکام نے فوری طور پر فیصلے کیے ---- سیکرٹری دفاع راجیش
ز فتار کر لیا گیا ہے اور لیبارٹری کا منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے ---- اس
ے ساتھ ہی سیکرٹ سروس کے چیف راجندر سنگھ نے فوری طور پر لیبارٹری
ں پہنچ کر اس خاتون سائنسدان بیگم رضا کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے
ر بیگم رضا کو کسی خفیہ جگہ پر پہنچا دیا گیا ہے ---- اور باس ! ---- اب
پ لینڈ حکومت نے بیگم رضا کی ریسرچ سے خود فائدہ اٹھانے کا فیصلہ
یا ہے تاکہ ان کی مدد سے ایسے ہتھیار تیار کئے جا سکیں جس سے
پ لینڈ دفاعی طور پر پورے علاقے میں اہم ترین حیثیت حاصل کر لے"۔
وسری طرف سے جعفر نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"وہ نوجوان میرا آدمی تھا جعفر ! ---- اور اسی نے اس سازش کا پتہ
بلایا ہے ---- لیکن بدقسمتی سے اس کی کال جو اس نے مجھے کی تھی کیچ
ر لی گئی ---- اس طرح حکومت اَپ لینڈ کو پتہ لگ گیا ---- بہرحال
ہنے اب یہ معلوم کرنا ہے کہ بیگم رضا کو کہاں رکھا گیا ہے۔ کیونکہ مجھے
یقین ہے کہ ساگا لینڈ خاموش نہ رہے گا اور اب بیگم رضا کو اغوا
کرنے کی کوشش کرے گا ---- اور میرا خیال ہے کہ ہم بیگم رضا
کو پاکیشیا بھجوا دیں تاکہ بیگم رضا کی ریسرچ پاکیشیا کے کام آئے" ---- آغا
نے کہا۔

"تو یہ فیصلہ ہو گیا کہ بیگم رضا کو پاکیشیا بھجوا دیا جائے" ---- ؟ جعفر نے پوچھا۔

"فیصلہ نہیں ---- بلکہ ایک امکانی بات کر رہا ہوں ---- ہو سکتا ہے ایسا کرنا پڑے ---- لہٰذا ہمیں پہلے سے تیار رہنا چاہیئے" ----

آغا نے جواب دیا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے باس! ـــ کہ بیگم رضا کو کہاں رکھا گیا ہے حالانکہ اسے انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا۔ حتیٰ کہ سیکرٹ سروس کے چیف کو بھی علم نہیں ہے" ـــ جعفر نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــ ابھی تو تم کہہ رہے ہو کہ وہ انہیں لیبارٹری سے لے آیا ہے ـــ اور اب کہہ رہے ہو کہ اُسے علم نہیں ہے" ـــ آغا نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ ہوا ایسے ہے کہ راجندر سنگھ نے پہلے لیبارٹری سے بیگم رضا کو اپنی تحویل میں لے لیا ـــ اور پھر احکامات کے مطابق ایک بند کار تک پہنچا دیا ـــ اس کار پر کوئی نمبر پلیٹ نہ تھی اور اس کے شیشے بھی اس قسم کے تھے کہ باہر سے اندر کچھ نظر نہ آتا تھا ـــ یہ کار بیگم رضا کو لے کر پہاڑیوں میں غائب ہو گئی اور تھوڑی دیر بعد کار کو پہاڑیوں کے اندر ہی دھماکے سے اڑا کر تباہ کر دیا گیا ـــ اس کے بعد بیگم رضا کہاں گئیں۔ کسی کو اس کا علم نہ ہے سوائے وزیر اعظم اور صدر مملکت کے یا ان کے خاص دستے کے ـــ لیکن میں جس پوسٹ پر ہوں وہاں مجھے ایک ایسی خفیہ دستاویز تک پہنچنے کا موقع مل گیا جس کے مطابق بیگم رضا کو انتہائی خفیہ طور پر ملٹری انٹیلی جنس کے چند مخصوص افراد کے ذریعے زیرو ہاؤس پہنچا دیا گیا ہے ـــ یہ زیرو ہاؤس چرخی چھاؤنی کے نیچے ایک خفیہ اڈہ ہے جہاں تک کسی کی بھی پہنچ نہیں ہو سکتی" ـــ جعفر نے جواب دیا۔

"اوہ ـــ میں جانتا ہوں زیرو ہاؤس کو ـــ وہ ان اپروچ ایبل جگہ

ہے ـــ بہرحال ٹھیک ہے۔ اگر پاکیشیا والوں نے حکم دیا تو ہم یہاں بھی اپروچ کریں گے ـــ شکریہ" ـــ آغا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بیچاری آنٹی خوامخواہ اس چکر میں ملوث ہو گئی ہیں" ـــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ـــ تمہاری آنٹی کو کچھ نہیں ہوتا ـــ وہ اب اپ لینڈ کے لئے انتہائی اہم ترین شخصیت بن گئی ہیں۔ اس لئے اس کی پہلے سے زیادہ حفاظت بھی کی جائے گی اور عزت بھی" ـــ آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب مجھے کیا کرنا ہے" ـــ توصیف نے پوچھا۔

"فی الحال تم میک اپ میں رہو ـــ میں چیف باس سے بات کر لوں ـــ اگر ہمیں زیرو ہاؤس میں گھسنا پڑا تو پھر ہم دونوں ہی جائیں گے" ـــ آغا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور توصیف نے بھی اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

کرنل فریدی نے کار ایک ہوٹل کے سامنے روکی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اُتر آیا۔ اس وقت وہ میک اَپ میں تھا۔ دوسری طرف سے کیپٹن حمید بھی نیچے اتر آیا۔ وہ بھی میک اَپ میں تھا۔ ابھی انھوں نے کار کے دروازے بند کیئے ہی تھے کہ برآمدے کے ستون کے ساتھ کھڑا ہوا ایک نوجوان تیزی سے آگے بڑھا اور کرنل فریدی کے پاس سے گذرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"روم نمبر نائن سر" — نوجوان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے سر تک نہ ہلایا تھا تاکہ اگر کوئی چیک کر رہا ہو تو اُسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ نوجوان نے پاس سے گذرتے ہوئے کوئی بات کی ہے۔

ہوٹل کے ہال میں داخل ہو کر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ اور چند لمحوں بعد ہی لفٹ نے انہیں پہلی منزل

پر اتار دیا۔ اس منزل کے برآمدے میں خاصے لوگ آجا رہے تھے۔ کرنل فریدی کمرہ نمبر نو کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ کرنل فریدی نے جیب سے ایک چابی نکالی جس کے ساتھ ہوٹل کا مخصوص کارڈ منسلک تھا۔ اس نے چابی سے دروازہ کھولا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کمرے میں وہی رہائش پذیر ہو۔ اور تھا بھی ایسا ہی۔ یہ کمرہ باقاعدہ اس کے نام سے بُک کرایا گیا تھا اور چابی اُسے پہلے ہی پہنچا دی گئی تھی۔ اور یہ سارے انتظامات ایک خاص مقصد کے تحت کیئے گئے تھے۔ خفیہ طور پر دو افراد کو کمرے کے اندر پہنچا کر باہر سے دروازہ لاک کر دیا گیا اور چابی کرنل فریدی کے پاس پہنچ گئی۔ لیکن ہر چیز کو خفیہ رکھنے کے لئے ہوٹل میں پہنچنے تک کرنل فریدی کو خود معلوم نہ تھا کہ اس آدمی کو کس کمرے میں رکھا گیا ہے۔ یہ سارے انتظامات نمبر الیون کے سیکشن نے کیئے تھے۔

کرنل فریدی نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ کرنل فریدی کے اشارے پر کیپٹن حمید نے دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا۔ کمرہ خالی تھا۔ کرنل فریدی باتھ روم کی طرف بڑھا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"لیس" — اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مشن مکمل ہو گیا ہے" — کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کونسا مشن" — ؟ اندر سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"مشن سیریس" — کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"پازیٹو یا نیگیٹو" — ؟ اندر سے پوچھا گیا۔

"دونوں" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا اور اندر سے دو آدمی باہر آگئے۔ وہ دونوں بالکل اسی لباس اور میک اپ میں تھے جس میں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں بڑا سا بریف کیس تھا۔

"آپ آگئے سر" ۔۔۔۔ آگے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ تفصیلات بتاؤ" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"تمام تفصیلات اس بیگ میں موجود ہیں سر ۔۔۔ آپ کو کوئی پریشانی نہ ہوگی ۔۔۔ یونیفارمز بھی ہیں ۔۔۔ لہجہ آپ نے سن ہی لیا ہے" ۔۔۔۔ آنے والے نے جواب دیا۔

"کرنل سرلیش ۔۔۔ اور کیپٹن ہری چند ۔۔۔ یہی نام ہیں ناں" ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ آفیسرز آن سپیشل ڈیوٹی" ۔۔۔۔ آنے والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ اب آپ یہیں رہیں گے ۔۔۔ اس کاغذ پر تفصیلات موجود ہیں ۔۔۔ کسی کو شک نہیں پڑنا چاہیے" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر اس آدمی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے چابی بھی ان کے حوالے کر دی۔

"آپ بے فکر رہیں سر ۔۔۔ بس جس قدر جلد ہو سکے ہمیں آپ فارغ کر دیں گے" ۔۔۔۔ اس نے کہا۔

"ڈونٹ وری کرنل سرلیش! ۔۔۔ مشن مکمل ہوتے ہی میں آپ کو فون

کر دوں گا۔ کوڈ بھی رہیں گے ۔۔۔ اس کے بعد آپ اطمینان سے واپس جا سکیں گے ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ کیپٹن حمید نے آگے بڑھ کر بریف کیس لیا اور وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر آگئے۔ اور چند لمحوں بعد لفٹ انہیں لے کر نیچے پہنچ گئی۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے ہوٹل سے باہر آئے لیکن اس کار کی طرف بڑھنے کی بجائے جس سے وہ اترے تھے وہ پارکنگ میں کھڑی ایک اور کار کی طرف بڑھ گئے۔ سٹیرنگ پر وہی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس نے انہیں کمرہ نمبر بتایا تھا۔ کرنل فریدی دروازہ کھول کر ساتھ بیٹھ گیا جب کہ کیپٹن حمید نے پچھلی سیٹ سنبھالی اور نوجوان نے خاموشی سے کار آگے بڑھا دی۔

ہوٹل سے نکل کر وہ کار کو مختلف سڑکوں پر گھماتا پھراتا رہا۔ تاکہ کرنل فریدی تعاقب چیک کر سکے۔

"کلیئر ہے" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کار ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک فارم ہاؤس نما عمارت میں داخل ہو گئے یہاں ایک فوجی ہیلی کاپٹر موجود تھا جس کے اوپر کپڑا ڈالا گیا تھا۔ کار سے اتر کر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید عمارت کے اندر چلے گئے۔

"جلدی کرو ۔۔۔ لباس بدل کر آؤ ۔۔۔ پھر میں تمہارا میک اپ کر دوں گا"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس کھولا۔ اس کے اندر دو فوجی یونیفارمز تہہ ہوئی موجود تھیں ان یونیفارمز پر سٹار بھی لگے ہوئے تھے۔ وہ کیپٹن والی یونیفارم لے کر اور کمرے میں

گیا تو کرنل فریدی نے دوسری کرنل والی یونیفارم اٹھائی اور ایک اور
کمرے کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس اسی کمرے میں آئے تو دونوں کے
جسموں پر فوجی یونیفارمز تھیں جو ان کے جسم پر بالکل فٹ تھیں۔ کرنل
فریدی نے بیگ میں پڑے ہوئے دو مخصوص شناختی کارڈ اٹھائے اور
پھر ان پر لگے ہوئے فوٹوؤں کو دیکھ کر اس نے کمرے کی ایک الماری
کھول کر اس میں سے میک اپ باکس نکالا اور سب سے پہلے اس
نے کیپٹن حمید کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد کیپٹن حمید شناختی کارڈ پر لگے ہوئے فوٹو کے
مطابق ہو گیا۔ پھر کرنل فریدی نے اپنا میک اپ کیا اور اس کے بعد
اس نے بریف کیس میں موجود دیگر کاغذات اٹھائے اور انہیں تفصیل
سے پڑھنے لگا۔

"ان کو جلا دو اور باہر آجاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے بدلے ہوئے
لہجے میں کیپٹن حمید سے کہا۔

"یس سر" ـــــ کیپٹن حمید نے بھی بدلے ہوئے لہجے میں جواب دیا
اور کاغذات کرنل فریدی کے ہاتھ سے لے لئے۔

"گڈ کیپٹن ہری چند" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور
بیرونی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے یہاں کار تیار رکھنی ہے ـــــ ہمیں یہاں سے فوری نکلنا
ہوگا نمبر تھرٹی" ـــــ کرنل فریدی نے برآمدے میں موجود اس نوجوان
سے مخاطب ہو کر کہا جو انہیں کار میں یہاں لے آیا تھا اس بار کرنل فریدی

اپنی اصل آواز میں بولا تھا۔

"بہتر سر" ـــــ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور کرنل فریدی
تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اوپر سے کپڑا ذرا سا ہٹایا اور اچھل
کر ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن حمید بھی آ گیا اور وہ
سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی نوجوان نے آگے بڑھ کر جلدی
سے ہیلی کاپٹر پر پڑا ہوا کپڑا کھینچ لیا اور کرنل فریدی نے ہیلی کاپٹر کا انجن
سٹارٹ کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی ان کا تیز رفتار اور خاصا جدید ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا فضا
کی بلندیوں پر پہنچ گیا۔ کرنل فریدی نے ایک لمحے کے لئے ہاتھ میں بندھی
ہوئی گھڑی کو دیکھا اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ کرنل سرلیش کالنگ۔ اوور" ـــــ کرنل فریدی نے
بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس ـــ آر۔ سی۔ ڈی اٹنڈنگ ـــــ کرنل سرلیش! گذشتہ دو گھنٹوں
سے آپ غائب تھے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے سخت لہجے میں
پوچھا گیا۔

"یس ـــ ہم ایک خصوصی مشن پر تھے ـــ آپ کو کوڈ اطلاع دے دی
گئی تھی۔ اوور" ـــــ کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مشن کوڈ۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے اس بار نرم لہجے میں کہا گیا۔

"الیون ایسٹ ـــ تھرٹی ویسٹ رینج زیرو۔ اوور" ـــــ کرنل
فریدی نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوکے! ـــ اب آپ آجائیں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے

چند لمحوں بعد کہا گیا اور کرنل فریدی نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہی مشکل مرحلہ تھا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس میں کیا مشکل تھی ۔۔۔ کوڈ ہی بتانا تھا اور وہ بتا دیا گیا" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"صرف اتنی سی بات ہوتی تو مجھے اتنا بکھیڑا کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔ ان لوگوں نے انتہائی جدید انتظامات کئے ہیں ۔۔۔ اس ہیلی کاپٹر میں چیکنگ کمپیوٹر نصب ہے ۔۔۔ جیسے ہی میں نے مخصوص کوڈ دوہرایا، وہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود کمپیوٹر نے اس کمپیوٹر کو چیک کیا ۔۔۔ اس کمپیوٹر نے ہماری آواز کے ساتھ ساتھ ہمارے میک اپ وغیرہ بھی چیک کئے اور اس کے بعد او۔ کے رپورٹ دی ۔۔۔ اور پھر ہمیں آنے کی اجازت دی گئی" ۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ لیکن یہاں تو کوئی چیکنگ لائٹ وغیرہ نہیں چلی" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ الٹرا ریڈ شعاعوں کا کھیل ہے جو نظر نہیں آتیں ۔۔۔ اب آگے میدان صاف ہے" ۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے یہ سب کچھ ٹریس کیسے کر لیا ۔۔۔ یہ کرنل سرتیش اور کیپٹن ہری چند" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"ساگا لینڈ کے ہاتھ یہاں بہت لمبے ہیں ۔۔۔ یہاں کے وزیر اعظم کا خاص آدمی ساگا لینڈ کا ایجنٹ ہے ۔۔۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ بیگم رضا کو چرخی چھاؤنی کے نیچے بنے ہوئے مخصوص اڈے زیرو ہاؤس میں رکھا

گیا ہے اور اس زیرو ہاؤس کا انتظام یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس کے مخصوص افراد کے پاس ہے ۔۔۔ چنانچہ ہم نے ملٹری انٹیلی جنس کے ان مخصوص افراد کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ کرنل سرتیش اور کیپٹن ہری چند اس زیرو ہاؤس کے انچارج ہیں ۔۔۔ چنانچہ فوری طور پر ان دونوں کو اغوا کر لیا گیا۔ لیکن یہ لوگ کسی صورت بھی خریدے نہ جا سکے تو ان کا خاتمہ کر کے ان کی جگہ اپنے آدمیوں نے لے لی ۔۔۔ ہمارے آدمی چار پانچ گھنٹوں تک کام کرتے رہے اور انہوں نے ساری تفصیلات معلوم کر لیں ۔۔۔ اس دوران ان کے ذمے یہ مشن لگایا گیا۔ اس مشن کے دوران انہوں نے دو گھنٹوں کے لئے کمپیوٹر سے آف رہنا تھا اور یہ مشن تھا بیگم رضا کی خفیہ تلاشی کا ۔۔۔ تاکہ وہاں اگر بیگم رضا کے کاغذات ہوں تو انہیں تلاش کیا جا سکے۔ کیونکہ بیگم رضا نے اپ لینڈ کے اعلیٰ حکام کے سامنے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ اس نے ری بائٹ بم کے فارمولے پر ریسرچ کی ہے ۔۔۔ اس مشن کی اطلاع ملتے ہی میں نے بیگم رضا کی حویلی کی خود تلاشی لی۔ لیکن وہاں ایسا کوئی کاغذ نہ ملا۔ اور ان دو گھنٹوں کو تبدیلی کے لئے استعمال کیا گیا ۔۔۔ ہمارے آدمیوں کو ایک مخصوص میک اپ میں ہوٹل کے کمرے میں پہنچا دیا گیا اور پھر ہم بھی اس مخصوص میک اپ میں وہاں پہنچ گئے ۔۔۔ پھر وہاں سے ساری تفصیلات اور ان کے مخصوص کاغذات لے کر ہم یہاں آئے اور اب ہم اپنے آدمیوں کی جگہ کرنل سرتیش اور کیپٹن ہری چند کے طور پر زیرو ہاؤس جا رہے ہیں" ۔۔۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے ساری بات

اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

"لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ ہمارے آدمی خود ہی یہ مسئلہ حل کر لیتے ہمیں ان کی جگہ لینے کی کیا ضرورت تھی" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں ——— میں یہ رسک نہیں لے سکتا ——— بیگم رضا پر تشدد بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ دل کی مریضہ ہے اور فارمولے کی موجودگی وہ تسلیم ہی نہیں کرتی ——— اور اگر بغیر فارمولا حاصل کئے وہ مرگئی تو سارا کام ہی ختم ہو جائے گا

اور اگر فارمولا حاصل نہ ہوا تو بیگم رضا سے زبردستی ری ہاٹ بم پر ریسرچ نہیں کرائی جا سکتی ——— اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں خود جا کر اس سے بات کروں گا" ——— کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا شروع کر دی۔ نیچے فوجی چھاؤنی کے آثار نظر آ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ایک چھوٹے سے ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں باہر آ گئے۔

"سر ——— اسی لمحے ایک فوجی کیپٹن نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو سیلوٹ مارا۔

"کیپٹن بشارت! ——— مادام کیسی ہیں" ——— ؟ کرنل فریدی نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا۔ کرنل فریدی نے کاغذات میں کیپٹن بشارت کے متعلق تفصیلات بھی اچھی طرح پڑھ لی تھیں اور اس میں اس کا حلیہ وغیرہ بھی موجود تھا۔

کیپٹن بشارت زیرو ہاؤس کا آفیسر انچارج تھا اور اس کے ذمہ

دام کی دیکھ بھال تھی۔

"وہ ٹھیک ہیں سر ——— ابھی تھوڑی دیر پہلے صدر مملکت نے ن سے فون پر بات چیت کی ہے" ——— کیپٹن بشارت نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا" ——— کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا اور سائیڈ پر کھڑی یپ کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اس کے پیچھے تھا۔ کیپٹن بشارت نے ٹیرنگ سنبھالا جبکہ کرنل فریدی اس کے ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن حمید پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کیپٹن بشارت نے جیپ آگے بڑھا دی۔ کرنل فریدی بڑے محتاط انداز میں بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس وقت وہ ایک لحاظ سے شیروں کی کچھار میں موجود ہے۔ اگر ذرا سا بھی کسی کو شک پڑ گیا تو پھر یہاں سے بچ کر نکلنا خاصا مشکل کام ہو جائے گا۔ لیکن کیپٹن بشارت بڑے مطمئن انداز میں جیپ چلاتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا اس لئے کرنل فریدی بھی قدرے مطمئن تھا۔

چرخی چھاؤنی کا نقشہ آغا اور توصیف کے درمیان میز پر پھیلا ہوا تھا اور وہ دونوں ہی اس پر جھکے ہوئے تھے۔ آغا کے ہاتھ میں سرخ پنسل تھی اور چھاؤنی کے عین درمیان میں ایک گول دائرہ لگا ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔

"میرے خیال میں آغا ——— بجائے لمبی چوڑی ترکیبیں سوچنے کے ہمیں زبردستی گھس جانا چاہیے" ——— توصیف نے کہا۔

"پاگل ہو گئے ہو ——— یہ بہت بڑی فوجی چھاؤنی ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں یہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں" ——— آغا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح ہم کب تک دماغ سوزی کرتے رہیں گے ——— بظاہر تو زیرو ہاؤس کے دروازے تک پہنچنے کا کوئی سکوپ نظر نہیں آتا ——— زیرو ہاؤس میں داخل ہونا تو ایک طرف رہا" ——— توصیف نے کہا۔

"ہاں ——— یہی تو مشکل ہے۔ کوئی راستہ سجھائی نہیں دیتا ——— میں سوچ رہا تھا کہ عمران کے آنے تک کوئی لائحہ عمل تیار کر لوں۔ لیکن ———" آغا نے سر ہلاتے ہوئے کہا لیکن اس کی نظریں نقشے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"کس کے آنے تک" ——— ؟ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"ہے ایک آدمی ——— تم نہیں جانتے اُسے ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناک ہے" ——— آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نزلہ زدہ یا زکام زدہ" ——— توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا اور آغا بھی مسکرا دیا۔

"اس بات کا فیصلہ تم سے اس وقت پوچھوں گا جب وہ یہاں پہنچ جائے گا" ——— آغا نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے اب تک تو کسی کے آنے کی بات نہیں کی تھی ——— اب یہ عمران کہاں سے ٹپک پڑا ——— اس کا تفصیلی تعارف تو کراؤ۔ کم از کم پتہ تو چلے کہ یہ کس ٹائپ کے صاحب ہیں" ——— توصیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران کا تعارف کم از کم میں نہیں کرا سکتا ——— وہ اپنا تعارف آپ ہے ——— بہرحال اتنا بتا دوں کہ پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹ اور مجرم اس سے اس طرح پناہ مانگتے ہیں کہ شیطان سے بھی نہ مانگتے ہوں گے" ——— آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پناہ مانگتے ہیں ——— کمال ہے۔ اس قدر بدصورت آدمی ہے" ——— توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آغا کوئی جواب دیتا، پاس پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آغا نے رسیور اٹھا لیا۔

"آغا بول رہا ہوں" ــــ آغا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آقا ــ ارے باپ رے ــ یہ فون کہیں قدیم رومن دور میں تو نہیں جاملا" ــــ دوسری طرف سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی اور چونکہ آواز توصیف کو بھی سنائی دے رہی تھی اس لئے وہ چونک پڑا۔

"اوہ عمران صاحب! ــ ابھی آپ ہی کی باتیں ہو رہی تھیں ــ میرا اسسٹنٹ توصیف آپ کا تعارف پوچھ رہا تھا" ــــ آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ آقا کا اسسٹنٹ کہاں سے آگیا ــ آقا کا تو غلام ہوا کرتا ہے ــ کیا اب غلام کو اسسٹنٹ کہا جانے لگا ہے" ــــ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور توصیف کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"عمران صاحب! ــ میں آپ کا یہاں منتظر ہوں ــ آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں" ــــ آغا نے بات بدلتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے توصیف کے سکڑتے ہوئے ہونٹ دیکھ لئے تھے۔

"یار وہ دراصل تمہارا پتہ اتنا مشکل تھا کہ باوجود سارے راستے دوہرانے کے یہاں پہنچتے ہی بھول گیا ــ البتہ تمہارا فون نمبر آسان تھا وہ بغیر دوہرائے یاد رہ گیا ــ اس لئے بھائی یا تو پتہ اس وقت تک بتاتے رہو جب تک میں تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں ــ یا پھر ایئر پورٹ سے مجھے وصول کرلو" ــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور آغا ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ــ میں آرہا ہوں ایئر پورٹ پر" ــــ آغا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون سے رن وے پر اترو گے ــ یہاں کا ایئر پورٹ تو بہت بڑا ہے ــ اب میں کہاں کہاں دوڑتا پھروں گا" ــــ عمران نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ــ آپ گیٹ نمبر دو پر پہنچ جائیں ۔ میں وہیں آجاؤں گا" ــــ آغا نے کہا اور پھر جلدی سے رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ وہ عمران کی طبیعت جانتا تھا کہ اس نے بات ختم ہی نہیں کرنی۔

"آؤ توصیف ــ چلیں عمران کے پاس" ــــ آغا نے نقشے کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ــ کیا اسے اتنا آسان پتہ بھی یاد نہیں رہا" ــــ توصیف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــ تو تم سمجھ رہے ہو کہ وہ واقعی پتہ بھول گیا ہے اور ہم نے اسے ایئر پورٹ سے لینا ہے" ــــ آغا نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرنا ہے ــ اس نے کہا تو یہی ہے" ــــ توصیف نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بھائی تم اسے ابھی نہیں جانتے ــ نہ اسے پتہ بھولا ہے اور نہ وہ ایئر پورٹ پر موجود ہے ــ ایئر پورٹ کا مطلب ہے ہوٹل سکائی لینڈ ــ اور پتہ بھولنے کا مطلب ہے کہ وہ یہاں آنے کی بجائے ہمیں وہاں بلانا چاہتا ہے ــ اور رن وے پوچھنے کا مطلب تھا کہ ہماری ملاقات کہاں ہوگی۔ کیونکہ ہم بھی میک اپ میں ہوں گے اور وہ بھی ــ میں نے اسے گیٹ نمبر دو بتایا ہے اس کا

مطلب ہے ہوٹل کی عقبی سڑک پر" ——— آغا نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ——— یعنی یہ سارے کوڈ پہلے سے طے شدہ تھے"۔ توصیف نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ——— یہ کوڈ مجھے ایکسٹو نے بتلائے تھے۔ تاکہ آپ لینڈ سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی وغیرہ کو اس کی یہاں آمد کا پتہ نہ چل سکے" ——— آغا نے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار ہوٹل سکائی لینڈ کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ آغا کار کو ہوٹل کے عقبی طرف والی سڑک پر لے گیا اور اس نے ہوٹل کے عقبی گیٹ سے کچھ فاصلے پر جا کر کار روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ توصیف بڑے اشتیاق آمیز انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا لیکن اسے ایسا کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا جسے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ناک سمجھتا۔ یا جس سے مجرم اور سیکرٹ ایجنٹ پناہ مانگتے ہوں۔

"آپ کی کار دھواں چھوڑتی ہے ——— کتنا پرانا ماڈل ہے اس کا ——— ؟ اچانک ایک سائیڈ پر کھڑے احمق سے نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے آغا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ اور توصیف چونک کر اسے سر سے پیر تک دیکھنے لگا۔ اس نوجوان نے عام سا لباس پہنا ہوا تھا اور شکل وصورت سے بھی وہ ایک عام سیدھا سادہ احمق سا نوجوان نظر آ رہا تھا۔

"اوہ آپ! ——— میں آپ کو ہی دیکھ رہا تھا" ——— آغا نے

چونک کر کہا۔

"اچھا ——— بغیر ٹکٹ کے" ——— نوجوان نے چونک کر کہا اور آغا مسکرا دیا۔

"آیئے" ——— آغا نے کار کا سائیڈ دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان اس طرح منہ بنا کر سیٹ پر بیٹھا جیسے کار میں بیٹھ کر وہ کار پر احسان کر رہا ہو۔ آغا نے دروازہ بند کیا اور گھوم کر سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا جبکہ توصیف پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کہاں چلیں عمران صاحب" ——— آغا نے انجن سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"جہاں تک یہ چل سکے ——— مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا کہ اتنا پرانا ماڈل یہاں تک بھی کیسے پہنچ گیا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب اتنا پرانا ماڈل بھی نہیں ہے ——— جتنا آپ بار بار کہہ رہے ہیں" ——— توصیف سے جب رہا نہ گیا تو وہ غصیلے لہجے میں بول پڑا۔

"اوہ ——— تو یہ ہیں آقا کے غلام ——— واہ! ——— مجھے بڑی حسرت تھی کسی غلام کو دیکھنے کی ——— لیکن یہ تو خاصا ماڈرن ٹائپ غلام ہے کیوں آقا! ——— کتنے میں خریدا تھا یہ" ——— عمران نے چونک کر پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ——— پلیز" ——— آغا نے فوراً بیچ بچاؤ کرانے کی خاطر کہا۔ کیونکہ وہ توصیف کی عادت سے واقف تھا۔ ویسے تو توصیف بڑا خوش مزاج آدمی تھا۔ لیکن جہاں اس کا میٹر گھوم جاتا

تو پھر وہ گھومتا ہی چلا جاتا تھا اور آغا یہ بھی جانتا تھا کہ عمران نے باز آنے کی بجائے اب مسلسل توصیف کو زچ کئے چلا جانا ہے۔

"ارے بس پلیز میں ہی کام بن گیا ــــ واہ بڑا سستا سودا کیا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آغا ! ــ مجھے یہیں اتار دو ــ میں اسے مزید برداشت نہیں کرسکتا" ــــ توصیف نے یکلخت کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اسے واقعی غصہ آگیا تھا۔

"ارے ارے ــــ اتنا غصہ ور غلام پلیز میں کیسے خریدا گیا" ــــ عمران نے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا۔

"توصیف ! ــــ تم خاموش بیٹھے رہو ــــ جتنا غصہ دکھاؤ گے اتنا ہی خراب ہو گے" ــــ آغا نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور توصیف نے ہونٹ بھینچ کر کار کی نشست کے ساتھ کمر لگا دی۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک غصے کے شدید آثار موجود تھے۔

"مسٹر توصیف ! ــــ بیگم رضا دُودھ پینے کی عادی ہیں یا نہیں" اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا اور توصیف چونک پڑا۔ کیونکہ عمران کے چہرے پر سے حماقت کی نقاب یکلخت اس طرح اُتر گئی تھی جیسے وہ کبھی غیر سنجیدہ رہا ہی نہ ہو۔

"دُودھ ــــ ہاں وہ دودھ پیتی ہیں ــــ لیکن صرف رات کو سوتے وقت ــــ کیوں ؟" توصیف نے حیرت سے پوچھا۔

"کیوں والی بات تو آپ کو اُن سے پوچھنا چاہیئے ــــ وہی بتا سکتی ہیں کہ وہ کیوں دُودھ پیتی ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" ــــ توصیف نے جھلا کر کہا۔

"اس لئے کہ دُودھ پینے والی بیگمات کی بیٹیاں بہت خوش مزاج ہوتی ہیں ــــ میں ذرا اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ شہلا کا مزاج آپ سے کتنا مختلف ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار توصیف بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تنگ مزاجی کی گرد یکلخت غائب ہوگئی تھی۔

"بڑے عجیب انداز میں تجزیہ کرنے کی کوشش کی ہے آپ نے" توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اسی تجزیے نے تو آج تک مجھے کنوارہ رکھا ہے ــــ کوئی ایسی لڑکی ہی نہیں ملتی جس کی والدہ محترمہ دُودھ پینے کی عادی ہو ــــ جو ملتی ہیں دُودھ پلانے والی ہی ملتی ہیں" ــــ عمران نے کہا اور اس بار توصیف کے ساتھ ساتھ آغا کے قہقہے سے بھی کار گونج اٹھی۔

کار اب ایک ویران سی سڑک پر سے گذر رہی تھی اور پھر ایک چوک پر آتے ہی آغا نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور عمران کو اشارہ کر کے نیچے اُتر آیا۔

"ارے کیا اب ٹریفک کنٹرول کرنے کا ارادہ ہے ــــ چلو ٹھیک ہے ــــ توصیف چالان کرے گا اور رقم میں اکھٹی کر دوں گا" ــــ عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا اور آغا اور توصیف دونوں ہی مسکرا دیئے۔ سڑک کراس کر کے وہ تینوں ایک سائیڈ پر بنے

ہوئے ایک کلب کی عمارت کی سائیڈ میں جاتی ہوئی گلی میں گھسے اور
پھر عمارت کے عقبی طرف آ گئے۔ یہاں ایک دروازہ تھا۔
"یہ رین بو کلب ہے ــــ میری ملکیت ہے یہ" ــــ آغا
نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دیتے ہوئے کہا۔
"کوئی خوشبو والا کلب خرید لینا تھا" ــــ عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔
"خوشبو والا کلب ــ کیا مطلب" ــــ؟ آغا نے چونک کر
پوچھا۔ توصیف بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا کیونکہ
عمران کی بات اس کی سمجھ میں بھی نہ آئی تھی۔
"یار! ــ خود تو ــ بو ــ کی بات کر رہے ہو ــ بو چاہے
رین یعنی بارش کی ہو ــ یا کوڑا کرکٹ کی ــ وہ تو بو ہی رہے
گی۔ خوشبو تو نہیں بن سکتی" ــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے
کہا اور آغا اور توصیف دونوں ہی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔
اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے باہر جھانکا۔
"آغا ہوں جاوش" ــــ آغا نے نوجوان سے مخاطب
ہوتے ہوئے کہا۔
"اوہ یس سر ــ آیئے سر" ــــ نوجوان نے تیزی سے ایک
طرف ہٹتے ہوئے کہا اور وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے
ہوئے اندر داخل ہوئے۔ عقبی طرف بنے ہوئے ایک خفیہ
راستے سے ہوتے ہوئے وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے یہاں
ایک میز اور آرام دہ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ جگہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے عمران صاحب" ــــ آغا نے اندر
پہنچتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"نقشہ لے آئے ہو" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا
اور وہ میز کے پاس موجود کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔
"یس سر" ــــ آغا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جیب سے نقشہ نکال
کر اس نے عمران کے سامنے اسے پھیلا دیا۔
"ہم نے تو بہت سر دردی کی ہے لیکن زیرو ہاؤس پہنچنے کا کوئی
راستہ ہی نہیں سجھائی دیتا" ــــ توصیف نے کہا۔
"جب سر میں درد ہو تو نظر کمزور ہو جاتی ہے ــــ اور نظر کمزور ہو
تو راستہ کیسے سجھائی دے سکتا ہے" ــــ عمران نے بڑبڑانے کے
سے انداز میں جواب دیا اور آغا اور توصیف دونوں ہی مسکرا کر رہ گئے
توصیف اب پوری طرح نارمل ہو چکا تھا۔ اسے شاید عمران کی طبیعت
اور فطرت کا کچھ کچھ اندازہ ہو چکا تھا۔ اور چونکہ وہ خود بھی خوش مزاجی
سے باتیں کرنے کا عادی تھا اس لئے وہ عمران کی اس نئے انداز کی
خوش مزاجی سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔
"یہ زیرو ہاؤس ہے جس میں بیگم رضا کو رکھا گیا ہے" ــــ عمران
نے گول دائرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"جی ہاں! ــ یہ انڈر گراؤنڈ ہے" ــــ آغا نے جواب دیا۔
"کیا بیگم رضا پاکیشیا کے ساتھ کام کرنے پر رضامند ہو جائیں گی ــــ؟"
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"ساگالینڈ کی بجائے وہ پاکیشیا کو زیادہ پسند کرتی ہیں" ــــ توصیف

نے جواب دیا۔

"اور آپ لینڈ کی نسبت"۔۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"آپ لینڈ کو وہ زیادہ ترجیح دیں گی ۔۔۔۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ آپ لینڈ میں انہیں ریسرچ کی وہ سہولتیں نہیں مل سکتیں جو پاکیشیا میں مل سکتی ہیں"۔۔۔۔ توصیف نے جواب دیا۔

"دیکھیے! ۔۔۔ میرا یہاں آنے کا مقصد بیگم رضا کو اغوا کرنا نہیں بلکہ میں پہلے بیگم رضا کا عندیہ حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔۔ اگر وہ پاکیشیا میں رضامندی سے کام کرنا چاہتی ہیں تب انہیں یہاں سے لے جانے کا مسئلہ پیدا ہوگا ۔۔۔۔ اور اگر وہ رضامند ہی نہیں تو پھر میں کسی سائنسدان سے جبراً کام کرانے کا قائل ہی نہیں ہوں ۔۔۔۔ اور سرکاری پوزیشن یہ ہے کہ آپ لینڈ نے خود بیگم رضا سے کام لینے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ ساگا لینڈ یقیناً انہیں جبراً اپنے ملک میں لے جانے کے بارے میں سوچے گا ۔۔۔۔ اب بیگم رضا سے اصل بات پوچھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بیگم رضا کو اس چھاؤنی سے نکال کر کسی ایسے مقام پر لایا جائے جہاں وہ آزادی سے اپنا خیال ظاہر کر سکیں ۔۔۔۔ اور میرے خیال میں یہ بودار کلب اس کام کے لئے بے حد مناسب رہے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بودار نہیں جناب! ۔۔۔ رین بو"۔۔۔۔ آغا نے اپنے کلب کا نام بگڑنے پر احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"چلو بو تو مشترک ہے"۔۔۔۔ عمران نے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیا لیکن اس کی نظریں نقشے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

"مسئلہ تو یہی ہے کہ وہاں سے بیگم رضا کو نکالیں کیسے"۔۔۔۔ توصیف

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔۔ عورتوں کو کسی جگہ سے نکال لینے کا ایک ہی تو معروف طریقہ ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا"۔۔۔۔ ؟ توصیف اور آغا نے چونک کر پوچھا۔

"اس جگہ موٹے موٹے چوہے چھوڑ دیئے جائیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور توصیف اور آغا دونوں ہی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"آغا! ۔۔۔ یہاں ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کون ہے"۔۔۔۔ ؟ عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کا چیف جنرل گل زماں ہیں ۔۔۔۔ بڑے سخت آدمی ہیں"۔۔۔۔ آغا نے جواب دیا۔

"جنرل گل زماں ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ یہ وہی تو نہیں جنہیں دوسری جنگ عظیم میں گریٹ کراس ملا تھا"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ وہی ہیں"۔۔۔۔ آغا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ زیرو ہاؤس انہی کے تحت ہے"۔۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اور یہ بھی میں نے معلوم کر لیا ہے کہ زیرو ہاؤس کا انتظامی انچارج کیپٹن بشارت ہے ۔۔۔۔ اور ملٹری انٹیلی جنس کا کرنل سرلش اور کیپٹن ہری چند دونوں اوور آل انچارج ہیں"۔۔۔۔ آغا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ یہاں فون ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں لے آتا ہوں"۔۔۔۔ آغا نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف

بڑھ گیا ۔

" آپ کیا کرنا چاہتے ہیں " ـــــ توصیف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" زیرو ہاؤس میں موٹے موٹے چوہے چھوڑنا چاہتا ہوں ـــــ اور نتیجہ یہ کہ بیگم رضا خود بخود باہر آ جائیں گی " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف نے ہونٹ بھینچ لئے ۔

چند لمحوں بعد آغا ایک وائرلیس فون اٹھائے واپس آیا اور اس نے فون جو ڈبل بیس پر مشتمل تھا عمران کے ہاتھ میں دے دیا ۔ عمران نے بڑے اطمینان سے انکوائری کا نمبر پریس کر دیا ۔

" یس انکوائری " ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

" ملٹری انکوائری کا نمبر دیں " ـــــ عمران نے عام سے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا ۔ عمران نے کریڈل پریس کر کے وہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ـــ ملٹری انکوائری " ـــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا ۔

" چیف آف سیکرٹ سروس راجندر سنگھ سپیکنگ ـــــ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس جنرل گل زماں کا خصوصی نمبر دیں " ـــــ عمران نے اس بار انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور آغا اور توصیف دونوں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے ۔ کیونکہ اس کا لہجہ بالکل راجندر سنگھ جیسا تھا ۔

" یس سر " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی ایک نمبر بھی بتا دیا جس کا پہلا آدھا حصہ تو سپیشل آفیسرز ملٹری ایکس چینج کا تھا اور دوسرا آدھا حصہ جنرل گل زماں کا خصوصی نمبر تھا ۔ عمران نے ـــ اوکے

کہہ کر کریڈل دوبارہ دبایا اور صرف سپیشل ملٹری ایکسچینج کا نمبر ملا دیا ۔

" یس ـــ سپیشل ملٹری ایکس چینج " ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔

" سپیشل پی ۔ اے ٹو پرائم منسٹر ـــــ جنرل گل زماں موجود ہیں ـــ پرائم منسٹر صاحب دریافت فرما رہے ہیں " ـــــ عمران کا لہجہ ایک بار پھر بدل گیا اور توصیف اور آغا کے چہرے پر موجود حیرت کے رنگ اور زیادہ گہرے ہو گئے ۔ کیونکہ عمران جس قدر تیزی اور سہولت سے لہجے بدلتا جا رہا تھا ۔ وہ واقعی حیرت انگیز بات تھی ۔

" میں معلوم کرتا ہوں سر " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" ہیلو سر ـــ جنرل صاحب تو آفس میں نہیں ہیں سر ـــــ وہ کسی مشن پر گئے ہوئے ہیں سر " ـــــ آپریٹر نے جواب دیا ۔

" ان کے پی ۔ اے سے میری بات کراؤ " ـــــ عمران نے کہا ۔

" ہیلو ـــ پی ۔ اے ٹو جنرل گل زماں " ـــــ چند لمحوں بعد ایک اور آواز فون پر ابھری ۔

" سپیشل پی ۔ اے ٹو پرائم منسٹر ـــــ جنرل گل زماں زیرو ہاؤس تو نہیں گئے " ـــــ ؟ عمران نے پوچھا ۔

" نہیں جناب ! ـــــ وہ شمالی ریاست میں گئے ہوئے ہیں سر ان کی واپسی میں چار پانچ گھنٹے لگ جائیں گے " ـــــ پی ۔ اے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا ۔ کیونکہ بہرحال عمران پرائم منسٹر کے سپیشل پی ۔ اے کی حیثیت سے بات کر رہا تھا ۔

" او ۔ کے ـــ تھینک یو " ـــــ عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اس

کے بعد اس نے دوبارہ ٹیلیفون انکوائری کے نمبر پریس کیے۔

"یس — انکوائری سر" — دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس — چرخی چھاؤنی کی ایکس چینج کا نمبر دو"۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیئے گئے۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبا دیا۔

"اب چوہے تیار ہو گئے ہیں — اب صرف انہیں زیرو ہاؤس میں چھوڑنا باقی رہ گیا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے چرخی چھاؤنی کی ایکس چینج کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

توصیف اور آغا دونوں کے چہرے سوالیہ نشانات بنے ہوئے تھے انہیں قطعاً سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران کرنا کیا چاہتا ہے۔

"چرخی ہاؤس ایکس چینج" — چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"پی اے ٹو جنرل گل زماں سپیکنگ — زیرو ہاؤس سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا اور اس بار واقعی توصیف اور آغا دونوں ہی اچھل پڑے کیونکہ عمران نے بالکل وہی آواز اور لہجہ نکالا تھا جو لہجہ جنرل گل زماں کے پی اے کا عمران سے بات کرتے ہوئے اس نے سنا تھا۔

"یس سر" — آپریٹر نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر ابھری۔

"یس سر — کیپٹن بشارت بول رہا ہوں زیرو ہاؤس سے" — بولنے والے کا لہجہ خاصا مؤدبانہ تھا۔

"چیف سے بات کریں" — عمران نے پی اے کی آواز میں کہا اور پھر ایک لمحہ رکنے کے بعد اس کے حلق سے غراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کیپٹن بشارت" — عمران کا لہجہ بھاری اور سخت تھا۔

"یس سر — حکم سر" — دوسری طرف سے کیپٹن بشارت نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگنے لگی۔

"بیگم رضا ٹھیک ہیں — کوئی پرابلم" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"نو سر — وہ بالکل ٹھیک ہیں — کرنل سرلش اور کیپٹن برتی چند ان سے باتیں کر رہے ہیں سر" — کیپٹن بشارت نے جواب دیا۔

"کیا باتیں کر رہے ہیں" — ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"معلوم نہیں سر — وہ خصوصی مشن سے واپس آنے کے بعد ان کے پاس گئے ہیں سر — اور ابھی تک وہیں ہیں سر" — کیپٹن بشارت نے جواب دیا۔

"کرنل سرلش سے بات کراؤ" — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس سر" — کیپٹن بشارت نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ایک اور آواز رسیور پر سنائی دی۔

"کرنل سرلش سپیکنگ سر" — بولنے والے کے لہجے میں ہلکا سا تحکمانہ پن تھا۔

"کرنل! — آپ بیگم رضا سے کافی دیر سے باتیں کر رہے ہیں۔ کیا موضوع ہے" — ؟ عمران نے جنرل گل زماں کے لہجے میں کہا۔

"سر! — میں ان کاغذات کے بارے میں بات چیت کر رہا تھا جنہیں خصوصی مشن میں رضا ہاؤس میں تلاش کیا گیا تھا — لیکن وہاں سے چونکہ کوئی کاغذ دستیاب نہ ہوا اس لئے میں نے سوچا سر — کہ شاید بات چیت سے کوئی کلیو مل جاتے" — کرنل سرلیش نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر کوئی کلیو ملا" — ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"نو سر" — اس بار کرنل سرلیش نے مختصر سا جواب دیا۔

"پرائم منسٹر صاحب بیگم رضا سے انتہائی خفیہ بات چیت کرنا چاہتے ہیں — آپ ایسا کریں کہ انہیں زیرو ہاؤس سے لے کر مستانی چوک پر آجائیں — وہاں سے ایک کار انہیں لے جائے گی — آپ نے مستانی چوک پر انہیں کار میں چھوڑ کر واپس چلے جانا ہے۔ ان کی واپسی کی آپ کو اطلاع دے دی جائے گی — آپ کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر — چھاؤنی سے نکلنے کے بعد تو دس منٹ کا راستہ ہے باقی دیر چھاؤنی میں لگ سکتی ہے — ویسے اگر آپ حکم دیں تو کیپٹن بشارت ریڈ کارڈ ایشو کر سکتا ہے۔ اس طرح ہم جلدی باہر آجائیں گے" — کرنل سرلیش نے کہا۔

"او کے! — کیپٹن بشارت سے بات کرائیں" — عمران کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"یس سر" — دوسرے لمحے کیپٹن بشارت کی آواز سنائی دی۔

"کرنل سرلیش کو ریڈ کارڈ ایشو کر دیں — انہوں نے بیگم رضا کو چھاؤنی سے باہر لے آنا ہے اور فوری" — عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر" — کیپٹن بشارت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل بھی دبا دیا اور ٹیلیفون بھی میز پر رکھ دیا۔

"بس سر میں درد نہ ہو تو اس طرح راستہ سجھائی دیتا ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف اور آغا دونوں آنکھیں پھاڑے بت بنے بیٹھے یک ٹک عمران کو گھورے جا رہے تھے۔

"کمال ہے — حیرت ہے — یہ تو واقعی کمال ہے — کم از کم میں تو ساری عمر یہ سوچ نہ سکتا تھا کہ اس طرح بیگم رضا کو چھاؤنی سے باہر نکالا جا سکتا ہے — ہم تو چھاؤنی میں داخل ہونے کا سوچ سوچ کر پاگل ہو رہے تھے اور آپ نے صرف لہجہ بدل بدل کر یہیں بیٹھے بیٹھے سارا مسئلہ حل کر دیا" — توصیف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے دل کی گہرائیوں سے عمران کی ذہانت کو داد دے رہا ہو۔

"آپ کو جنرل گل زماں کا لہجہ یاد تھا" — ؟ آغا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! — اس سے میں کئی بار پاکیشیا میں مل چکا ہوں — لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اب لینڈ کی ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بن گیا ہے میں تو اسے عام جنرل کے طور پر ملا تھا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ آغا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے ـــــ بس متانی چوک پر چھپ کر کھڑے ہو جائیں ـــــ کرنل سرلٹی جیسے ہی کار چھوڑ کر واپس جائے گا ـــــ ہم بیگم رضا کو لے جائیں گے ـــــ اور اس کے بعد گھوم پھر کر یہاں ـــــ اس کے بعد اگر بیگم رضا پاکیشیا جانا چاہیں تو پھر پروگرام بنا لیا جائے گا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور اگر نہ جانا چاہیں تو" ـــــ ؟ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"تو پھر ہم ان کے ہونے والے داماد کو تکلیف دیں گے۔ ایک آدھ جرثومہ کا ماہر تو وہ بھی ہوگا ہی سہی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"چلیں عمران صاحب! ـــــ ایسا نہ ہو کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی وہ لوگ پہنچ جائیں" ـــــ آغا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آؤ" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے پائیں باغ کی طرف نکلنے والے خفیہ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

ختم شد

عمران سیریز
ری بائٹ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون :۔ ریڈ ہاٹ کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے مجھے یقین ہے کہ کہانی آپ کو پسند آرہی ہوگی اس لئے آپ پیش لفظ پڑھنے کی بجائے کہانی پڑھنے کے لئے بے چین ہوں گے۔ لیکن قارئین کے خطوط بھی کم دلچسپ نہیں ہوتے۔

جہلم سے محمد احسان شاہد صاحب لکھتے ہیں۔"کسی ناول میں عمران اور جولیا کی تصویریں ضرور شائع کریں تاکہ راہ چلتے اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو کم ازکم میں پہچان تو سکوں کہ یہ عمران ہے اور یہ جولیا ہے۔ اس لئے درخواست ہے کہ ان کی تصویریں ضرور شائع کریں"۔

محمد احسان شاہد صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ سیکرٹ سروس کا مطلب ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ پہچانے نہ جا سکیں۔ ویسے ہم نے بھی کئی بار ان سے یہ درخواست کی ہے لیکن ان دونوں کا جواب یہ ہے کہ جب کبھی انہوں نے کوئی خوبصورت میک اپ کیا تو تصویر ضرور بنوائیں گے کیونکہ مسلسل میک اپ کر کے ان کے اصل چہروں کی سکرین بیوٹی خراب ہو گئی ہے اور میک اپ میں تصویریں شائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ میک اپ تو بہرحال وقتی ہوتا ہے اس لئے اگر آپ کو ان سے ملاقات کا شوق ہے تو بغیر تصویر دیکھے انہیں پہچاننے کی کوشش کیجئے۔ کم ازکم عمران کو پہچاننے کے لئے تو تصویر کی ہرگز ضرورت نہیں ہے"۔

چشتیاں سے محمد اکرم کمانڈو، خالد محمود ریمبو اور طارق جاوید برادرس صاحبان نے لکھا ہے۔"آپ کے ناول ہمیں بے حد پسند آتے ہیں اتنے پسند آتے ہیں کہ

ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ ہم بھی عمران بن جائیں تاکہ اپنے ملک پاکستان کے دشمنوں سے لڑ سکیں۔"

محمد اکرم کمانڈو، خالد محمود ریمبو اور طارق جاوید بروس صاحبان! آپ کا پاکستان کے دشمنوں سے لڑنے کا جذبہ انتہائی قابل قدر ہے لیکن اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ پہلے آپ عمران بنیں، تب لڑیں۔ ویسے بھی عمران دشمنوں سے نہیں لڑتا اس کا جذبہ لڑتا ہے اور آپ کے خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ میں بھی جذبے کی کمی نہیں ہے اس لئے ابھی سے بسم اللہ کر دیجئے۔ لیکن اگر آپ واقعی عمران بننا چاہتے ہیں تو پھر ہنوز دلی دور است والا معاملہ ہے۔ ابھی تو آپ کمانڈو، ریمبو اور بروس بننے کے چکر میں ہیں عمران کا مقام تو ان سے بہت اونچا ہے۔

رحیم یار خاں سے افتخار احمد صاحب لکھتے ہیں۔ "میں آجکل آپ کے ناولوں پر ریسرچ کر رہا ہوں کہ عمران نے آج تک کتنے مجرموں کو قتل کیا ہے۔ عمران اب تک کتنی مرتبہ بیہوش ہوا ہے۔ عمران کے جسم میں آج تک کتنی گولیاں لگی ہیں۔ عمران نے ایکسٹو کے روپ میں اب تک کتنی میٹنگز اٹنڈ کی ہیں یا عمران اپنے گھر کتنی مرتبہ گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسے ہی میری یہ ریسرچ مکمل ہوئی میں آپ کو بھیج دوں گا۔"

افتخار احمد صاحب! آپ نے ریسرچ کے لئے موضوع تو خوب منتخب کیا ہے لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ آپ کی ریسرچ مکمل ہو سکے۔ کیونکہ جو رفتار عمران کی ہے اس رفتار سے شاید آپ ریسرچ نہ کر سکیں۔ جب تک آپ ریسرچ کریں گے تب تک عمران نجانے ایسی کتنی اور حرکتیں کر چکا ہوگا۔ بہرحال ریسرچ جاری رکھیئے کیونکہ کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہوتا ہے۔"

والسلام

منظہر کلیم ایم اے

"یہ آخر کیا مصیبت ہے ––– آپ لوگوں نے آخر کس جرم میں مجھے یہاں قید کر رکھا ہے" ––– کرنل فریدی اور کیپٹن حمید جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی بیگم رضا غصے سے چیخ پڑیں۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اس وقت کرنل سرلش اور کیپٹن ہری چند کے میک اپ میں تھے۔

"آپ حکومت کی معزز مہمان ہیں بیگم صاحبہ" ––– کرنل فریدی نے خوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"یہ مہمان نوازی ہے کہ مجھے باہر جانے کی اجازت نہیں اور نہ کسی سے ملنے کی ––– آخر حکومت چاہتی کیا ہے ––– جب میں نے کہہ دیا ہے کہ نہ تو میں اب کسی قسم کی ریسرچ کرنا چاہتی ہوں اور نہ ہی کسی ریسرچ میں شامل ہونا چاہتی ہوں" ––– بیگم رضا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بیگم صاحبہ! ––– آپ خواہ مخواہ ناراض ہو رہی ہیں ––– حکومت نے

"تو آپ کو یہاں صرف آپ کی حفاظت کے لئے رکھا ہوا ہے ۔ کیونکہ ساگا لینڈ اور پاکیشیا کے ایجنٹ آپ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں" ——— کرنل فریدی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں ——— کیا مطلب ! ——— میرا جرم کیا ہے" ——— بیگم رضا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"اب آپ اتنی معصوم اور بھولی تو نہیں ہیں ——— آپ اچھی طرح جانتی ہیں کہ ری بائٹ بم کس ملک کو نہیں چاہیئے" ——— کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ری بائٹ بم ——— کیا مطلب" ——— بیگم رضا نے ایک بار پھر چونک کر پوچھا ۔ اب ان کے چہرے پر قدرے خوف کے آثار ابھر آئے تھے ۔

"ری بائٹ جراثیم پر آپ کی ریسرچ میں امکانی طور پر بننے والے بم کی بات کر رہا ہوں" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"میں نے تو کبھی اس انداز میں ریسرچ نہیں کی" ——— بیگم رضا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مرضی ——— آپ جو چاہیں کہہ سکتی ہیں ——— لیکن اصل بات یہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے" ——— کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کی یہ بات سراسر متضاد ہے ——— آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں ——— پھر کہہ رہے ہیں کہ وہ بم بنانا چاہتے ہیں میری ریسرچ کی بنا پر ——— کیا مجھے ہلاک کر کے وہ بم بن جائے گا" ——— بیگم رضا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا ۔

"آپ نے اچھا سوال کیا ہے بیگم صاحبہ ! ——— میں خود یہ بات نہ کرنا چاہتا تھا ۔ کیونکہ ہمارا اس سے کوئی مطلب نہیں ہے ——— ہمارا کام تو صرف آپ کی حفاظت کرنا ہے ——— لیکن اب آپ کے کہنے پر عرض کر دوں کہ جو اطلاع ملٹری انٹیلی جنس کو ملی ہے اس کے مطابق پاکیشیا اور ساگا لینڈ والے ری بائٹ بم کا وہ فارمولا تلاش کر رہے ہیں جو آپ نے خفیہ طور پر تیار کیا ہوا ہے ——— ان ایجنٹوں نے رضا ہاؤس کی بھی تلاشی لی ہے ——— جیسے ہی فارمولا ان کے ہاتھ لگ گیا وہ فوراً آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ آپ کا خاتمہ کر کے وہ فارمولا محفوظ کر لیں ——— اس طرح ساگا لینڈ اور پاکیشیا جو بھی یہ فارمولا لے جائے گا وہ ری بائٹ بم تیار کرے گا ——— اور چونکہ آپ موجود نہ ہوں گی اس لئے اپ لینڈ اس سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائے گا حالانکہ اپ لینڈ کا حق آپ پر زیادہ ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا ۔

"فارمولا ——— اوہ کیسا فارمولا ——— میرے پاس تو کوئی فارمولا نہیں ہے" ——— بیگم رضا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل فریدی اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کا تیر نشانے پر بیٹھا ہے ۔ مادام کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں ۔

"ہم تو آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتے ——— آپ ہماری معزز ترین شہری ہیں ——— اور ہمارے ملک کے لئے باعث فخر ہیں ۔ لیکن یہ بات پاکیشیا اور ساگا لینڈ والے نہیں سوچتے ——— انہیں اس فارمولے کا علم ہے ——— کہاں سے ہوا ——— کیسے ہوا ——— یہ بات ہم نہیں جانتے ۔ لیکن بہرحال انہیں معلوم ہے اور وہ تلاش کر ہی لیں گے ۔ حالانکہ ہمیں یقیناً

"تھا کہ آپ از خود اپ لینڈ کو اس فارمولے سے آگاہ کریں گے اور اپ لینڈ
آپ کی سربراہی میں اس پر مزید ریسرچ کر کے پوری دنیا میں سربلند کر سکے
گا لیکن ———" کرنل فریدی نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس
طرح خاموش ہو گیا جیسے جذبات کی شدت سے اس سے مزید بات نہ
ہو سکتی ہو۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو کرنل! ——— واقعی مجھے اپ لینڈ کا سربلند
کرنا چاہیے ——— لیکن اپ لینڈ میں ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہے جہاں
اس قسم کی ریسرچ کی جا سکے ——— میں نے کاشی پہاڑیوں والی لیبارٹری
بھی دیکھی ہے وہ بھی مکمل نہیں ہے ——— وہاں بھی ریسرچ نہیں ہو سکتی"۔
بیگم رضا نے آخر تسلیم کر لیا کہ ایسا فارمولا موجود ہے۔

"یہ آپ کے فکر کرنے کی بات نہیں ہے ——— اپ لینڈ دنیا میں اپنی
سربلندی کے لئے اپنے پورے وسائل خرچ کر سکتا ہے۔ ایسی لیبارٹری
آپ کے مشورے اور احکامات کے مطابق تیار کی جا سکتی ہے ——— لیکن
ظاہر ہے اس کے لئے وقت لگے گا ——— اور فارمولا اگر کسی اور کے ہاتھ
اس دوران لگ گیا تو پھر سب کچھ ہی ختم ہو جائے گا ——— بہرحال آپ
بے فکر رہیں ——— اپ لینڈ دنیا میں سربلند ہو نہ ہو، پاکیشیا اور ساگا لینڈ
والے آپ کے فارمولے کو لے جا کر بم بنا لیں ——— لیکن ہم بہرحال آپ
کی جان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے" ———
کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ شکریہ! ——— لیکن آپ بے فکر رہیں۔ وہ زندگی بھر سر پٹکتے
رہیں فارمولا حاصل نہیں کر سکتے" ——— بیگم رضا نے جواب دیا۔

"بیگم صاحبہ! ——— آپ سائنسدان ہیں ——— آپ کو ان سیکرٹ ایجنٹس
کی کارکردگی کا علم نہیں ہے۔ یہ اپنے ٹارگٹ کی تلاش میں ناممکن کو بھی
ممکن بنا سکتے ہیں ——— اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ یہ فارمولا حکومت
اپ لینڈ کی تحویل میں دے دیں تاکہ یہ اور آپ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو
جائیں" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں! ——— اب جب یہ بات سامنے آ گئی ہے تو اب اس کے
چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ——— ٹھیک ہے مجھے لے چلو۔ میں
فارمولا لے کر ملک کے وزیر اعظم کے حوالے کر دوں گی" ——— بیگم رضا نے
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کہاں جانا ہو گا" ———؟ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"رضا ہاؤس" ——— بیگم رضا نے جواب دیا۔

"رضا ہاؤس! ——— لیکن وہاں تو ان لوگوں نے مکمل تلاشی لی ہے"۔
کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔ کیونکہ وہ خود وہاں اچھی طرح تلاشی لے
چکا تھا۔

"وہ میرا گھر ہے اس لئے مجھے اس کی ایک ایک اینٹ کا علم ہے۔
دوسرا آدمی وہاں کچھ تلاش نہیں کر سکتا" ——— بیگم رضا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— پھر مجھے اس کے لئے خصوصی انتظامات کرنے
ہوں گے ——— لیکن اگر آپ ہمیں وہ جگہ بتا دیں تو ہم اسے حاصل
کر کے آپ کو یہاں لا دیں اور پھر آپ خود وزیر اعظم صاحب کے
حوالے کر دیں ——— اس طرح بے حد آسانی رہے گی" ——— کرنل
فریدی نے کہا۔

"نہیں ـــــ میرے بغیر اُسے کوئی حاصل نہیں کرسکتا" ـــــ بیگم رضا نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ کہتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور کیپٹن بشارت اندر داخل ہوا۔

"سر! ـــ چیف آپ سے فون پر بات کرنا چاہتے ہیں" ـــ کیپٹن بشارت نے مؤدبانہ لہجے میں کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا" ـــــ کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید بھی خاموشی سے اٹھا اور اس کے پیچھے چلا گیا۔ وہ اب تک بالکل خاموش ہی رہا تھا۔

"کرنل سرلش سپیکنگ سر" ـــــ کرنل فریدی نے کمرے سے باہر موجود ٹیلیفون کا رسیور جو ساتھ ہی میز پر رکھا ہوا تھا اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کرنل! ـــ آپ بیگم رضا سے کافی دیر سے باتیں کر رہے ہیں کیا موضوع ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری اور سخت آواز سنائی دی۔ اور کرنل فریدی نے چیف کو بتانا شروع کر دیا کہ وہ رضا ہاؤس میں نہ ملنے والے کاغذات کے بارے میں بیگم رضا سے بات چیت کر رہا تھا کہ شاید اس سلسلے میں کوئی کلیو مل جائے۔

"پھر کوئی کلیو ملا" ـــــ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا اور کرنل فریدی اس بار جنرل گل زماں کی آواز سن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"نو سر" ـــــ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے مختصر سا جواب دیا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی گہری لکیریں ابھر آئی تھیں اور پھر چیف نے اُسے ہدایات دینی شروع کر دیں کہ بیگم رضا کو مستانی چوک پر پہنچا دیا جائے۔ کیونکہ

پرائم منسٹر صاحب نے ان سے ملنا ہے۔ جس پر کرنل فریدی نے اُسے مشورہ دیا کہ کیپٹن بشارت اگر ریڈ کارڈ دے دیں تو آسانی ہو جائے گی۔ اس پر جنرل گل زماں نے کیپٹن بشارت کو ریڈ کارڈ ایشو کرنے کے احکامات دیئے اور اس طرح ان کے درمیان ہونے والی بات چیت ختم ہو گئی۔

"سر! ـــ میں کارڈ لے آتا ہوں" ـــــ کیپٹن بشارت نے رسیور رکھتے ہی جلدی سے کہا۔

"ہاں! ـــ فوراً لے آؤ ـــ جلدی ـــ پرائم منسٹر صاحب نے انتہائی ضروری بات کرنی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کیپٹن بشارت نے ریڈ کارڈ لا کر کرنل فریدی کے حوالے کر دیا۔

"آیئے بیگم صاحبہ! ـــ میں نے چیف صاحب سے بات کر کے اجازت لے لی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے دوبارہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بیگم رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ گڈ ـــ اتنی جلدی" ـــــ بیگم رضا نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ اہم قومی مسئلہ ہے بیگم رضا! ـــ اور ہمارے پاس وقت انتہائی کم ہے ـــ آیئے" ـــــ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چلیئے" ـــــ بیگم رضا نے کہا اور پھر وہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے ساتھ چلتی ہوئی کمرے سے باہر آ گئیں۔

"کیپٹن بشارت! ـــ ہمیں ہیلی کاپٹر تک چھوڑ آئیں" ـــ کرنل فریدی نے کیپٹن بشارت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ـــ آیئے" ـــ کیپٹن بشارت نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کی جیپ میں بیٹھے ہیلی پیڈ کی طرف بڑھے جا رہے تھے بیگم رضا کو ہیلی کاپٹر میں بٹھا کر وہ تینوں ہیلی پیڈ کی ایڈمشن برانچ میں آئے جہاں ریڈ کارڈ دکھانے کے بعد انہیں صرف روانگی رجسٹر پر دستخط کرنے پڑے اور پھر کیپٹن بشارت کو وہیں چھوڑ کر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید واپس ہیلی کاپٹر کی طرف چل پڑے۔

"آپ کا پروگرام کیا ہے ـــ کیا آپ اسے مستانی چوک پر چھوڑ دیں گے ـــ یا رضا ہاؤس لے جائیں گے ـــ اگر آپ ادھر گئے تو یہ لوگ یقیناً مشکوک ہو جائیں گے" ـــ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"قدرت نے خود ہی موقع بنا دیا ہے بیگم رضا کو یہاں سے باہر لے جانے کا ـــ ورنہ بڑی مشکل ہو گئی تھی ـــ اور سنو! ـــ مجھے ایک اور شک بھی پڑا ہے ـــ ہو سکتا ہے میرا شک غلط ہو ـ لیکن کہیں نہ کہیں گڑبڑ ضرور ہے" ـــ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسا شک ـ اور کیسی گڑبڑ" ـــ کیپٹن حمید نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جنرل گل زماں نے جب چونک کر پوچھا تھا کہ پھر کوئی کلیو ملا ـــ تو مجھے شک سا پڑا ہے کہ یہ آواز گل زماں کی نہیں ہو سکتی ـــ اور جہاں تک میں سمجھا ہوں، یہ آواز علی عمران کی ہو سکتی ہے" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

"علی عمران کی ـــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ یہ کیسے ممکن ہے" کیپٹن حمید کا چہرہ حیرت کی شدت سے مسخ ہو گیا۔

"عمران کے لئے سب کچھ ممکن ہے ـــ کلیو کا لفظ اس نے جس انداز میں ادا کیا ہے۔ وہ ادائیگی عمران کے لہجے میں مخصوص طور پر ادا ہوتی ہے اور پھر یہ شک کچھ اور زیادہ اس لئے بھی پڑ گیا کہ جنرل گل زماں نے کار کی بات کی ہے ـــ حالانکہ جنرل گل زماں کو اچھی طرح علم ہے کہ کرنل سرش اور کیپٹن سری چند کار کی بجائے مخصوص ہیلی کاپٹر استعمال کرتے ہیں اور اس کا حکم بھی چیف نے خود ہی دیا ہوا ہے ـــ میرے آدمیوں نے اپنی رپورٹ میں اس کا خاص طور پر ذکر کیا تھا" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید بھی سر ہلانے لگا۔

"بہرحال یہ بات کنفرم نہیں ہے ـــ صرف شک ہے۔ لیکن اس سے یہ فائدہ ہو گیا ہے کہ ہم بیگم رضا کو چھاؤنی سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ـــ اور اب میرے آدمیوں کو بھی واپس آنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ کیونکہ رضا ہاؤس سے ہم اسی ہیلی کاپٹر میں سرحد پار کر سکتے ہیں ـــ ریڈ کارڈ ہر جگہ کام دے گا" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن اگر وہ اصل جنرل گل زماں ہوا ـــ اور آپ مستانی چوک پر نہ اُترے تو پھر ـــ؟" کیپٹن حمید نے کہا۔

"پھر کیا ـــ یہ پھر وغیرہ بعد کی باتیں ہیں" ـــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔ اب وہ دونوں ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ چکے تھے اس لئے وہ دونوں اس پر سوار ہو گئے۔

"آپ نے کافی دیر لگادی کرنل" ـــــ بیگم رضا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔ وہ ہیلی کاپٹر کی پچھلی نشست پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"ضروری کارروائیاں بھی تو کرنا پڑتی ہیں بیگم رضا" ـــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا اس بار کرنل فریدی نے اس کی رفتار خاصی تیز رکھی تھی اس لئے جلد ہی وہ چھاؤنی کی حدود سے باہر آ گئے۔ کیونکہ ایڈمن برانچ والوں کو اس کی مکمل اطلاع پہلے سے دے دی گئی تھی اس لئے کسی نے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔ اور نہ ہی ٹرانسمیٹر پر چیکنگ کی گئی تھی۔

کرنل فریدی ہیلی کاپٹر اڑاتا ہوا خاصی تیز رفتاری سے اس علاقے کی طرف بڑھا جا رہا تھا جہاں رضا ہاؤس تھا۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد ان کا ہیلی کاپٹر رضا ہاؤس کے وسیع لان میں اتر گیا۔ اور بیگم رضا اور وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ رضا ہاؤس کے ملازم سامنے برآمدے میں ہی اکٹھے ہو گئے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بیگم رضا کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"کرنل اور کیپٹن صاحب کو ڈرائننگ روم میں بٹھاؤ ـــــ میں ابھی آتی ہوں" ـــــ بیگم رضا نے ملازمین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری بیگم رضا ـــــ جب تک وہ کام مکمل نہیں ہو جاتا ـــــ ہم آپ کو اکیلے نہیں چھوڑ سکتے۔ اس کا ہمیں باقاعدہ حکم ملا ہوا ہے" ـــــ کرنل فریدی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا میں آپ کی قیدی ہوں" ـــــ بیگم رضا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں، آپ معزز مہمان ہیں ـــــ لیکن ڈیوٹی از ڈیوٹی" ـــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"یہ آپ میری توہین کر رہے ہیں ـــــ میں پرائم منسٹر صاحب سے خود بات کرتی ہوں ـــــ یہ کیا تماشہ ہے" ـــــ بیگم رضا کو واقعی شدید غصہ آ گیا تھا۔

"جب تک کام مکمل نہ ہو جائے۔ آپ ایسا بھی نہیں کر سکتیں ـــــ اور بیگم رضا ـــــ بہتر یہی ہے کہ آپ اپ لینڈ کا مفاد سامنے رکھیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں صرف فرض ادا کر رہا ہوں ـــــ میرا مقصد ہرگز آپ کی توہین کرنا نہیں" ـــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"سوری کرنل ـــــ اس طرح آپ لوگوں کو کچھ نہیں مل سکتا۔ اور سنیں ـــــ آپ نے مجھے رضا ہاؤس پہنچا دیا۔ آپ کا شکریہ ـــــ اب آپ جا سکتے ہیں ـــــ میں خود حکومت سے معاملات طے کرا لوں گی" ـــــ بیگم رضا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"سوچ لیں بیگم رضا ـــــ ہم آپ کے معاملے میں انتہائی نرمی سے کام لے رہے ہیں" ـــــ کرنل فریدی نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عامر ـــــ" بیگم رضا نے بری طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے اپنے ملازمین میں سے ایک کو مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام" ـــــ ایک نوجوان نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ جسمانی لحاظ سے خاصا صحت مند لگ رہا تھا۔

"کرنل اور کیپٹن صاحب کو عزت سے ہیلی کاپٹر تک چھوڑ آؤ ـــــ ہم

ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں یہاں تک چھوڑنے کی تکلیف گوارا
کی --- گڈ بائی" --- بیگم رضا نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔
"کیپٹن! --- انہیں آف کر دو --- اب اور کوئی چارہ نہیں ہے"
کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے رضا ہاؤس کا لان ریوالور
کے پے درپے دھماکوں اور بیگم رضا کے ملازمین کی چیخوں سے گونج اٹھا
کیپٹن حمید نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکال کر اس قدر تیزی سے فائرنگ
کی تھی کہ وہاں موجود چار ملازم جن میں وہ صحت مند نوجوان عامر بھی تھا
چشم زدن میں چیختے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔
"تک --- تک --- کیا ---" بیگم رضا کی آنکھیں حیرت
سے پھیلتی چلی گئیں اور دوسرے لمحے وہ لہرا کر نیچے گرنے ہی لگی تھیں کہ
کرنل فریدی نے انہیں بازوؤں میں سنبھال لیا۔
"حمید! --- سارا ہاؤس چیک کرو --- جو نظر آئے اسے آف کر دو"
کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور بیگم رضا کو اٹھا کر اندر کمرے میں لے آیا۔
اور اسے ایک صوفے پر لٹا کر اس نے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھا۔
اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے ایک جگ نظر آ گیا۔ اس نے باتھ روم سے جگ
میں پانی بھرا اور تیزی سے واپس آ کر اس نے بیگم رضا کے حلق میں پانی
انڈیلنے کے ساتھ ساتھ ان کے چہرے پر بھی پانی کے چھینٹے مارنے چاہے۔
اسی لمحے اسے دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور کرنل فریدی
نے ہونٹ بھینچ لئے۔ عام آدمیوں کو اس طرح قتل کرنے میں اسے دلی طور
پر بڑی تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ کیا کرتا۔ بیگم رضا نے خود ہی اسے
اس اقدام پر مجبور کر دیا تھا۔ چونکہ رضا ہاؤس باقی آبادی سے خاصا دور اور

الگ تھلگ تھا اس لئے اسے اس بات کی فکر نہ تھی کہ یہاں ہونے والی
فائرنگ کی آوازیں سن کر کوئی آ جائے گا۔
بیگم رضا جلد ہی ہوش میں آ گئیں اور کرنل فریدی نے جگ واپس
میز پر رکھ دیا۔
"تت --- تت --- تم نے میرے ملازمین کو قتل کر دیا ہے ---
کون ہو تم ظالم آدمی" --- ؟ بیگم رضا نے بری طرح روتے ہوئے کہا۔
ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں سی لگ گئی تھیں شاید انہوں نے
زندگی میں پہلی بار اس طرح اپنی آنکھوں کے سامنے انسانوں کو بیدردی
سے قتل ہوتے دیکھا تھا۔
"اس کی وجہ بھی تمہارا اپنا رویہ بنا ہے بیگم صاحبہ! --- اگر تم خوامخواہ
کی ضد میں نہ آتیں تو ایسا کبھی نہ ہوتا --- بہرحال اب تم بولو۔ وہ فارمولا
کہاں ہے --- ورنہ جو حشر تمہارے ملازمین کا ہوا ہے وہ تمہارا بھی
ہو سکتا ہے" --- کرنل فریدی نے اس بار انتہائی کرخت لہجے
میں کہا۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آ رہا تھا۔
"نہیں --- ہرگز نہیں --- بے شک تم مجھے مار ڈالو --- لیکن اب
تمہیں فارمولا نہیں مل سکتا --- تم یقیناً وہ نہیں ہو جو تم اپنے آپ کو
ظاہر کر رہے ہو --- اپ لینڈ کا کوئی افسر کبھی اس طرح اپ لینڈ کے
شہریوں کا قتل عام نہ کرتا" --- بیگم رضا نے غصے سے چیختے ہوئے
کہا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید اندر داخل ہوا۔
"سب آف ہو گئے ہیں --- دو اور تھے وہ فون کرنے کی کوشش
کر رہے تھے" --- کیپٹن حمید نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن! ـــــ جاؤ اور بیگم رضا کی بیٹی شہلا کو فوراً یہاں لے آؤ ـــــ اور پھر بیگم رضا کی آنکھوں کے سامنے اس کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دو ـ جاؤ اور لے آؤ اسے" ـــــ کرنل فریدی نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔

"یس کرنل" ـــــ کیپٹن حمید نے جواب دیا۔ حالانکہ اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہ تھا کہ شہلا کون ہے۔

"رک جاؤ ـــــ خدا کے لئے رک جاؤ ـــــ مت کچھ کہو اس معصوم کو۔ قاتلو ـــــ کچھ خدا کا خوف کرو" ـــــ بیگم رضا شہلا کے متعلق ایسی بات سوچ کر ہی خوف سے بری طرح کانپنے لگ گئی تھیں۔

"یہ خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع کر رہی ہے ـــــ چلو میں رعایت کر دیتا ہوں ـــــ اس کے سامنے مت قتل کرو شہلا کو ـــــ اس کو قتل کر کے اس کی صرف کھوپڑی لے آؤ یہاں ـــــ جاؤ" ـــــ کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید واپس مڑا ہی تھا کہ بیگم رضا بری طرح چیخ پڑیں۔

"رک جاؤ ـــــ رک جاؤ ـــــ میں دیتی ہوں تمہیں فارمولا ـــــ رک جاؤ" ـــــ بیگم رضا خوف اور دہشت سے بید مجنوں کی طرح کانپ رہی تھیں۔

"رک جاؤ کیپٹن! ـــــ شاید بیگم رضا کو اپنی بیٹی پر رحم آ گیا ہے ـــــ جلدی کرو ـــــ ورنہ اس بار میں کیپٹن کو روکوں گا نہیں" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

بیگم رضا جلدی سے اٹھیں اور پھر لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں دروازے

کی طرف بڑھنے لگیں۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھامنا چاہا لیکن بیگم رضا نے جلدی سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"اپنا ہاتھ پرے رکھو کرنل" ـــــ بیگم رضا نے انتہائی حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"زیادہ ٹرٹر مت کرو بڑھیا ـــــ ورنہ ابھی ڈھیر کر دوں گا" ـــــ کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو کیپٹن! ـــــ یہ اس طرح کا رویہ اپنا کر اپنا ہی نقصان کر سکتی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ لیکن بیگم رضا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اسی طرح لڑکھڑاتی ہوئی کمرے سے نکلی اور پھر راہداری میں چلتی ہوئی ایک چھوٹے سے کمرے میں آ گئی۔ کرنل فریدی اس کے ساتھ تھا جب کہ کیپٹن حمید کرنل فریدی کے اشارے پر باہر ہی رک گیا تھا۔

کمرے میں موجود ایک الماری کھول کر بیگم رضا نے کوئی خفیہ بٹن دبایا تو مخالف دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک خاصا بڑا کمرہ تھا اور کرنل فریدی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ جراثیموں پر تحقیقات کرنے والی ایک شاندار اور جدید لیبارٹری تھی۔ بیگم رضا ایک الماری کی طرف بڑھی اس نے اس میں سے ایک بوتل اٹھائی اور پھر اس نے الماری کے نچلے خانے میں پڑے ہوئے دستانے اٹھا کر پہنے اور ایک چمٹی اٹھائی اور بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے چمٹی اندر ڈالی۔ کرنل فریدی نے دیکھا کہ بوتل میں گہرے بھورے رنگ کا محلول سا بھرا ہوا تھا۔ بیگم رضا نے چمٹی اس محلول میں

ڈالی اور چند لمحوں بعد جب چمٹی باہر آئی تو اس کی دونوں نوکوں کے درمیان ایک چھوٹی سی کیپسول نما ڈبیہ پھنسی ہوئی تھی۔ بیگم رضا نے یہ ڈبیہ میز پر رکھی اور چمٹی ایک طرف رکھ کر اس نے شیشی کا ڈھکن بند کر دیا اور بوتل کو واپس الماری میں رکھ دیا۔

"لو اٹھا لو۔۔۔ اس میں فارمولے کی مائیکرو فلم موجود ہے۔۔۔ اٹھاؤ اور چلے جاؤ یہاں سے"۔۔۔ بیگم رضا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"پہلے اسے کھول کر دکھاؤ"۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ اتنے خوفزدہ ہو"۔۔۔ بیگم رضا نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے میز پر رکھی ہوئی ڈبیہ اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے میز پر ہی اسے الٹ دیا۔ دوسرے لمحے مائیکرو فلم کا رول ڈبیہ سے نکل کر میز پر گرا اور پھر رول ہوتا ہوا ساتھ پڑی چمٹی سے ٹکرا کر رک گیا۔

"اب دستانے اتار کر اسے اٹھاؤ اور باہر چلو"۔۔۔ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بیگم رضا نے دستانے اتارے اور فلم کو ایک سائیڈ سے پکڑ کر اٹھا لیا اور باہر کی طرف مڑ گئی۔

"مجھے دو"۔۔۔ کرنل فریدی نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور بیگم رضا نے خاموشی سے فلم رول کرنل فریدی کی طرف بڑھا دیا۔

کرنل فریدی نے اسے احتیاط سے پکڑا۔ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ باہر چلو"۔۔۔ کرنل فریدی نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور بیگم رضا خاموشی سے باہر کی طرف چل پڑیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس پہلے والے کمرے میں آ گئے۔ اسی لمحے کیپٹن حمید بھی دوسرے دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"سنو بیگم رضا۔۔۔ اگر یہ فارمولا نقلی، جعلی یا غلط ثابت ہوا تو پھر تمہاری بیٹی کو قتل ہونے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکے گی"۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے اس لئے تم فکر نہ کرو۔۔۔ یہ فارمولا اصلی ہے۔ تم آسانی سے اس سے ری ایکٹ بم بنا سکتے ہو بشرطیکہ۔۔۔" بیگم رضا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"بشرطیکہ کیا"۔۔۔؟ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"بشرطیکہ تم بنا سکے تو"۔۔۔ بیگم رضا نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔ کیا یہ فارمولا ادھورا ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ایک لحاظ سے ادھورا ہے بھی۔۔۔ اور نہیں بھی۔۔۔ بہرحال یہ کام سائنسدانوں کے سمجھنے کا ہے۔۔۔ تمہارے سمجھنے کا نہیں ہے۔۔۔ اگر تو تمہارے ملک کے سائنسدانوں میں قابلیت ہوئی تو وہ اس سے بم بنا لیں گے۔۔۔ نہیں تو مشکل ہے"۔۔۔ بیگم رضا نے جواب دیا۔

"ایسی صورت میں پھر یہ بم تمہیں بنانا پڑے گا بیگم رضا"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں۔۔۔ اب میرے لئے ایسا کرنا ہی ممکن نہیں رہا"۔۔۔ بیگم رضا نے جواب دیا۔

"کیوں"۔۔۔؟ کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ میں اور تم دونوں ہی زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹے مزید زندہ رہ سکیں گے"۔۔۔ بیگم رضا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اب تم مجھے دھمکانے کی کوشش کر رہی ہو"۔۔۔ کرنل فریدی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"دھمکانے یا نہ دھمکانے کا وقت گذر گیا ہے۔۔۔ پی۔ ٹو جراثیم انتہائی خوفناک جراثیم ہوتے ہیں۔۔۔ اور یہ جراثیم میرے اور تمہارے جسم کو بھی چمٹ چکے ہیں۔۔۔ اب زیادہ سے زیادہ چار گھنٹوں کے اندر ہم دونوں کی موت مقدر بن چکی ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس سے ایک لمحہ بھی مزید زندہ نہیں رکھ سکتی۔۔۔ تمہیں شائد خیال نہیں رہا کہ مائیکرو فلم اس چمٹی کے ساتھ جا کر رُکی تھی جس چمٹی پر پی۔ ٹو جراثیم چمٹے ہوئے تھے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم اسے اٹھاؤ گے اور میں بچ جاؤں گی۔۔۔ لیکن تم بیحد ہوشیار ثابت ہوئے اور آخر کار تمہیں موت کے منہ میں دھکیلنے کے لئے میں نے خود بھی موت کو گلے لگا لیا ہے۔۔۔ تم نے میرے ملازموں کو قتل کیا ہے۔ یہ اس کا انتقام ہے"۔۔۔ بیگم رضا نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ!۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا۔۔۔ حمید چلو جلدی۔۔۔ فوراً"۔۔۔ کرنل فریدی نے بُری طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور تیزی سے مُڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ یہ ہے میرا انتقام۔۔۔ اب تم تڑپ تڑپ کر مرو گے۔۔۔ سِسک سِسک کر مرو گے اور دنیا کا کوئی ڈاکٹر تمہیں موت کے منہ سے نہ بچا سکے گا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا"۔۔۔ بیگم رضا نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو بڑھیا"۔۔۔ کیپٹن حمید نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کا فائر کر دیا۔ اور بیگم رضا چیختی ہوئی کرسی سمیت پیچھے فرش پر گری اور تڑپنے لگی۔

کرنل فریدی رُکا نہیں تھا بلکہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا تھا۔ کیپٹن حمید بھی دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا اور اس کے بیٹھتے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا گیا۔

"میں نے اس بڑھیا کو گولی مار دی ہے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔۔۔ وہ چار گھنٹوں بعد ویسے ہی مر جاتی"۔۔۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

وہ ہیلی کاپٹر کی رفتار بڑھائے چلا جا رہا تھا۔

"لیکن آپ اب کیا کریں گے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے بُری طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ بس مر جاؤں گا۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ مرنے سے پہلے یہ ری بائنٹ بم کا فارمولا اپنی حکومت تک پہنچا دوں تاکہ مرتے وقت مجھے اس بات کا سکون رہے کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ اوہ۔۔۔ کیا اس کا علاج وغیرہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ہمارے ملک میں سائنسدان ہیں۔۔۔ بڑے بڑے سائنسدان ہیں"۔۔۔ کیپٹن حمید کرنل فریدی کی موت کا تصور کر کے ہی اتنا گھبرا گیا کہ اس کا نہ صرف لہجہ لڑکھڑا گیا بلکہ اس کا جسم بھی کانپنے لگا۔

"دیکھو ——— ویسے مجھے یقین ہے کہ بیگم رضا صحیح کہہ رہی ہو گی لیکن اس میں اتنا گھبرانے کی کیا بات ہے ——— آخر ایک روز ہر ایک نے مرنا ہی ہے —— کل نہ سہی آج سہی —— ہاں! میری ایک بات سن لو اگر کوئی ایسی بات ہو جائے کہ میں مرنے سے پہلے یہ فارمولا حکومت تک نہ پہنچا سکوں تو پھر یہ مشن تم نے پورا کرنا ہے ——— لیکن میری جیب سے فارمولے کی فلم نکالتے وقت ہاتھ مت استعمال کرنا۔ کسی اور چیز سے پکڑ کر نکال لینا ——— میری پرواہ نہ کرنا، صرف فارمولے کو پہنچانے کی کرنا ——— اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ علی عمران اس فارمولے کو حاصل کرنے کی ضرور کوشش کرے گا —— تم نے اپنے ملک کے مفاد کی خاطر اس کا مقابلہ کرنا ہے ——— تمہارے جیتے جی اُسے یہ فارمولا نہیں لے جانا چاہیئے۔ اسے میری خواہش سمجھو یا کچھ اور ——— بہرحال تم نے اپنی زندگی کے آخری لمحے تک جدوجہد کرنی ہے" ——— کرنل فریدی نے اسی طرح سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

اب کرنل فریدی کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگ گئے تھے۔ اور اس کا مضبوط جسم بھی آہستہ آہستہ کانپنے لگ گیا تھا۔ اور کیپٹن حمید کی حالت کرنل فریدی کو دیکھ کر اس سے بھی زیادہ خراب ہونے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"میری طبیعت بگڑنے لگی ہے حمید ——— ہیلی کاپٹر تم سنبھال لو۔ اور بس ہر قیمت پر اسے اپنے ملک کی سرحد میں لے جانا ——— کسی ٹرانسمیٹر کال کا جواب دینے کی ضرورت نہیں" ——— کرنل فریدی نے کہا اور بیلٹ کھول کر وہ آہستہ سے اُٹھا اور پھر پچھلی سیٹ پر لڑکھڑاتا ہوا

گیا اور وہاں دوہرا ہو کر لیٹ گیا۔

کیپٹن حمید نے جلدی سے ہیلی کاپٹر سنبھالا۔ کیونکہ وہ کنٹرول سے باہر ہونے لگا تھا۔ لیکن کرنل فریدی کی حالت بگڑتے دیکھ کر اس کے ہاتھ پیر بُری طرح پھول گئے تھے۔ لیکن وہ چکی کے دو پاٹوں میں بُری طرح پھنس گیا تھا۔ اگر وہ ہیلی کاپٹر چھوڑ کر کرنل فریدی کو سنبھالتا تو ہیلی کاپٹر نیچے جا گرتا اور اس طرح بھی موت یقینی تھی اور ہیلی کاپٹر صحیح طریقے سے اس سے سنبھالا نہ جا رہا تھا۔

اب کرنل فریدی کے منہ سے نہ صرف ہلکی ہلکی کراہیں نکلنے لگ گئی تھیں بلکہ اس کا جسم بھی سیٹ پر اس طرح مڑنے تڑنے لگا تھا جیسے وہ انتہائی شدید ترین تکلیف میں مبتلا ہو۔

کرنل فریدی واقعی مر رہا تھا ——— عظیم کرنل فریدی۔

مستانی چوک پر کافی دیر تک مسلسل انتظار کرنے کے باوجود جب کرنل سرلیش، بیگم رضا کو لے کر نہ پہنچا تو علی عمران، توصیف کو وہیں چھوڑ کر آغا کو ساتھ لئے واپس رین بو کلب کے عقبی حصے میں آیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے نقطہ نظر سے کرنل سرلیش کو لازماً پہنچنا چاہیے تھا۔ لیکن کرنل سرلیش کا نہ پہنچنا اسے الجھن میں ڈالے ہوئے تھا۔ اس نے کمرے میں پہنچتے ہی ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے چرخی چھاؤنی ایکسچینج کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اور پھر جنرل گل زماں کے آپریٹر کی آواز میں اس نے کیپٹن بشارت سے رابطہ قائم کیا۔

"یس ۔ کیپٹن بشارت فرام زیرو ہاؤس" ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن بشارت کی آواز سنائی دی۔

"چیف سے بات کریں" ۔۔۔ عمران نے آپریٹر کے لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ جنرل گل زماں کی آواز میں بولا۔

"ہیلو کیپٹن! ۔۔۔ کرنل سرلیش کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ آپ کے حکم کے مطابق وہ بیگم رضا کو لے کر گئے ہیں ۔۔۔ میں نے ریڈ کارڈ جاری کر دیا تھا سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن بشارت نے جواب دیا۔

"کب گئے ہیں ۔۔۔ ابھی تک تو اس کی کار مستانی چوک پر نہیں پہنچی"۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"کار ۔۔۔ کار کیسی سر ۔۔۔ وہ تو خصوصی ہیلی کاپٹر پر گئے ہیں سر ۔۔۔ آپ نے خود ہی تو کرنل سرلیش کو خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال میں رکھنے کا حکم دیا ہوا ہے سر ۔۔۔ وہ ہیلی کاپٹر پر بیگم رضا کو لے کر گئے ہیں سر" ۔۔۔ کیپٹن بشارت نے جواب دیا اور عمران ہیلی کاپٹر کا سن کر بری طرح ہونٹ کاٹنے لگا۔ اسے یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جنرل گل زماں نے اسے ہیلی کاپٹر استعمال میں دیا ہوا ہے ورنہ وہ کار کی بجائے ہیلی کاپٹر کا کہتا۔ لیکن اگر کرنل سرلیش ہیلی کاپٹر پر بھی گیا تھا تو پھر اسے زیادہ جلدی پہنچ جانا چاہیے تھا۔

"وہ ابھی تک نہیں پہنچا ۔۔۔ ادھر پرائم منسٹر صاحب انتہائی ناراض ہو رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ آپ حکم دیں تو میں ٹاور راڈار سے معلوم کروں ۔۔۔ انہیں معلوم ہوگا کہ ہیلی کاپٹر کہاں گیا ہے یا کہاں اترا ہے" ۔۔۔ کیپٹن بشارت نے کہا۔

"اوہ ہاں! ۔۔۔ جلدی معلوم کر کے بتاؤ ۔۔۔ فوراً۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"یس سر ۔۔۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن بشارت نے کہا اور اس کے بعد رسیور پر خاموشی چھا گئی۔

"سر ۔۔۔ میں کیپٹن بشارت بول رہا ہوں سر" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن بشارت کی آواز رسیور پر دوبارہ سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"سر ۔۔۔ میں نے ٹاور راڈار سے معلوم کیا ہے ۔۔۔ کرنل مرشیش کا ہیلی کاپٹر بیگم رضا کے آبائی مکان رضا ہاؤس میں اترا ہے اور ابھی تک وہیں ہے" ۔۔۔ کیپٹن بشارت نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ انہیں ٹرانسمیٹر پر کوئی حکم دینا ہے سر" ۔۔۔ کیپٹن بشارت نے پوچھا۔

"نہیں ۔۔۔ میں خود اس سے بات کر لونگا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

"یہ رضا ہاؤس کیسے پہنچ گئے ۔ انہوں نے تو مستانی چوک آنا تھا" ۔۔۔؟ قریب کھڑے آغا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رضا ہاؤس یہاں سے کتنی دور ہے ۔۔۔ مجھے پہلے شک پڑا تھا لیکن میں نے اسے ٹال دیا تھا ۔۔۔ لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیسا شک ۔۔۔؟ ویسے وہ تو کافی دور ہے ۔ کم از کم ایک گھنٹہ لگ جائے گا" ۔۔۔ آغا نے کہا۔

"آؤ جلدی کرو ۔۔۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے" ۔۔۔ عمران نے

تیز لہجے میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا ۔ آغا بھی اس کے ساتھ تھا اور پھر رین بو کلب سے باہر نکل کر وہ ایک سائیڈ میں کھڑی کار تک پہنچے ۔ عمران کے کہنے پر آغا نے سٹیرنگ سنبھال لیا کیونکہ عمران کو رضا ہاؤس کا اتہ پتہ معلوم نہ تھا۔

"توصیف کو ساتھ لے لیں ۔۔۔ مستانی چوک سے تو گذرنا ہی پڑے گا"۔ آغا نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ۔۔۔ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور آغا نے کار کی رفتار بڑھا دی ۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ مستانی چوک پر پہنچ گئے ۔ آغا نے توصیف کو اشارے سے بلایا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر اس کے بیٹھتے ہی کار آگے بڑھا دی۔

"کیا ہوا ۔۔۔ وہ لوگ مستانی چوک کیوں نہیں پہنچے" ۔۔۔؟ توصیف نے کار میں بیٹھتے ہی کہا۔

"وہ بیگم رضا کو ہیلی کاپٹر میں لے کر رضا ہاؤس میں اترے ہیں ۔ اور ابھی تک وہیں ہیں ۔۔۔ ہم رضا ہاؤس جا رہے ہیں" ۔۔۔ آغا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا جب کہ عمران خاموش بیٹھا تھا ۔ اس کی فراخ پیشانی پر گہری سوچ کی لکیریں تھیں۔

"رضا ہاؤس گئے ہیں ۔۔۔ کیوں" ۔۔۔؟ توصیف نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"معلوم نہیں ۔۔۔ عمران صاحب کسی شک کی بات کر رہے تھے۔ عمران صاحب ! ۔۔۔ آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کو کیا شک ہوا تھا" ۔۔۔؟ آغا نے پوری رفتار سے کار دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

—

"مجھے کرنل سرپش سے گفتگو کے درمیان شک پڑا تھا کہ یہ آواز کرنل فریدی سے ملتی ہے ——— لیکن پھر میں نے اس لئے اس شک کو جھٹک دیا کہ کرنل فریدی کسی صورت بھی وہاں زیرو ہاؤس میں نہیں پہنچ سکتا ——— لیکن اب وہ بیگم رضا کو متاثی چوک پر لے آنے کی بجائے رضا ہاؤس میں لے گیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اگر کرنل فریدی نہیں ہے تو کم از کم کرنل سرپش نہیں ہو سکتا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اگر وہ کوئی بھی ہو ——— وہ رضا ہاؤس لے کر کیوں گیا ہے" ——— ؟ توصیف نے کہا۔

"جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ یہ چکر کاغذات کا ہے ——— کرنل سرپش نے پہلے یہی بتایا تھا کہ وہ خصوصی مشن پر پہلے رضا ہاؤس میں بھی کاغذات تلاش کر چکا ہے ——— اور اب وہ یقیناً بیگم رضا کو لے کر اسی مقصد کے لئے گیا ہو گا ——— بہرحال اب ہم جا رہے ہیں۔ صورت حال معلوم ہو جائے گی" ——— عمران نے جواب دیا اور آغا اور توصیف خاموش ہو گئے۔ ظاہر ہے یہاں بیٹھے تو کچھ معلوم نہ ہو سکتا تھا۔

آغا انتہائی رفتار سے کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور پھر تقریباً پنتالیس منٹ بعد وہ رضا ہاؤس پہنچ گئے۔ لیکن رضا ہاؤس تو مذبح خانے کا منظر پیش کر رہا تھا۔ عمران۔ آغا اور توصیف تینوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ برآمدے میں بیگم رضا کے چار ملازم گولیوں کا شکار ہوئے پڑے تھے۔ ہیلی کاپٹر وہاں موجود نہ تھا۔

توصیف بے تحاشا دوڑتا ہوا اندرونی کمروں میں گیا اور پھر اس نے بیگم رضا کو دریافت کر لیا۔ بیگم رضا کے کاندھے کے نیچے گولی لگی تھی اور خون

افی بہہ گیا تھا۔ لیکن اس کی سانس بہرحال چل رہی تھی وہ بیہوش تھی۔

"اوہ! ——— یہ زندہ ہے ——— یہاں فرسٹ ایڈ باکس ہے" ——— ؟ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں ہے ——— میں لے آتا ہوں" ——— توصیف نے بیگم رضا کو اٹھا کر پلنگ پر ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آغا! ——— تم گرم پانی لے آؤ غسل خانے سے ——— جلدی کرو۔ اس کی حالت بے حد خراب ہے" ——— عمران نے آغا سے کہا اور آغا بھی سر ہلاتا ہوا دوڑ پڑا۔

عمران بیگم رضا کی نبض پکڑے پلنگ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔ بیگم رضا کے منہ کے کناروں سے رال بہہ بہہ کر اس کی گردن تک چلی گئی تھی اور عمران اس رال کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے بری طرح چونکتے ہوئے بیگم رضا کی بند آنکھوں کو کھول کر دیکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اسی لمحے آغا گرم پانی کا جگ لے کر اور توصیف بڑا سا میڈیکل باکس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"توصیف! ——— بیگم رضا گولی کے ساتھ ساتھ دنیا کے خوفناک ترین قاتل جراثیم پی۔ ٹو کا بھی شکار ہو چکی ہے" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے توصیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پی۔ ٹو ——— کیا مطلب" ——— توصیف اور آغا دونوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— یہ دنیا کے خوفناک ترین جراثیم ہیں۔ جن کا ابھی تک کوئی توڑ

معلوم نہیں ہو سکا ـــ یہ جسم میں پہنچ جائیں تو انسان چار گھنٹوں تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد ایک لمحہ بھی نہیں ـــ اور میرا خیال ہے کہ ایک گھنٹہ گذر چکا ہے" ـــ عمران نے میڈیکل باکس کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ پھر" ـــ توصیف نے بے حد گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آغا! ـــ تم گولی نکال کر ڈریسنگ کر سکتے ہو" ـــ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ـــ کر سکتا ہوں" ـــ آغا نے جواب دیا۔

"یہاں فون ہے" ـــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے" ـــ توصیف نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

"لاؤ جلدی کرو ـــ آغا! تم ڈریسنگ کرو۔ میں ساتھ ساتھ تمہیں بتاتا جاؤں گا ـــ میں کوشش کر دیکھوں۔ شائد کوئی صورت نکل آئے"۔ عمران نے کہا اور اُٹھ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور آغا نے جلدی سے کام شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی توصیف ٹیلیفون اٹھائے واپس آیا۔ اس نے اس کا پلگ لگایا اور عمران نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور پہلے پاکیشیا کے فارن نمبر ڈائل کئے۔ پھر لائن ملتے ہی دیگر نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ ساتھ ساتھ وہ آغا کو بھی کام کرتے دیکھ رہا تھا۔ آغا واقعی انتہائی مہارت سے زخم سے گولی نکالنے میں مصروف تھا اور عمران اس کے ہاتھ چلتے دیکھ کر مطمئن ہو گیا۔

"ہیلو ـــ سیکرٹری ٹو مادام تاؤ سپیکنگ" ـــ چند لمحوں بعد ہی رسیور

سے آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں ـــ مادام تاؤ سے بات کراؤ" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد مادام تاؤ کی آواز رسیور پر ابھری۔

"مادام تاؤ بول رہی ہوں ـــ آج تمہیں کیسے میرا نمبر یاد آگیا ـــ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ تم میری ریسرچ میں مدد کرو گے" ـــ مادام تاؤ کی آواز شکوے سے بھرپور تھی۔

"مادام تاؤ! ـــ تمہارے ساتھ بے وفائی کر کے میں بھلا تمہارا تاؤ کیسے برداشت کر سکتا ہوں ـــ میں نے تو تمہاری مدد کی خاطر باقاعدہ پی۔ ٹو جراثیموں پر ریسرچ شروع کر رکھی ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"پی۔ ٹو جراثیم ـــ اوہ لیکن ـــ" مادام تاؤ نے بُری طرح چونک کر جواب دیا۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہ تمہاری لائن نہیں ہے ـــ لیکن دراصل میں اس ٹو سے بڑا مانوس ہوں ـــ تفصیل تو بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے پی۔ ٹو کا توڑ بھی تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کبھی" ـــ ؟ عمران نے کہا۔

"ہاں! ـــ میں نے ان پر ریسرچ کی تھی اور کوشش کی تھی کہ ان کا توڑ مل سکے ـــ لیکن مجھے ناکامی ہوئی تھی اس لئے بعد میں یہ خیال ہی میں نے چھوڑ دیا تھا" ـــ مادام تاؤ نے جواب دیا۔

"کون کون سے فارمولے آزمائے تھے" ـــ ؟ عمران نے بے چینی سے

پوچھا اور مادام تاؤ نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"ان میں سے زیادہ کامیاب کونسا فارمولا ہوا تھا ۔۔۔۔ ؟" عمران نے پوچھا۔

"زیرو ایکس ایٹی فائیو مارتھم کمپاؤنڈ قدرے کامیاب رہا تھا ۔۔۔ لیکن صرف وقفہ بڑھا تھا مگر مکمل توڑ نہ ہو سکا تھا" ۔۔۔ مادام تاؤ نے جواب دیا۔

"کتنا وقفہ بڑھا تھا" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"آٹھ گھنٹے کا ۔۔۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ مادام تاؤ نے جواب دیا۔

"اوہ !۔۔ خاصا وقفہ ہے ۔۔۔ اری ٹیشن کتنی ہوئی تھی" ۔۔۔ عمران نے چونک کر جواب دیا۔

"ٹوئنٹی فائیو پرسنٹ ہوئی تھی ۔۔۔ حالانکہ میرا خیال تھا کم از کم تھرٹی ایٹ تو ہو گی۔ لیکن وہ ٹوئنٹی فائیو سے آگے نہ بڑھ سکی تھی" ۔۔۔ مادام تاؤ نے جواب دیا۔

"تم نے اس میں زیرو تھرٹی ناٹچم کمپاؤنڈ ملا کر دیکھا تھا" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ناٹچم کمپاؤنڈ ۔۔۔ اوہ نہیں ۔۔ مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا ۔۔۔ اوہ واقعی ناٹچم کمپاؤنڈ ملنے سے اری ٹیشن بڑھ سکتی ہے ۔۔۔ گڈ آئیڈیا" مادام تاؤ نے قدرے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو مادام ! ۔۔۔ رسیور یہیں رکھو اور فوراً لیبارٹری میں جا کر اسے ملاؤ اور پھر مجھے رزلٹ بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب !۔۔۔ کیا تم مجھے حکم دے رہے ہو ۔۔ مادام تاؤ کو" ۔۔۔

مادام تاؤ کا لہجہ یکلخت بدل گیا۔

"فی الحال تو حکم دے سکتا ہوں ۔۔۔ شادی کے بعد تو ظاہر ہے مجھے ہی تم ماننا پڑے گا ۔۔۔ کم از کم پہلے تو یہ حسرت پوری کر سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے مادام تاؤ کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا اچھا یہ بات ہے ۔۔۔ پھر ٹھیک ہے ۔۔۔ ہولڈ کرو ۔ میں ابھی بتاتی ہوں" ۔۔۔ مادام تاؤ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور رسیور پر خاموشی چھا گئی۔

عمران نے بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ اب مادام کی نفسیات کو اچھی طرح جان چکا تھا اس لئے اس نے یہ کارڈ کھیلا تھا ورنہ اسے معلوم تھا کہ مادام اگر اکھڑ گئی تو پھر اسے سنبھالنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔

آغا نے اس دوران زخم سے گولی نکال کر ڈریسنگ کر دی تھی اور عمران نے اسے مختلف انجکشن لگانے کی ہدایات دینا شروع کر دیں اور آغا سر ہلاتے ہوئے انجکشن تیار کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"ہیلو ۔۔ ہیلو عمران ۔۔۔ ہیلو" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد رسیور پر مادام تاؤ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے آہستہ چیخو ۔۔۔ میرے کانوں کے پردے سٹین لیس سٹیل کے بنے ہوئے نہیں ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ عمران ونڈرفل ۔۔۔ تم انتہائی گریٹ سائنسدان ہو ۔۔۔ تم نے کمال دیا ۔۔۔ میں چھ ماہ تک سر کھپاتی رہی۔ لیکن ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکی تھی ۔۔۔ تم نے انتہائی حیرت انگیز کام کیا ہے ۔۔۔ تمہارا دماغ نجانے کس چیز کا بنا ہوا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے مادام تاؤ نے

انتہائی پُرجوش انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ وہ مسلسل بولے چلی جارہی تھی۔

"دماغ اب کہاں رہ گیا ہے ـــــ وہ تو تمہاری تمہید سنتے سنتے خرچ ہو چکا ہے ـــــ بہرحال اب میٹرک کے رزلٹ کا اعلان بھی کر دو۔ تقریر بہت سُن لی" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایٹی نائن پرسنٹ اری ٹیشن ـــ انتہائی حیرت انگیز" ـــــ دوسری طرف سے مادام تاؤ نے بُرا منائے بغیر کہا۔ شاید اپنی خاص لائن میں اس قدر شاندار اور اچانک کامیابی کی وجہ سے اس کی اپنی بگڑی ہوئی نفسیات درست ہو گئی تھی۔

"گڈ ویری گڈ ـــــ ابھی کام جاری رکھو ـــــ تھینک یُو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

بیگم رضا کو اب ہوش آتا جا رہا تھا۔ لیکن آغا اور توصیف یہ دیکھ کر بے حد پریشان ہو رہے تھے کہ جیسے جیسے انہیں ہوش آتا جا رہا تھا ان کا جسم بُری طرح اینٹھنے لگا تھا اور بے پناہ تکلیف کی وجہ سے چہرہ مسخ ہوتا جا رہا تھا۔

"اسے ہوش میں مت لاؤ۔ ورنہ اس کی تکلیف ناقابل برداشت ہو جائے گی ـــــ توصیف! ـــــ بیگم رضا کی لیبارٹری تم نے دیکھی ہوئی ہے" ـــ عمران نے آغا سے بات کر کے توصیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــــ ایک بار میں شہلا کے ساتھ گیا تھا" ـــــ توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ بیگم رضا کی حالت کی وجہ سے اس کا چہرہ بُری طرح بُجھا ہوا تھا۔

"تو آؤ جلدی کرو ـــــ مجھے وہاں لے چلو ـــــ میں نے بیگم رضا کی بیماری کا نسخہ تجویز کر لیا ہے" ـــــ عمران نے کہا اور توصیف عمران کی بات

سُن کر بے اختیار مسکرا دیا۔ عمران کا یہ فقرہ ہی اس کے لئے بے حد حوصلہ افزا ثابت ہوا تھا اور اُسے عمران کی بے پناہ صلاحیتوں کا جیسے جیسے علم ہوتا جا رہا تھا عمران کی عزت اس کے دل میں ویسے ہی بڑھتی جا رہی تھی۔

عمران نے لیبارٹری میں جاتے ہی حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ یہ لیبارٹری اس کے تصور سے بھی زیادہ جدید اور مکمل تھی۔ حالانکہ اس نے مادام تاؤ کی بھی جراثیموں پر ریسرچ لیبارٹری دیکھی تھی اور مادام تاؤ نے اس لیبارٹری کو مکمل کرنے کے لئے خاصی رقم بھی خرچ کی تھی لیکن بیگم رضا کی لیبارٹری اس سے کہیں زیادہ جدید، وسیع اور مکمل تھی۔

عمران نے بڑی تیزی سے الماریں کا جائزہ لینا شروع کر دیا اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے اس میں سے ایک بوتل نکالی اور اُسے درمیانی میز پر رکھ کر وہ آگے بڑھ گیا۔ اس طرح مختلف الماریوں سے اس نے مختلف بوتلیں نکالیں اور پھر اس نے ایک الماری سے مخصوص دستانے نکال کر ہاتھوں پر پہنے اور اس کے بعد اس نے ایک ٹیسٹ ٹیوب میں ان بوتلوں میں موجود مختلف رنگوں کے محلول کو بڑے ماہرانہ انداز میں مختلف مقداروں میں ملانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ ان کا تناسب بھی چیک کرتا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ٹیسٹ ٹیوب میں ہلکے نارنجی رنگ کا محلول نظر آنے لگا عمران نے ایک مشین کے ذریعے اس کا تناسب اور کوالٹی کو چیک کیا اور پھر ایک اور الماری سے اس نے ایک چھوٹی بوتل نکالی اور محلول اس میں ڈال کر اس نے اس کا ربڑ کا ڈھکن جما دیا۔ ایک خالی سرنج اٹھا کر محلول کی تھوڑی سی مقدار اس میں منتقل کی اور پھر شیشی کو جیب میں ڈال کر وہ سرنج اٹھائے توصیف کے ساتھ واپس اس کمرے میں آیا جہاں بیگم رضا بیہوش پڑی تھی۔

لیکن بیہوشی کے عالم میں بھی اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا جسم انتہائی شدید تکلیف میں مبتلا ہے۔

عمران نے بیگم رضا کے بازو کی رگ میں انجکشن لگایا اور پھر سرنج ایک طرف پھینک کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ بڑے غور سے بیگم رضا کو دیکھ رہا تھا۔ آغا اور توصیف خاموش کھڑے تھے ان کی نظریں بھی بیگم رضا پر جمی ہوئی تھیں اور پھر انہوں نے واضح طور پر محسوس کیا کہ بیگم رضا کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگ گیا ہے تو ان کے چہروں پر بھی اطمینان کے آثار نمایاں ہونے لگ گئے۔ عمران کے لبوں پر بھی دھیرے دھیرے پھیلنے والی مسکراہٹ گہری ہونے لگ گئی تھی اور جب بیگم رضا کا چہرہ بالکل نارمل نظر آنے لگا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کی بند آنکھیں کھولیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

"گڈ شو ——— بیگم رضا موت کی وادی میں داخل ہو کر واپس آ گئی ہیں اب انہیں ہوش میں لے آؤ" ——— عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور آغا نے جلدی سے ایک سائیڈ پر رکھا ہوا انجکشن اٹھایا اور بیگم رضا کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔ توصیف اب انتہائی عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد بیگم رضا کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ آہستہ سے کراہیں۔

"آنٹی ——— آنٹی ——— آپ ہوش میں آ گئیں ——— میں توصیف ہوں" ——— توصیف نے بے اختیار آگے بڑھ کر بیگم رضا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے محبت اور جذبات سے پر لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— لیکن ——— لیکن وہ ———" بیگم رضا نے توصیف

کے ساتھ اجنبی افراد کو دیکھتے ہوئے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"لیٹے رہیے ——— آپ صرف توصیف کی ہی آنٹی نہیں ہیں۔ ہماری بھی آنٹی ہیں ——— میں تو اب تک آنٹی کو انٹ شنٹ والے محاورے والی سمجھتا رہا تھا لیکن آج پتہ چلا کہ آنٹی تو انٹینا سے بنی ہے محبت اور پیار کے سگنل سے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آغا اور توصیف تو کھل کھلا کر ہنس پڑے جب کہ بیگم رضا مسکرا دیں۔

"کمال ہے ——— میں تو اپنے آپ کو محسوس کر رہی ہوں کہ بالکل ٹھیک ہوں۔ حالانکہ اس وقت تو میری حالت غیر ہونی چاہیے تھی ——— کیا میرا اندازہ غلط تھا" ——— بیگم رضا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ پی۔ ٹو جراثیموں کی بابت سوچ رہی ہیں شاید" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ——— تم کیسے جانتے ہو ——— تمہیں کیسے معلوم ہوا" ——— بیگم رضا کو حیرت کا اس قدر شدید جھٹکا لگا کہ وہ چاہنے کے باوجود بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

"میں نے آپ کے منہ سے بہنے والی رال اور آنکھوں کی پتلیوں میں موجود ہلکے نیلے رنگ کی ڈوری دیکھ کر اندازہ لگایا تھا کہ آپ کے جسم میں پی۔ ٹو جراثیم کم از کم ایک گھنٹہ پہلے داخل ہو چکے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— کیا تم سائنسدان ہو ——— لیکن پھر پی۔ ٹو کی علامات کیوں نہیں ظاہر ہو رہیں ———؟" بیگم رضا کی آنکھیں حیرت سے پھٹی جا رہی تھیں۔

"میں نے آپ کی اجازت کے بغیر آپ کی لیبارٹری میں جاکر اس کا توڑ اٹھایا اور آپ کو انجیکٹ کر دیا ۔۔۔ اس لئے آپ اب بالکل ٹھیک ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پی۔ٹو کا توڑ ۔۔ کیا مطلب ۔۔ کیا تم پاگل ہو ۔۔ آج تک دنیا سر پٹک کر رہ گئی لیکن پی۔ٹو کا مکمل توڑ تلاش نہیں کیا جا سکا" ۔۔۔ بیگم رضا نے اس طرح سر ہلایا جیسے انہیں یقین ہو کہ عمران ایک ناممکن بات کر رہا ہے۔

"سر پٹکنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔۔ بغیر سر پٹکے اگر زیرو الیکٹرک فائیو مارجم کمپاؤنڈ میں زیرو تھری نائجم کمپاؤنڈ ملا دیا جاتے تو اری ٹیشن ایٹی ناٹن پرسنٹ تک چلی جاتی ہے ۔۔ اور اتنا تو آپ بھی جانتی ہیں کہ پی۔ٹو جراثیم کی ہلاکت کے لئے سیونٹی فائیو پرسنٹ اری ٹیشن ہی بہت کافی ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیگم رضا اس طرح عمران کو دیکھنے لگیں جیسے ان کے سامنے انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت چیز بیٹھی ہوئی ہو۔

"اوہ ۔۔ اوہ ۔۔ ونڈرفل ۔۔ اوہ ۔۔ تم عظیم ترین سائنسدان ہو ۔۔ اوہ ۔۔ حیرت انگیز ۔۔ میں تمہاری عظمت کو سلام کرتی ہوں" بیگم رضا نے یکلخت چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے وہ اتنی تیزی سے اٹھ کر عمران کے پیروں میں جھکیں کہ عمران حرکت بھی نہ کر سکا۔

"تم ۔۔ تم عظیم ہو ۔۔ عظیم ترین ہو" ۔۔ بیگم رضا عمران کے پیر پکڑے ہذیانی انداز میں چیختے چلی جا رہی تھیں۔

"ارے ارے آنٹی ۔۔ ارے پلیز" ۔۔ عمران نے بری طرح گھبرا کر بے اختیار بیگم رضا کو پکڑا اور بڑی مشکل سے انہیں اپنے پیروں سے علیحدہ کیا۔

"نہیں نہیں ۔۔ مجھے ان پیروں سے علیحدہ نہ کرو ۔۔ اگر میں مسلمان نہ ہوتی تو میں تمہیں سجدہ کرتی ۔۔ اوہ عظیم ترین انکشاف ۔۔ اوہ ۔۔ ناممکن ممکن ہو گیا" ۔۔ آنٹی مسلسل ہذیانی انداز میں بولے جا رہی تھیں اور آغا اور توصیف اس طرح یہ منظر دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ کیونکہ وہ بیگم رضا کی عادت سے واقف تھے۔ بیگم رضا بڑے بڑے سائنسدانوں کو گھاس نہ ڈالتی تھیں اور اچھے اچھے سائنسدان بیگم رضا سے گفتگو کرنے کی حسرت دل میں رکھتے تھے۔ لیکن بیگم رضا یہاں عمران کے پیر پکڑے اسے سجدہ کرنے کی بات کئے جا رہی تھی۔ لیکن انہیں معلوم نہ تھا کہ عمران نے واقعی ایک ایسا کام کر دکھایا تھا جسے پوری دنیا کے سائنسدان متفقہ طور پر ناممکن قرار دے چکے تھے۔

"ارے آنٹی! ۔۔ توبہ توبہ ! ۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ۔۔ میری جرأت ہے کہ میں آپ کے مقابلے میں سائنس دانی کا دعویٰ کروں۔ وہ تو قلندر مست ملنگ نے مجھے خواب میں بشارت دے دی تھی" ۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"قلندر مست ملنگ ۔۔ وہ کون ہے" ۔۔ ؟ بیگم رضا نے اب سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

"بس ہے ایک ۔۔ ایسے انکشافات تو اس کی چٹکیوں میں بھرے

رہتے ہیں ___ چٹکی بجاتی اور انکشاف تیار ___ بہرحال آپ مجھے
یہ بتائیں کہ یہ ہوا کیا تھا ___ آپ کے ملازمین کو قتل کیا گیا ہے ___
آپ کو گولی ماری گئی ___ وہ کرنل سرلش اور کیپٹن ہری چند آپ کو زیرد
ہاؤس سے ہیلی کاپٹر پر یہاں کیوں لے آئے تھے ___ اور اب وہ
کہاں ہیں" ___ ؟ عمران نے بیگم رضا کا ذہن بدلنے کے لئے تفصیلی
بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ اوہ ___ میں تو تمہاری وجہ سے بچ گئی ___ لیکن وہ کرنل
نہ بچ سکے گا ___ وہ سسک سسک کر مرے گا ___ وہ فارمولا تو
لے گیا لیکن موت اس کا مقدر بن چکی ہے" ___ بیگم رضا نے یکلخت
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ___ کیا وہ بھی پی ٹوجراثیم کا شکار ہو چکا ہے" ___ ؟
اس بار عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ___ اور اسی کو شکار کرنے کے چکر میں تو میں خود اپنی جان پر
کھیل گئی تھی ___ میں اس سے اس طرح جبراً فارمولا حاصل کرنے اور
اپنے ملازمین کو قتل کرنے کا بھیانک انتقام لینا چاہتی تھی ___ لیکن
وہ بہت ہوشیار اور کایاں آدمی تھا۔ اس نے احتیاط کے طور پر پہلے
مجھے فارمولا فلم اٹھانے کے لئے کہا اور مجھے مجبوراً ایسا کرنا پڑا" ___
بیگم رضا نے جواب دیا۔

"اوہ! ___ آپ پوری تفصیل بتائیں ___ پلیز ذرا جلدی جلدی"۔
عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور
اضطراب کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"لیکن تم اس قدر کیوں بے چین ہو رہے ہو ___ وہ ہمارے دشمن
تھے" ___ بیگم رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ پلیز تفصیل بتائیں ___ جلدی" ___ عمران نے اس بار
نہایت خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور بیگم رضا نے جلدی
جلدی زیرد ہاؤس میں ہونے والی بات چیت سے لے کر یہاں
پہنچنے تک اور پھر آخر گولی کھا کر بے ہوش ہونے تک ساری کارروائی
تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ! ___ تو وہ اس فارمولے کے چکر میں تھے ___ اب مجھے
یقین آگیا ہے کہ وہ کرنل سرلش اور کیپٹن ہری چند کے میک اپ میں
ضرور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ہی ہوں گے" ___ عمران نے بری
طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ مجھے یاد آگیا ___ اس کرنل نے باہر جاتے ہوئے اپنے
ساتھی کو حمید کہہ کر پکارا تھا۔ مجھ پر فائر بھی اسی حمید نے ہی کیا تھا" ___
بیگم رضا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران نے ایک جھٹکے سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور اتنی تیزی
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جیسے ایک ایک لمحہ اس پر
شاک گذر رہا ہو۔

"یس ___ چرخی چھاؤنی ایکس چینج" ___ دوسری طرف سے
آواز ابھری۔

"میں جنرل گل زماں بول رہا ہوں ___ جلدی سے کیپٹن بشارت
سے بات کراؤ" ___ عمران نے اس بار پی اے والا تکلف بھی

نظرانداز کر دیا تھا۔

"اوہ ۔۔ یس سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

لیکن کچھ دیر تک جب لائن پر آواز نہ ابھری تو عمران اور زیادہ بے چین اور مضطرب نظر آنے لگا۔

"ہیلو ۔۔ ہیلو آپریٹر" ۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

"یس سر ۔۔ کیپٹن بشارت زیرو ہاؤس میں نہیں ہیں سر ۔۔ وہ ایئر آپریشن ٹاور پر ہیں ۔۔ وہاں کوئی فون نہیں اٹھا رہا۔ آپ ہولڈ آن کریں سر ۔۔ میں کوشش کر رہا ہوں" ۔۔۔۔ آپریٹر کی آواز سنائی دی اور عمران کے ہونٹ مزید بھینچ گئے اور اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار مزید گہرے ہو گئے۔ بیگم رضا۔ آغا اور توصیف حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"سر ۔۔ کیپٹن بشارت وہاں بھی موجود نہیں ہیں ۔۔ آپ اگر چاہیں تو ٹاور انچارج ایئر کموڈور برکت صاحب سے بات کر لیں۔ وہ وہاں موجود ہیں" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہیلو ۔۔ ایئر کموڈور برکت بول رہا ہوں سر ۔۔ کیپٹن بشارت واپس زیرو ہاؤس گئے ہیں ابھی" ۔۔۔۔ ایک بھاری آواز رسیور پر سنائی دی۔

"کرنل سرلش کے ہیلی کاپٹر کا کیا ہوا کموڈور برکت" ۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"اوہ ! ۔۔ سر آپ کے حکم پر ہم نے کرنل سرلش سے ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوئی جواب نہ ملنے پر سپیشل ٹرانسمیٹر پر آپ کی بات کرائی ۔۔۔۔ اس پر آپ کے حکم پر اسے جنگی جہازوں سے گھیرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔۔۔۔ لیکن سر ۔۔۔۔ وہ مسلسل ساگالینڈ کی سرحد کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہے انتہائی تیز رفتاری سے ۔۔۔۔ کیپٹن بشارت بھی اسی لئے زیرو ہاؤس گئے ہیں تاکہ فائنل آرڈر لے سکیں ۔۔۔۔ آپ کا فون آ گیا ۔۔ اب کیا حکم ہے سر ۔۔ اسے ہٹ کر دیا جائے سر ۔۔۔۔ ورنہ وہ تھوڑی دیر بعد ہی ساگالینڈ کی سرحد کراس کر جائے گا سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایئر کموڈور برکت نے کہا۔

"سپیشل ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتاؤ ۔۔۔۔ میں یہاں ہیڈ کوارٹر سے بات کرتا ہوں ۔۔ اور سنو ! ۔۔ اسے ہٹ نہیں کرنا۔ ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا ۔۔۔۔ وہ بے شک ساگالینڈ چلے جائیں۔ ہم وہاں سے بھی اپنا مقصد حاصل کر لیں گے ۔۔۔۔ لیکن اس کے ہٹ ہو جانے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا ۔۔۔۔ یہ میرا آرڈر ہے"۔ عمران نے تیز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔ جو حکم سر" ۔۔۔۔ ایئر کموڈور برکت نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے سپیشل ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بھی بتا دی۔

"اپنے جہاز واپس منگوا لو ۔۔ جلدی ۔۔ فوراً ۔۔ اٹ از مائی آرڈر۔

"او کے" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے کریڈل دبا دیا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں ——— کیا آپ دشمنوں کو تحفظ دے رہے ہیں" ——— ؟ توصیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ! ——— تم نہیں جانتے کہ کرنل فریدی کیا حیثیت رکھتا ہے ——— وہ عظیم ترین انسان ہے اور اس کی موت صرف ساگالینڈ کے لئے ہی نہیں ——— پوری دنیا کے اچھے انسانوں کے لئے المیہ ہوگی" ——— عمران نے توصیف کو بُری طرح جھاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ آغا سمجھ گیا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کی کار کے ڈیش بورڈ میں سپیشل لانگ رینج ٹرانسمیٹر فٹ ہے اور ظاہر ہے عمران نے اُسے پہلے سے دیکھ رکھا تھا۔

کیپٹن حمید کی پوزیشن واقعی بے حد خراب تھی۔ کیونکہ کرنل فریدی کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ کرنل فریدی اب پچھلی نشست پر واقعی اس طرح لوٹ پوٹ ہو رہا تھا جیسے ذبح کی ہوئی بکری تڑپتی ہے یا پھر پانی سے باہر مچھلی کا جو حشر ہوتا ہے۔ حالانکہ کیپٹن حمید جانتا تھا کہ کرنل فریدی جیسی قوت برداشت شاید پوری دنیا میں اور کسی کے پاس نہ ہو۔ اور شاید یہ بے پناہ قوت برداشت کا ہی نتیجہ تھا کہ اس قدر خراب حالت کے باوجود کرنل فریدی کے لبوں سے بس ہلکی ہلکی کراہیں ہی نکل رہی تھیں۔ لیکن تکلیف شاید اب انسانی قوت برداشت کی حدود سے باہر نکل چکی تھی اس لئے کرنل فریدی جیسا انسان بھی مچھلی کی طرح تڑپنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ لیکن کیپٹن حمید مجبور تھا۔ وہ سوائے ہیلی کاپٹر کو اڑانے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔ ایسی بے بسی شاید کیپٹن حمید نے بھی پوری زندگی میں کبھی محسوس نہ کی تھی۔ اس بے بسی کی

انتہا لے اس کا چہرہ بھی مسخ کر دیا تھا۔

ابھی ساگالینڈ کی سرحد کافی دور تھی اور پھر ساگالینڈ پہنچ کر بھی کیپٹن حمید، کرنل فریدی کے لئے کچھ نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس بیگم رضا کی بات سن چکا تھا کہ ان جراثیم کا کوئی توڑ نہیں ہے اور زندگی صرف چار گھنٹوں کی حقیر مدت میں محدود ہو کر رہ گئی ہے اور یہ چار گھنٹے بھی بے پناہ تکلیف کے تھے۔ ابھی آدھا گھنٹہ ہی گذرا تھا کہ کرنل فریدی کی یہ حالت تھی تو بعد میں کیا ہوگا۔

ابھی وہ ہونٹ بھینچے یہی سوچ رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ لیکن کیپٹن حمید نے قطعاً اس کی پرواہ نہ کی۔ ویسے بھی وہ ذہنی طور پر اس وقت انتہائی سخت خلجان میں مبتلا تھا اس لئے صحیح معنوں میں اسے ہوش تک نہ تھا۔

ٹرانسمیٹر کافی دیر تک کال دینے کے بعد خود بخود بند ہو گیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ہی یکلخت ہیلی کاپٹر کے ایک کونے سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ ایئر کموڈور برکت کالنگ آن سپیشل ٹرانسمیٹر پائلٹ!۔۔۔ جواب دو۔۔۔ تم ٹرانسمیٹر کال کیوں اٹنڈ نہیں کر رہے۔ اور تمہارا ہیلی کاپٹر ساگالینڈ کی سرحد کی طرف کیوں جا رہا ہے۔۔۔ جواب دو فوراً۔۔۔ اوور"۔۔۔ بھاری آواز میں کہا گیا۔

"کرنل سرلیش بول رہا ہوں۔۔۔ اٹ از ویری امپورٹنٹ مشن۔ اینڈ سیکرٹ مشن۔۔۔ پلیز ڈونٹ ڈسٹرب۔ اوور"۔۔۔ اچانک کرنل فریدی کی پیچھے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید

حیرت سے مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا۔ کرنل فریدی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اس کا جسم اسی طرح تڑپ رہا تھا لیکن اس کی آواز میں وہی پہلے جیسی کھنک تھی اور کیپٹن حمید کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ کوئی شخص اس حالت میں بھی اپنے ذہن، لہجے اور آواز پر اس طرح کنٹرول کر سکتا ہے۔

"کیسا مشن کرنل سرلیش!۔۔۔ تفصیل بتاؤ۔۔۔ چیف آف ملٹری انٹیلیجنس نے تمہیں فوراً واپس بلانے کا حکم دیا ہے۔۔۔ فوراً واپس مڑ جاؤ۔ ورنہ ایئر فورس کے ذریعے تمہیں جبراً واپس لایا جائے گا اور ایسی صورت میں تم مجرم ہو گے۔۔۔ تمہارا کورٹ مارشل ہوگا۔ اوور"۔۔۔ ایئر کموڈور نے چیختے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ۔۔۔ اٹ از ٹاپ سیکرٹ۔۔۔ چیف کو کہو کہ تمہیں بعد میں رپورٹ مل جائے گی۔۔۔ اور اب ڈسٹرب مت کرو۔ اب کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔۔۔ کرنل فریدی نے اسی طرح چیختے ہوتے جواب دیا اور ایک بار پھر سیٹ پر ڈھیر ہو گیا۔

ایئر کموڈور کی طرف سے بار بار چیخ چیخ کر پوچھا جاتا رہا۔ لیکن اب نہ ہی کرنل فریدی نے کوئی جواب دیا اور نہ کیپٹن حمید نے۔ اور پھر ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز خود بخود بند ہو گئی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں کی گونج سنائی دی اور انہوں نے ہیلی کاپٹر کو گھیرے میں لے لیا۔

"نہ رکنا اور نہ واپس جانا۔۔۔ بس آگے بڑھے چلو۔۔۔ ہم نے فارمولا ساگالینڈ پہنچانا ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے چیختے ہوئے کہا اور پھر سیٹ پر اوندھے منہ ہو کر لیٹ گیا۔ کرنل فریدی واقعی اپنے آپ

کو کنٹرول میں کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن تکلیف اس قدر بے پناہ اور خوفناک تھی کہ جیسے اس کی ایک ایک رگ کے اندر ہزاروں آرے چل رہے ہوں اور ایک بار پھر اس کے حلق سے کراہیں نکلنے لگیں۔

ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں نے بے حد کوشش کی انہیں سپیشل ٹرانسمیٹر پر دھمکایا کہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیا جائے گا۔ لیکن کیپٹن حمید نے نہ ہی کوئی جواب دیا اور نہ ہیلی کاپٹر کو واپس موڑا۔ البتہ وہ بڑی مہارت سے ان لڑاکا جہازوں کے گھیرے سے اپنا ہیلی کاپٹر نکال کر آگے بڑھا جا رہا تھا۔ وہ واقعی اس وقت انتہائی جنگی مہارت سے کام لے رہا تھا۔ اور یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی بھی پوری زندگی ایئر فائٹ کے داؤ پیچ سیکھتے گذر گئی ہو۔ بعض اوقات تو وہ اس قدر مہارت سے ہیلی کاپٹر بچا کر آگے بڑھاتا کہ کرنل فریدی اس حالت میں بھی اُسے شاباش دے دیتا۔ ایئر فورس کے جہازوں سے مسلسل آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے وہ ہیلی کاپٹر آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا۔ نیچے چونکہ مسلسل پہاڑی سلسلہ تھا اس لئے وہ نہ ہی ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار سکتا تھا اور نہ ہی وہ اس کی بلندی کم کر سکتا تھا۔ بس وہ ہیلی کاپٹر کو پٹخیاں دیتا، اونچا نیچا کرتا انتہائی ماہرانہ انداز میں راستہ بناتا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ ایئر فورس کے لڑاکا جہازوں کو شاید ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کے احکامات نہ ملے تھے۔ اس لئے وہ صرف اُسے روکنے اور واپس مڑنے پر ہی مجبور کر رہے تھے۔ لیکن کیپٹن حمید کے لئے بھی اب زندگی کی کوئی اہمیت باقی نہ رہی تھی ویسے بھی کرنل فریدی کی موت مقدر ہو چکی تھی اور ظاہر ہے ایسے حالات میں کیپٹن حمید کو زندگی کی کیا پرواہ رہ سکتی تھی۔ اس جذبے نے بھی اس میں

بے پناہ بے خوفی اور نڈر پن پیدا کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایئر فورس کے ماہر پائلٹوں کی مسلسل اور جارحانہ کوششوں کے باوجود وہ اپنے ہیلی کاپٹر کو نہ صرف بچا لینے بلکہ مسلسل آگے بڑھائے لئے جانے میں کامیاب تھا۔ اور بعض اوقات تو وہ ایسے انداز میں راستہ بنا لیتا کہ جیسے اس نے خودکشی کا فیصلہ کر رکھا ہو۔ گو اُسے معلوم تھا کہ کسی بھی لمحے ان جہازوں کو ہیلی کاپٹر ہٹ کر دینے کا حکم مل سکتا ہے اور اتنے جہازوں کے مقابلے میں وہ اپنا ہیلی کاپٹر نہیں بچا سکے گا۔ لیکن کرنل فریدی کا حکم تھا اس لئے وہ بس حکم کی تعمیل میں آگے بڑھتا جا رہا تھا اور پھر نجانے کب تک یہ آنکھ مچولی جاری رہی کہ یکلخت ایئر فورس کے جہاز غائب ہونے لگ گئے اور کیپٹن حمید انہیں اس طرح اچانک واپس جاتے دیکھ کر بُری طرح چونک پڑا۔

"یہ سب واپس جا رہے ہیں" ـــــ کیپٹن حمید نے اونچی آواز میں کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن کرنل فریدی کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ شاید اب بے پناہ تکلیف کی وجہ سے بات کرنے کے بھی قابل نہ رہا تھا۔

"ہیلو ـــ ہیلو کرنل سرلش! ـــ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں سپیشل ٹرانسمیٹر پر ـــ ہیلو ـــ ہیلو ـــ اوور" ـــ اچانک سپیشل ٹرانسمیٹر سے عمران کی تیز آواز گونج اٹھی۔ اور کیپٹن حمید بُری طرح چونک پڑا۔ اور نہ صرف کیپٹن حمید بلکہ کرنل فریدی بھی ایک جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا۔

"ہیلو کرنل سرلش! ـــ پلیز میری بات سن لو ـــ پی۔ تھو جراثیم کا

تو یہ میں نے تلاش کر لیا ہے۔ وہ میرے پاس ہے اور میں وہاں موجود ہوں
جہاں سے آپ چلے تھے ۔۔۔ آپ فوراً واپس آ جائیں ورنہ آپ کی زندگی ختم
ہو جائے گی۔ اوور“ ۔۔۔ عمران کی آواز میں منت تھی۔ اس کا لہجہ
ایسا تھا جیسے وہ کرنل فریدی کی بجائے اپنی زندگی بچانے کے لئے منت
کر رہا ہو۔

”نہیں! ۔۔۔ میری زندگی سے زیادہ قیمتی میرا مشن ہے ۔۔۔ تمہارا
شکریہ ۔۔۔ نہیں ہرگز نہیں ۔۔۔ مجھے زندگی کی پرواہ نہیں ہے ۔۔۔
اوور“ ۔۔۔ اچانک کرنل فریدی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”اوہ کرنل! ۔۔۔ مجھ پر اعتبار کرو ۔۔۔ تمہارے مشن میں کوئی رکاوٹ
نہیں آئے گی۔ یہ میرا وعدہ ہے ۔۔۔ تم واپس آ جاؤ ۔۔۔ پلیز کرنل! ۔۔۔
واپس آ جاؤ ۔۔۔ وقت بے حد کم رہ گیا ہے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ
تمہارا مشن محفوظ رہے گا۔ اوور“ ۔۔۔ عمران کی آواز سنائی دی۔

”نہیں پرنس! ۔۔۔ ویری سوری ۔۔۔ اس معاملے میں کوئی رسک
نہیں لیا جا سکتا ۔۔۔ یہ فرض کی ادائیگی کا مسئلہ ہے اور فرض کی ادائیگی
میری جان سے زیادہ قیمتی ہے ۔۔۔ تمہارا شکریہ۔ لیکن میں مجبور ہوں
خدا حافظ۔ اوور“ ۔۔۔ کرنل فریدی نے ایک بار پھر پوری قوت سے
چیختے ہوئے کہا۔

”اوہ کرنل! ۔۔۔ تمہیں یقین نہیں آ رہا ۔۔۔ اچھا کیپٹن ہری چند کو
کہو کہ وہ نوٹ کر لے۔ میں وہ توڑ لکھا دیتا ہوں ۔۔۔ تم خود یہ توڑ کر لینا
پلیز لکھ لو اور مجھ پر یقین کرو ۔۔۔ میں غلط بیانی نہیں کر رہا۔ اوور“
عمران نے کہا۔

”اوہ پرنس! ۔۔۔ یہ بات نہیں ۔۔۔ یہ تو میرے ذہن میں ہی
نہیں آ سکتا کہ تم جیسا انسان غلط بیانی کرے گا ۔۔۔ ٹھیک ہے لکھواؤ
ایسا ہو سکتا ہے ۔۔۔ لکھواؤ آہستہ آہستہ۔ اوور“ ۔۔۔ کرنل فریدی نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے جلدی سے ایک خانے میں گھسا
ہوا پیڈ کھینچا۔ سامنے پینل کا ایک بٹن دبایا تو ایک تختہ سا باہر آ گیا۔ کیپٹن نے
پیڈ اس پر رکھا اور پیڈ کے ساتھ منسلک ایک پنسل بھی تھی۔

”لکھواؤ پرنس۔ اوور“ ۔۔۔ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو لکھنے
کے لئے تیار دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور جواب میں عمران نے مخصوص
سائنسی کمپاؤنڈ اور ان کا تناسب لکھوانا شروع کر دیا۔

”تھری سی۔ سی کا ایک انجکشن بائیں بازو کی درمیانی رگ میں ۔۔۔
پلیز! ۔۔۔ ضرور اسے استعمال کرنا۔ اوور“ ۔۔۔ عمران نے کہا۔

”شکریہ پرنس! ۔۔۔ میں تمہاری طرف سے اس مدد کو ہمیشہ
یاد رکھوں گا بشرطیکہ زندہ رہا تو ۔۔۔ اوور“ ۔۔۔ کرنل فریدی نے
جواب دیا۔

”انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی ۔۔۔ ڈونٹ وری ۔۔۔ اوور اینڈ آل“
عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

”کمال ہے ۔۔۔ اس عمران کو کیسے معلوم ہو گیا ۔۔۔ اور اس نے اس
ہیلی کاپٹر کے سپیشل ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کیسے معلوم کر لی“ ۔۔۔ کیپٹن حمید
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ عظیم انسان ہے حمید! ۔۔۔ تمہارے تصور سے بھی زیادہ
عظیم ۔۔۔ اب سرحد کتنی دور رہ گئی ہے“ ۔۔۔ ؟ کرنل فریدی نے

بھنچی بھنچی آواز میں کہا۔

"بس اب تھوڑی دُور رہ گئی ہے ——— آپ ہمت کریں ——— اپنے آپ کو سنبھالیں" ——— کیپٹن حمید نے ڈھارس بندھاتے ہوئے جواب دیا۔

"نجانے کس طرح اب تک میں اپنے آپ کو سنبھالتا آ رہا ہوں۔ حمید! ——— ایسی تکلیف خدا کسی دشمن کو بھی نہ پہنچائے ——— اُف۔ کوئی انسان برداشت نہیں کر سکتا ——— کاش! مجھے ذرا سا بھی اندازہ ہو جاتا تو میں اس تکلیف سے بچ نکلتا ——— اس بیگم رضا نے واقعی مجھ سے خوفناک انتقام لیا ہے" ——— کرنل فریدی نے بُری طرح کراہتے ہوئے کہا۔ اس کا جسم مسلسل پھڑک رہا تھا بلکہ اب تو اس کے پھڑکنے اور مُڑنے تڑنے کی رفتار خوفناک حد تک بڑھ گئی تھی۔ کرنل فریدی کا پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا اور کیپٹن حمید کو کرنل فریدی کے چہرے پر واقعی اب موت کی زردی نمایاں نظر آنے لگی تھی۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— میں جنرل گل زماں چیف آف انٹیلی جنس بول رہا ہوں ——— کرنل سرلش! ——— یہ سب کیا چکر ہے ——— ابھی تم سے کون باتیں کر رہا تھا ——— ؟ تم کس کے حکم پر بیگم رضا کو زیرو ہاؤس سے لے گئے تھے ——— ؟ میں تو دورے پر تھا ——— تم کس مشن کی باتیں کر رہے ہو ——— فوراً واپس لوٹ پڑو۔ ورنہ میں تمہیں اپ لینڈ کا غدار سمجھتے ہوئے تمہارے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنے کا حکم دے دوں گا۔ اوور" ——— یکلخت سپیشل ٹرانسمیٹر سے جنرل گل زماں کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سر! ——— ایک خاص مشن ہے ——— اپ لینڈ کا خاص مشن ——— میں فی الحال اس مشن کے تحت ساگا لینڈ جا رہا ہوں ——— واپس آ کر آپ کو رپورٹ دوں گا ——— ڈونٹ وری سر ——— سب ٹھیک ہو جائے گا سر ——— فی الحال آپ ڈسٹرب نہ کریں ——— اوور اینڈ آل" ——— اس بار کرنل فریدی نے ہی چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کیپٹن حمید کو اشارے سے منع بھی کر دیا کہ وہ اب کوئی جواب نہ دے۔

جنرل گل زماں مسلسل چیختا رہا۔ وہ اُسے دھمکیاں دیتا رہا لیکن اب کرنل فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ اور کیپٹن حمید سوچ رہا تھا کہ عمران واقعی کمال ذہن کا مالک ہے کہ وہ جانتا تھا کہ وہ کرنل فریدی سے بات کر رہا ہے۔ لیکن اس نے بات کرتے وقت کرنل فریدی کا نام لینے کی بجائے کرنل سرلش کا ہی نام لیا ہے اور اپنی آئیڈنٹی بھی چھپالی۔ اُسے معلوم تھا کہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر ہر جگہ بات سُنی جا رہی ہو گی اور ایسی صورت میں اگر اپ لینڈ والوں کو معلوم ہو جاتا کہ ہیلی کاپٹر میں کرنل فریدی ہے تو یقیناً جنرل گل زماں بات کرنے کی بجائے اب تک ہیلی کاپٹر کو ہٹ کروا چکا ہوتا۔

"کتنی دُور رہ گئی ہے سرحد" ——— کرنل فریدی نے ایک بار پھر ہذیانی انداز میں پوچھا۔

"بس اب تھوڑی دُور ہے ——— بہت تھوڑی دُور" ——— کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— ساگا لینڈ فار راڈار کالنگ ——— تمہارا ہیلی کاپٹر

ہماری سرحد کی طرف کیوں آرہا ہے۔ اوور۔ ۔۔۔ ؟ اچانک سپیشل
ٹرانسمیٹر سے ایک اور آواز گونجی اور اس بار کرنل فریدی بجلی کی سی تیزی
سے اچھل پڑا۔
"اوہ ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ رینج میں آگیا ساگا لینڈ ۔۔۔ حمید! جلدی سے
ایئر مارشل کی سپیشل فریکوئنسی سیٹ کرو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ کرنل فریدی
نے چیختے ہوئے کہا۔
"مجھے ۔۔۔" کیپٹن حمید نے کہا۔
"میں بتاتا ہوں ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ کرنل فریدی نے ہذیانی انداز
میں چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے فریکوئنسی بتانی شروع کر دی جب کہ
کیپٹن حمید اسے ایڈجسٹ کرنے لگا۔
"ہو گئی ایڈجسٹ" ۔۔۔ کرنل فریدی نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔
"ہاں! ۔۔۔ ہو گئی ہے ۔۔۔ آن کروں" ۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔
"ہاں! ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید
نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ کرنل فریدی کالنگ ایئر مارشل! ۔۔۔ اٹ از
ایمرجنسی ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ کرنل فریدی نے اس
بری طرح چیختے ہوئے کہا کہ پورا ہیلی کاپٹر اس کی آواز سے گونج اٹھا۔
شاید بے پناہ تکلیف کی وجہ سے اسے چیخنا پڑ رہا تھا۔ ویسے یہ اسی
کا ہی دل گردہ تھا کہ اس حالت میں بھی نہ صرف اس کا ذہن پوری
طرح کام کر رہا تھا بلکہ وہ باتیں بھی کر رہا تھا۔
"یس ۔۔۔ ایئر مارشل بلونت اٹنڈنگ یو کرنل! ۔۔۔ آپ کہاں

سے بات کر رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ اچانک ٹرانسمیٹر پر ایک بھاری
آواز سنائی دی اور کرنل فریدی نے چیختے ہوئے ساری تفصیل اسے
بتا دی۔
"اوہ! ۔۔۔ فکر مت کریں ۔۔۔ میں سکواڈرن بھیج رہا ہوں۔ وہ
آپ کو حفاظت میں لے لے گا ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری
طرف سے کہا گیا۔ اور کرنل فریدی واپس سیٹ پر گر گیا۔ اب اس کے
بے پناہ تکلیف زدہ چہرے پر بھی قدرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔
"آپ نے اسے کہہ دینا تھا وہ کمپاؤنڈ جو عمران نے لکھائے تھے"
کیپٹن حمید نے کہا۔
"نہیں ۔۔۔ پھر وہ ان کے چکروں میں پڑ جاتا ۔۔۔ میں پہلے اصل
مشن مکمل کرنا چاہتا ہوں ۔۔۔ بعد میں دیکھا جائے گا" ۔۔۔ کرنل فریدی
نے جواب دیا اور کیپٹن حمید اس کی اس حد تک فرض شناسی پر حیرت
کی شدت سے بت بنا رہ گیا۔ یہ واقعی فرض شناسی کی انتہائی حد ۔۔۔
تھی اور شاید اس دنیا میں کرنل فریدی ہی ایسا شخص تھا جو اس انتہا
کو چھو سکتا تھا ورنہ یہ بات اور کسی کے بس کی نظر نہ آتی تھی۔
اور پھر چند لمحوں بعد ایئر فورس کے طیارے ان کے ہیلی کاپٹر کے
گرد منڈلانے لگے۔
"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ کیپٹن چندر باش کالنگ فرام ساگا لینڈ سکواڈرن
تھرٹی ون ۔۔۔ ہم آگئے ہیں۔ آپ بے فکر ہو کر بڑھتے رہیں۔
اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔
"تھینک یو کیپٹن۔ اوور" ۔۔۔ اس بار کیپٹن حمید نے جواب دیا وہ

پہلی بار بولا تھا۔

اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ساگالینڈ کی سرحد کراس کر گیا۔ اور کیپٹن حمید نے اطمینان کا سانس لے کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو بُری طرح چونک پڑا۔ کرنل فریدی سیٹ کے نیچے گرا ہوا تھا اور شائد بیہوش ہو چکا تھا۔

کیپٹن حمید خاموش ہو رہا۔ اتنا تو وہ سمجھتا تھا کہ اس بے پناہ تکلیف کا آخر ردعمل یہی ہونا تھا۔ کہاں تک انسانی قوتِ برداشت کام دیتی۔ لیکن اس بے ہوشی میں بھی کرنل فریدی کا جسم آہستہ آہستہ مسلسل مُڑ تُڑ رہا تھا اور اگر ایسا نہ ہو رہا ہوتا تو شائد کیپٹن حمید یہی سمجھتا کہ شائد کرنل فریدی موت کا شکار ہو گیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد اُسے پہلی سرحدی چوکی نظر آ گئی اور ہیلی کاپٹر کا فیول بتلانے والی سوئی بھی اب آخری حدوں کو چھو رہی تھی۔ اس لئے کیپٹن حمید نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دیا۔ ایئر فورس کے جہاز ابھی تک فضا میں چکر کاٹ رہے تھے۔

کیپٹن حمید نیچے اترا اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے چوکی کی عمارت کی طرف بھاگ پڑا۔

"ٹیلیفون کہاں ہے ---- جلدی دو" ---- کیپٹن حمید نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ---- ادھر سر" ---- ایک فوجی کیپٹن نے جلدی سے کہا۔ گو کیپٹن حمید کے جسم پر اپ لینڈ کی مخصوص فوجی یونیفارم تھی اور پھر ہیلی کاپٹر بھی اپ لینڈ کا تھا۔ لیکن شائد ایئر مارشل کی طرف سے انہیں

اصل صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا تھا اس لئے چوکی کے انچارج کیپٹن نے اس معاملے میں کوئی سوال نہ کیا تھا۔

کیپٹن حمید نے جلدی سے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ مسلسل ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

"یس ---- این۔ آئی لیبارٹری" ---- چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"ڈاکٹر گوپی چند سے بات کراؤ ---- میں کرنل فریدی کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید بول رہا ہوں ---- اٹ از ایمرجنسی ---- فوراً بات کراؤ" ---- کیپٹن حمید نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ---- ہولڈ آن فار ون منٹ" ---- دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یس ---- ڈاکٹر گوپی چند بول رہا ہوں حمید ---- کیا بات ہے" ---- چند لمحوں بعد ہی ڈاکٹر گوپی چند کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

ڈاکٹر گوپی چند ساگالینڈ کا معروف ترین سائنسدان تھا اور ساگالینڈ کی سب سے بڑی لیبارٹری کا انچارج تھا۔ کرنل فریدی کی اس کے ساتھ اکثر ملاقات رہتی تھی اور ڈاکٹر گوپی چند، کرنل فریدی کی سائنسی قابلیت کا دل سے قائل تھا اس لئے کیپٹن حمید بھی ڈاکٹر گوپی چند کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"ڈاکٹر! ---- کرنل فریدی کی حالت بے حد خراب ہے ---- اُسے دو گھنٹے قبل کوئی قاتل جراثیم پی۔ ٹو کا شکار کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ پی۔ ٹو کا شکار صرف چار گھنٹے تک زندہ رہ سکتا ہے" ---- کیپٹن

حمید نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری سیڈ ـــــ لیکن یہ جراثیم تو میری لائن میں نہیں آتے ـــ میں تو ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا" ـــــ ڈاکٹر گوپی چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر! ـــ میری بات سنو! ـــ اس کا توڑ کرنل فریدی نے تلاش کر لیا ہے ـــــ وہ میرے پاس موجود ہے۔ میں تمہیں لکھواتا ہوں پہلے اسے لکھ لو ـــ پلیز جلدی کرو" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر کرنل فریدی کا نام لیا تھا کہ توڑ بھی اسی کی دریافت ہے۔ ظاہر ہے وہ عمران کا نام کیسے لے سکتا تھا۔

"اچھا لکھواؤ" ـــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر گوپی چند نے کہا اور کیپٹن حمید نے جیب سے وہ کاغذ نکال کر جلدی جلدی وہ کمپاؤنڈ اور ان کے تناسب لکھوانے شروع کر دیئے جو عمران نے اسے لکھوائے تھے۔

"ٹھیک ہے ـــ میں نے لکھ لئے ہیں" ـــــ ڈاکٹر گوپی چند نے جواب دیا۔

"آپ پلیز اس لائن کے کسی بھی ماہر سے مل کر ان کمپاؤنڈز کو تیار کرائیں ـــــ میں کرنل فریدی کو لے کر سیدھا آپ کی لیبارٹری میں آؤں گا ـــــ مجھے زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔ لیکن یہ کمپاؤنڈز تیار ہوں تاکہ کرنل فریدی کی جان بچائی جا سکے" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم بے فکر رہو ـــــ کرنل فریدی کی زندگی کے لئے

میں سب کچھ کرنے پر تیار ہوں ـــــ تم آجاؤ" ـــــ دوسری طرف سے ڈاکٹر گوپی چند نے کہا اور کیپٹن حمید نے کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار وہ ایئر مارشل کے نمبر ڈائل کر رہا تھا کیونکہ اسے فون نمبر تو معلوم تھا لیکن سپیشل فریکوئنسی معلوم نہ تھی اور پھر چند لمحوں بعد جب اس نے ایئر مارشل کو ساری بات بتائی تو ایئر مارشل نے اسے بتایا کہ وہ ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر لے کر خود چوکی پہنچ رہا ہے کرنل فریدی کی حالت کا سن کر ایئر مارشل بھی بوکھلا گیا تھا اور کیپٹن حمید نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اب اگر عمران کا بتایا ہوا نسخہ درست تھا تو کرنل فریدی کی زندگی بچائی جا سکتی تھی۔ چنانچہ وہ واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں کرنل فریدی بیہوش پڑا ہوا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے بلیک زیرو
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"۔۔۔ اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"عمران بول رہا ہوں اپ لینڈ سے"۔۔۔ دوسری طرف سے
عمران کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو چونک پڑا۔
"اوہ عمران صاحب! ۔۔۔ آپ کی طرف سے کوئی اطلاع ہی نہیں
ملی ۔۔۔ کیا ہو رہا ہے وہاں"۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار اصل آواز
میں کہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران اگر اسے ادب سے سر کہہ کر بات کرے
تو اس کا یہی مطلب ہوتا تھا کہ وہ اسے ایکسٹو کے لہجے میں ہی بات
کرنے کا اشارہ دے رہا ہے۔ لیکن اب چونکہ اس نے ایسا کوئی لفظ نہ
کہا تھا اس لئے بلیک زیرو اصل آواز میں بولا تھا۔
"یہاں پہنچتے ہی ایسے حیرت انگیز حالات پیدا ہو گئے کہ میری ریڈیو

کھوپڑی کے سارے سیل ہی ڈاؤن ہو گئے تھے ۔۔۔ بڑی مشکل سے
انہیں چارج کروایا ہے"۔۔۔ عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"اوہ! ۔۔۔ پھر تو واقعی حیرت انگیز ہوں گے"۔۔۔ بلیک زیرو
نے ہنستے ہوئے کہا اور جب جواب میں عمران نے اسے مختصر طور پر حالات
بتائے تو واقعی بلیک زیرو کی اپنی کھوپڑی سن ہو کر رہ گئی۔
"اوہ عمران صاحب! ۔۔۔ یہ تو واقعی حیرت انگیز حالات ہیں۔
اب آپ کا کیا پروگرام ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے
ہوئے کہا۔
"میں نے تو سوچا تھا کہ پروگرام باقاعدہ اچھے سے کارڈ پر چھپوا کر بھیجوں
لیکن کیا کروں۔ ایک تو پردیس ۔۔۔ اوپر سے بیٹری چارج کروانے
میں جیب خالی ہو گئی ۔۔۔ اس لئے زبانی ہی عرض کر سکتا ہوں"۔۔۔
عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔
"چلیے زبانی ہی بتا دیجئے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔
"دیکھو طاہر! ۔۔۔ کرنل فریدی یقیناً بچ گیا ہو گا ۔۔۔ لیکن میں
اس کی عادت سے اچھی طرح واقف ہوں ۔۔۔ وہ فارمولا اس
وقت تک حکومت کے حوالے نہ کرے گا جب تک اسے یقین نہ
ہو جائے کہ فارمولا قطعی طور پر محفوظ ہے ۔۔۔ ویسے بھی وہ
پہلے اس بات کا پتہ چلانے کی کوشش کرے گا کہ بیگم رضا کے
ساتھ کیا ہوا ہے ۔۔۔ کیا وہ بچ گئی ہے یا نہیں ۔۔۔ جہاں
تک میرا آئیڈیا ہے اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ فارمولا حاصل
کرنے کے بعد بیگم رضا کو بھی ہلاک کر دے گا تاکہ فارمولا محفوظ

رہ جائے اور شاید اسی لئے اس نے رضا ہاؤس کے تمام ملازمین کو بھی بیدردی سے قتل کر دیا تھا ـــ وہ ہر لحاظ سے فارمولے کا مکمل تحفظ اور رازداری چاہتا تھا۔ لیکن اب میری کال کے بعد اُسے خطرہ پیدا ہو گیا ہوگا کہ بیگم رضا بچ گئی ہوگی ـــ اور خطرہ کیا اس کا تیز ذہن فوراً ہی نتیجہ نکال لے گا کیونکہ ظاہر ہے۔ بیگم رضا زندہ بچ گئی ہے تو مجھے پی۔ ٹو کا علم ہوا ہے ـــ حالانکہ میں بیگم رضا کی حالت دیکھ کر ہی اس کے متعلق سمجھ گیا تھا ـــ بہرحال اب میں نے وہ فارمولا اس سے واپس حاصل کرنا ہے۔ بیگم رضا سے میں نے تفصیلی بات چیت کر لی ہے۔ وہ پاکیشیا کے لئے کام کرنے پر تیار ہے ـــ اور جب میں نے اُسے مادام تاؤ کے متعلق بتایا تو وہ بے حد خوش ہوئی۔ کیونکہ وہ مادام تاؤ کو اچھی طرح جانتی ہے ـــ مادام تاؤ اس لائن میں اس کی شاگرد رہی ہے چنانچہ میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور میں آغا کے ذریعے بیگم رضا کو خفیہ طور پر پاکیشیا بھجوا رہا ہوں ـــ تم اُسے میرے واپس آنے تک مادام تاؤ کے پاس بھجوا دینا۔ وہاں وہ پوری طرح محفوظ رہے گی ـــ یہاں میں ایسا بندوبست کروں گا کہ اپ لینڈ یہی سمجھے کہ بیگم رضا ہلاک ہو چکی ہے اور میں توصیف کے ساتھ یہاں سے سیدھا ساگا لینڈ پہنچوں گا ـــ میں نے توصیف اور اس کی منگیتر شہلا کو اس فارمولے کی واپسی کے لئے استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا ہے" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں اُسے پورا پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ٹھیک ہے ـــ لیکن اگر آپ کہیں تو میں ٹیم کو یہاں سے آپ کی مدد کے لئے بھجوا دوں" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں ! ـــ کرنل فریدی ساری ٹیم کو جانتا ہے۔ اس لئے ٹیم والا مسئلہ خراب ہو جائے گا ـــ اب ہمارا مقابلہ براہ راست کرنل فریدی سے ہوگا ـــ اس لئے توصیف، شہلا اور آغا ٹھیک رہیں گے ـــ آغا، بیگم رضا کو تمہارے پاس چھوڑ کر واپس اپ لینڈ آ جائے گا۔ میں نے اُسے سمجھا دیا ہے ـــ میں کرنل فریدی کو اس بار یہی تاثر دینا چاہتا ہوں کہ میں اکیلا ہی ساگا لینڈ آیا ہوں" عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب ! ـــ جیسے آپ کہیں ـــ لیکن یہ مسئلہ انجام تک کیسے پہنچے گا ـــ ؟ آپ یہ فارمولا وہاں سے لے آئیں گے تو کرنل فریدی اُسے واپس حاصل کرنے کے لئے یہاں پہنچ جائے گا" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے طاہر ـــ یہ بات میرے بھی ذہن میں ہے ـــ اس لئے میں نے اس سلسلے میں بھی خاص منصوبہ بندی کی ہے۔ بہرحال اصل کامیابی یہی ہے کہ کرنل فریدی کو بیگم رضا کے متعلق معلوم نہ ہو اور اگر معلوم بھی ہو جائے ـــ تب بھی اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے" ـــ عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

" لیکن عمران صاحب ! ـــ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم بیگم رضا کی مدد سے از خود یہ بم یہاں تیار کر لیں ـــ جب بیگم رضا موجود ہے تو فارمولے کی کیا ضرورت ہے۔ بیگم رضا دوسرا فارمولا تیار کر لے گی" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

تم ابھی تک میری بات نہیں سمجھے ——— حالانکہ میں نے اشا
بھی دیا ہے کہ اگر میں کرنل فریدی کو یہ یقین دلانے میں کامیاب
ہو گیا کہ بیگم رضا ہلاک ہو چکی ہے۔ کیونکہ بہرحال کیپٹن حمید نے
انتہائی غصے کے عالم میں بیگم رضا کو گولی تو ماری تھی ——— اور ان
حالات میں یہ ممکن نہیں کہ کیپٹن حمید نے واپس مڑ کر یہ دیکھا ہو کہ
گولی بیگم رضا کو کہاں لگی ہے ——— میں اسی سے فائدہ اٹھانا
چاہتا ہوں ——— اور اگر یہ بات بن گئی اور کرنل فریدی کو یہ یقین
ہو گیا کہ واقعی بیگم رضا ہلاک ہو چکی ہے ——— تو پھر میری کوشش
یہی ہو گی کہ میں وہ فارمولا کرنل فریدی کے سامنے ہی تباہ کر دوں
اس طرح کرنل فریدی یہی سمجھے گا کہ اب کوئی بھی ری بائنٹ بم نہیں
بنا سکتا ——— نہ ساگالینڈ ——— نہ پاکیشیا ——— اس طرح معاملہ
اس کے نزدیک ختم ہو جائے گا ——— اور اگر کرنل فریدی
کو یقین نہ آیا تو پھر میں کوئی اور پروگرام سوچوں گا ——— کیونکہ پھر
وہ بیگم رضا کو ہر قیمت پر اغوا کرنے کا سوچے گا" ——— عمران
نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں سمجھ گیا ہوں سارا پروگرام ——— آپ
نے آغا کو کیا ہدایات دی ہیں" ——— ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ جعلی کاغذات پر بیگم رضا کو لے کر پاکیشیا پہنچے گا ——— میں
نے اسے رانا ہاؤس کا پتہ دے دیا ہے ——— رانا ہاؤس پہنچ
کر وہ بیگم رضا کو جوزف اور جوانا کے حوالے کر دے گا اور خود واپس
چلا آئے گا ——— پھر جوزف تمہیں اطلاع دے گا۔ کوڈ ایکسٹو ہو گا۔

[illegible] جوزف کو پہلے سے اطلاع کر دینا ——— میں نے آغا کو منع کر دیا
ہے کہ وہ براہ راست تمہیں فون نہیں کرے گا۔ کیونکہ کرنل فریدی کو
[illegible]م رضا کے متعلق معلوم ہو سکا تو تمہاری طرف سے ہی ہو سکتا ہے۔
[illegible]ر دوسری بات یہ کہ میں نے مادام تاؤ سے بات کر لی ہے۔ تم بیگم رضا
[illegible]د جوزف اور جوانا کی معیت میں رانا ہاؤس سے براہ راست مادام
[illegible]ؤ کے پاس بھیج دینا" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— میں سمجھ گیا" ——— بلیک زیرو
نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
[illegible]ران کی طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔
بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر رانا ہاؤس کے نمبر
[illegible]ائل کرنے شروع کر دیئے۔

کرنل فریدی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہسپتال سے واپس کوٹھی پر پہنچا تھا۔ حمید کے فون کر لینے پر ایئر مارشل ریلی کا پٹر لے کر خود وہاں پر پہنچا تھا اور پھر وہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو ساتھ لے کر کیپٹن حمید کی ہدایت پر سیدھا این۔ آئی لیبارٹری پہنچا جہاں ڈاکٹر گوپی چند نے کمپاؤنڈ انجکشن کا بندوبست کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جراثیموں کا ایک ماہر ڈاکٹر بھی تھا۔

کرنل فریدی کو انجکشن لگایا گیا اور پھر ڈاکٹر گوپی چند کے مشورے پر کیپٹن حمید، کرنل فریدی کو ساتھ لے کر سپیشل ہسپتال گیا اور اس نے کرنل فریدی کو وہاں ایڈمٹ کرا دیا۔ انجکشن لگنے کے بعد کرنل فریدی کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگ گئی تھی۔ لیکن جس بے پناہ تکلیف سے وہ گذرا تھا اس کے پیش نظر ڈاکٹروں نے اسے فوری طور پر واپس بھیجنے سے انکار کر دیا تھا۔ کیونکہ اس بے پناہ تکلیف نے ذہنی اور اعصابی طور پر کرنل

فریدی کو خاصا متاثر کیا تھا اس لئے رات کرنل فریدی ہسپتال میں رہا۔ اسے اعصابی طاقت کے مخصوص انجکشن دیئے جاتے رہے اور اب شام کو جب ڈاکٹروں نے کرنل فریدی کو ہر لحاظ سے او۔کے قرار دیا تب اسے واپس جانے کی اجازت ملی اور کرنل فریدی ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کوٹھی پہنچا تھا۔ کیپٹن حمید رات کو ہی واپس آ گیا تھا اور اس وقت ڈرائینگ روم میں دونوں بیٹھے تھے۔ کرنل فریدی نے اپنی مخصوص بلیک کافی تیار کرائی تھی اور ہاتھ میں سگار تھامے وہ آہستہ آہستہ بلیک کافی کی چسکیاں لے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"عمران کا نسخہ تو ٹھیک ہی ثابت ہوا ہے" ---- کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ---- ورنہ اب تک تو میں قبر میں ایک رات بھی گذار چکا ہوتا"۔ کرنل فریدی نے بلیک کافی کی چسکی لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"دوسرے لفظوں میں منکر نکیر کو حساب کتاب دے چکے ہوتے" ---- کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھ سے انہوں نے کیا حساب لینا تھا ---- حساب تو سب تمہارے ذمے ہے ---- ظاہر ہے انہیں تمہارا انتظار کرنا پڑتا" ---- کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن حمید بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ عمران کو آخر ان ساری باتوں کا کیسے پتہ چل گیا ---- بیگم رضا کو تو میں آتے ہوئے گولی مار آیا تھا ---- اس کے سارے ملازم بھی ختم ہو چکے تھے۔ پھر اسے کیسے

معلوم ہوا کہ آپ پی۔ٹو جراثیم کا شکار ہو چکے ہیں ——— اور وہ ڈاکٹر گوپی چند کے ساتھ آنے والا ماہر ڈاکٹر یقین ہی نہ کر رہا تھا کہ پی۔ٹو جراثیم کا کوئی توڑ بھی ہو سکتا ہے ——— اس کا کہنا تھا کہ آج تک دنیا بھر کے سائنسدان سر پٹک پٹک کر مر گئے ہیں لیکن اس کا توڑ نہیں تلاش کر سکے ——— لیکن عمران کا نسخہ نکلا درست" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"تمہاری پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ بیگم رضا تمہاری گولی کھانے کے باوجود بچ گئی ہے ——— ورنہ یقیناً عمران کو پی۔ٹو جراثیم کے بارے میں علم نہ ہوتا ——— اور دوسری بات سے میرے ذہن میں ایک نیا آئیڈیا آیا ہے ——— جراثیم عمران کی لائن نہیں۔ اور فوری طور پر پی۔ٹو جراثیم کا توڑ اس کے ذہن میں بھی نہیں ہوگا۔ لیکن وہ فطری طور پر بے حد ذہین آدمی ہے اور دنیا کے ہر سبجیکٹ پر معلومات بھی رکھتا ہے اور ان میں ترامیم و اضافہ کر کے اپنا مطلب حل کر لینے کی صلاحیت بھی اس میں ہے ——— اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے رضا ہاؤس سے پاکیشیا میں کسی ماہر سے فون پر بات کر کے اس کا توڑ پوچھا ہو یا ڈسکس کیا ہو ——— اس لئے اب مجھے یہ بھی پتہ کرنا پڑے گا کہ اگر واقعی عمران نے ایسا کیا ہے تو وہ سائنسدان کون ہو سکتا ہے" ——— کرنل فریدی نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"اگر بیگم رضا بچ گئی ہے تو پھر تو یہ فارمولا صرف ہمارے کام نہ آئے گا ——— عمران نے لازماً بیگم رضا کو ان جراثیموں سے بچانے کی قیمت اس سے بھی وصول کی ہو گی کہ وہ پاکیشیا کے لئے کام کرے۔ اور

آپ کے کہنے کے مطابق اگر واقعی کوئی اس پائے کا سائنسدان پاکیشیا میں موجود ہے تو پھر بیگم رضا اس کے ساتھ مل کر یہ بم تیار کرے گی" ——— کیپٹن حمید نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ ہنس کیوں رہے ہیں ——— کیا میں نے غلط بات کی ہے" ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو خوش ہو رہا ہوں کہ تم نے پہلی بار صحیح بات کی ہے میرے خیال میں یہ بھی پی۔ٹو جراثیم کا ہی اثر ہے کہ اپنے شکار کے ساتھی کو عقلمند بنا دیتے ہیں" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی اس بار ہنس پڑا۔

"آپ نے کبھی میری بات سنی ہو تو آپ کو پتہ چلے کہ میں ہمیشہ عقلمندی کی باتیں کرتا ہوں" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"اچھا ——— اسی لئے کلبوں اور کیفوں کے تاریک گوشے ڈھونڈتے رہتے ہو" ——— کرنل فریدی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس نے عقلمندی کے لحاظ سے حمید کے لئے اُلّو والا اشارہ کیا تھا۔ کیونکہ اُلّو کو دانشور پرندہ کہا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ تاریک گوشوں میں رہتا ہے۔

"آپ جو دھوپ میں بیٹھے رہتے ہیں ——— کیا یہ کافی نہیں ہے" ——— کیپٹن حمید نے بھی اسی اشارے کے تحت جواب دیا اور اس بار کرنل فریدی واقعی کھل کر ہنسا۔ اس نے کیپٹن حمید کے خوبصورت فقرے کا واقعی لطف لیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی سائیڈ ٹیبل پر موجود ٹیلیفون گنگنا اٹھا۔ کرنل فریدی نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور

اٹھالیا۔

"یس ھارڈ اسٹون" ـــــ کرنل فریدی کے لہجے میں یکلخت سختی کا عنصر نمایاں ہوگیا تھا۔

"نمبرالیون سر" ـــــ دوسری طرف سے نمبرالیون کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"یس ـــ کیا رپورٹ ہے" ـــــ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا

"سر ـــ میں نے تفصیل معلوم کی ہے ـــ بیگم رضا ہلاک ہو چکی ہے۔ اس کی مسخ شدہ لاش رضا ہاؤس سے ملی ہے ـــ لاش بُری طرح مسخ شدہ ہے لیکن اس کی انگلی میں موجود انگوٹھی سے اس کی بیٹی شہلا نے اُسے پہچانا ہے" ـــــ نمبرالیون نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــ ایسا ہونا ناممکن ہے ـــ پوری تفصیل بتاؤ"۔ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سر ـــ آپ کا فون ملنے پر میں نے معلومات شروع کیں تو مجھے پتہ چلا کہ اعلیٰ حکام رضا ہاؤس میں اکٹھے ہیں جن میں فوجی حکام بھی شامل ہیں ـــ اور سیکرٹ سروس کا چیف راجندر سنگھ بھی وہیں پہنچا ہوا ہے۔ چنانچہ میں خود ایک فارن اخبار کا رپورٹر بن کر وہاں پہنچ گیا اور وہاں جا کر یہ بات معلوم ہوئی ـــ بیگم رضا کی لاش اس وقت بھی وہیں موجود تھی لیکن کسی کو اس کا علم نہ تھا ـــ پھر بیگم رضا کی بیٹی شہلا میرے سامنے وہاں پہنچی اور اس نے انگوٹھی کی مدد سے بیگم رضا کی لاش پہچان لی" ـــ نمبرالیون نے کہا۔

"کس طرح مسخ ہوئی تھی لاش" ـــ کرنل فریدی نے ہونٹ

بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سر ـــ اس کے کاندھے سے نیچے گولی کا زخم بھی موجود تھا لیکن ان کا جسم اور چہرہ بُری طرح پھٹ گیا تھا اور ہر جگہ سے ہلکے نیلے رنگ کے بلبلے سے نکل کر جمے ہوئے تھے ـــ انتہائی خوفناک حالت تھی اس لاش کی" ـــ نمبرالیون نے جواب دیا۔

"باقی لاشوں کی کیا پوزیشن تھی" ـــ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"باقی لاشوں کو صرف گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ لیکن ان کی یہ حالت نہ تھی" ـــ نمبرالیون نے جواب دیا۔

"اس بیگم رضا کا قدوقامت اور جسامت کیا تھی" ـــ کرنل فریدی نے پوچھا اور جواب میں نمبرالیون نے جو کچھ بتایا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لاش بیگم رضا کی ہی تھی۔ لیکن یہ بات کسی طور پر بھی کرنل فریدی کے حلق سے نہ اتر رہی تھی کہ بیگم رضا کے ہلاک ہو جانے کے باوجود عمران کو کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ وہ بھی پی۔ ٹو جراثیم کا شکار ہو چکا ہے اور اگر اس وقت بیگم رضا زندہ تھی جب عمران پہنچا تو اس نے وہی کمپاؤنڈ اس پر کیوں استعمال نہیں کیا ـــ جب کہ وہ کرنل فریدی کو واپس بلا رہا تھا۔ اس کا یہی مطلب تھا کہ کمپاؤنڈ اس کے پاس موجود تھا اس لئے تو وہ اُسے واپس بلا رہا تھا۔

"عمران کا کچھ پتہ چلا" ـــ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں سر ـــ ہم اُسے تلاش کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں" ـــ نمبرالیون نے جواب دیا۔

"کیپٹن حمید! ـــ جن دو آدمیوں کو تم نے بعد میں ہلاک کیا تھا

"ان میں کوئی عورت بھی تھی" ——— ؟ اچانک ایک خیال کے آتے ہی کرنل فریدی نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھتے ہوئے سامنے بیٹھے کیپٹن حمید سے پوچھا۔

"نہیں ——— وہ دو آدمی تھے جو کچن سے ملحقہ کمرے میں گھسے ہوئے تھے" ——— کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"نمبر الیون! ——— رضا ہاؤس سے کل کتنی لاشیں ملی ہیں" ——— ؟ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"بیگم رضا کے علاوہ چھ لاشیں تھیں" ——— نمبر الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ——— تم اب عمران کو تلاش کرو ——— اور سنو! بیگم رضا کا ہونے والا داماد توصیف اور اس کے ساتھی آغا کو بھی تلاش کرنا ہے ——— وہ یقیناً عمران کے ساتھ ہوں گے ——— کیا توصیف وہاں رضا ہاؤس آیا تھا شہلا کے ساتھ" ——— ؟ کرنل فریدی نے بات کرتے کرتے چونک کر پوچھا۔

"نہیں جناب! ——— ویسے چیف آف سیکرٹ سروس راجندر سنگھ نے میرے سامنے شہلا سے اس کے بارے میں پوچھا تھا جس پر شہلا نے جواب دیا تھا کہ توصیف گذشتہ ایک ہفتے سے اس سے نہیں ملا" ——— نمبر الیون نے جواب دیا۔

"تم شہلا کی نگرانی کا خاص انتظام کرو ——— وہ یقیناً توصیف کو تلاش کرے گی ——— اور توصیف سے عمران کے متعلق پتہ چل سکتا ہے" ——— کرنل فریدی نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے ہسپتال سے فون کیا تھا نمبر الیون کو" ——— ؟ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"ہاں! ——— لیکن یہ رپورٹ ہماری توقعات کے بالکل برعکس ہے مجھے یقین ہے کہ یہ ساری ڈرامہ بازی عمران نے کی ہے ——— وہ بیگم رضا کی موت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تاکہ ہم مطمئن ہو جائیں" ——— کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں! ——— وہ فارمولا تو محفوظ ہے۔ مجھے اچانک رات کو خیال آیا تھا کہ کہیں وہ آپ کی جیب سے ہیلی کاپٹر میں ہی نہ گر گیا ہو کیونکہ سارے راستے آپ بری طرح لوٹ پوٹ ہوتے رہے ہیں" ——— کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ——— وہ محفوظ ہے ——— میں نے بھی ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اسے چیک کیا تھا اور پھر یہاں آنے سے پہلے میں نے اسے محفوظ ہاتھوں تک پہنچا دیا ہے" ——— کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہوا۔

"سر ——— پاکیشیا سے علی عمران آئے ہیں" ——— ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں چونک پڑے۔

"کہاں ہے وہ" ——— ؟ کرنل فریدی نے بے اختیار اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"جی باہر موجود ہیں ــ بلاؤں انہیں" ـــ ملازم نے جواب دیا۔

"ٹھہرو! ـــ میں خود اُسے لینے باہر جاتا ہوں ـــ کچھ بھی ہو وہ میرا محسن ہے" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر آگیا۔ جبکہ اس بار کیپٹن حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔

"اوہ! ـــ ماشاءاللہ ـــ ماشاءاللہ ـــ پوری فوج آرہی ہے استقبال کے لئے ـــ واہ! اسے کہتے ہیں قسمت" ـــ برآمدے میں کھڑے عمران نے ان دونوں کو آتے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں عمران ـــ اس بار واقعی تمہاری وجہ سے میں موت کے منہ سے نکلا ہوں" ـــ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر باقاعدہ پُرجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ارے اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے ـــ دراصل موت بیچاری اب اتنی بوڑھی ہوگئی ہے کہ اس کے منہ میں دانت ہی باقی نہیں بچے۔ اور پوپلا منہ ہوجانے کی وجہ سے لوگ آسانی سے باہر نکل آتے ہیں" ـــ عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ حمید بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

جب سے کرنل فریدی کی زندگی بچانے کے لئے عمران نے کمپاؤنڈ بتایا تھا کیپٹن حمید کے دل میں بھی عمران کے لئے نرم گوشہ پیدا ہوگیا تھا۔

"ارے ـــ کیپٹن حمید کو بھی ہنسنا آگیا ہے ـــ یہ تو واقعی کمال ہوگیا ہے ـــ پی۔ ٹو جراثیم کا انکشاف کرنے والے کو ایوارڈ ملنا چاہیئے" ـــ عمران نے کہا۔

"ایوارڈ تو اُسے ملنا چاہیئے جس نے اس کا توڑ تلاش کیا ہے ـــ

ویسے عمران! ـــ تمہارے ملک کے سائنسدان واقعی انتہائی قابل ہیں۔ جنہوں نے اتنی جلدی اس کا توڑ بھی تلاش کرلیا" ـــ کرنل فریدی نے عمران کو ساتھ لئے واپس کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اصل میں ہمارے ملک کے سائنسدان اعلیٰ معیار کے قائل ہیں۔ اب آپ دیکھیں ـــ مہارت سے توڑنا کتنا مشکل کام ہے ـــ جوڑنے کا کیا ہے۔ گوند سے جوڑا جاسکتا ہے" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"عمران! ـــ میری بڑی خواہش ہے کہ میں اس سائنسدان سے خود ملوں جس نے اتنی جلدی پی۔ ٹو جراثیموں کا توڑ تلاش کرلیا ـــ ایسے قابل آدمیوں سے ملنا ہی میرے لئے باعث فخر ہوگا" ـــ کرنل فریدی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے آپ جیسے عظیم سیکرٹ ایجنٹ کو کیا ضرورت ہے کسی کو ملنے کے لئے جانے کی ـــ وہ بیچارا سائنسدان خود ہی سلام کے لئے حاضر ہوگیا ہے" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"میں مذاق نہیں کررہا عمران! ـــ مجھے حیرت ہے کہ تم نے فوری طور پر اسے فون کیا اور اس نے توڑ بتا دیا ـــ حالانکہ وہ بیگم رضا بتا رہی تھی کہ اس کا توڑ آج تک کوئی سائنسدان تلاش نہیں کرسکا۔ یہاں بھی اس لائن کے باہر سائنسدانوں سے میری بات ہوئی ہے اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ اس کا کوئی توڑ نہیں ہے" ـــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کمال ہے ــــ آپ اتنی معمولی سی بات پر اس قدر حیران ہو رہے ہیں ــــ جس کا توڑ کسی کو معلوم نہ ہو تو اس سے پوچھ لیا جاتا ہے کیونکہ بہرحال جوڑ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا توڑ کونسا ہے" ــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

کیپٹن حمید خاموش بیٹھا ان دو عظیم جاسوسوں کی ذہنی جنگ کو بڑے پُرلطف انداز میں دیکھ رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل فریدی اس سائنسدان کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہے جس کے ساتھ اس کے خیال کے مطابق بیگم رضا نے ری بائٹ بم کے لئے کام کرنا تھا۔ اس کی عمران کی آمد سے پہلے کرنل فریدی سے اس بارے میں تفصیلی بات چیت ہو چکی تھی۔ گو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ بیگم رضا ہلاک ہو گئی ہے لیکن ظاہر ہے کہ کرنل فریدی کو ابھی تک اس بات پر یقین نہ آیا تھا۔

"کیا مطلب! ــــ میں سمجھا نہیں" ــــ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ ساری شرارت دراصل ٹو کی ہے ــــ جس کے ساتھ ٹو آ جائے اس کا توڑ تلاش کرنا مشکل ہو جاتا ہے جیسے ایکس ٹو ــــ بس میں نے ایکسٹو کو فون کیا کہ آپ کا توڑ کیا ہے ــــ تاکہ شہزادے کی جان بچائی جا سکے۔ اور اس نے ازراہ مہربانی بتا دیا" ــــ عمران نے ایسے انداز میں جواب دیا جیسے بچوں کی کہانیوں میں شہزادے کی جان بچانے کے لئے دیو یا جن سے پوچھا جاتا ہے کہ اس کی جان کس میں ہے۔

"تم بتانا نہیں چاہتے تو اور بات ہے ــــ بہرحال میری طرف سے

اس سائنسدان کا شکریہ ادا کر دینا" ــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"سوری کرنل صاحب! ــــ میں بیروزگار ٹائپ آدمی ہوں۔ آپ کی فرمائش کیسے پوری کروں گا۔ اس کے لئے تو آپ کو سیٹھ قاسم کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ یہ تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے ــــ ہر بات کو خواہ مخواہ الجھا دیتے ہو" ــــ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس میں الجھن کی کیا بات ہے ــــ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ میں مفلس اور قلاش آدمی ہوں۔ کیسے ادائیگی کر سکتا ہوں" ــــ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور اب کرنل فریدی کو سمجھ میں آیا کہ عمران نے شکریہ ادا کر دینے کے الفاظ پر بات بنائی ہے۔

"اچھا جیسے تمہاری مرضی ــــ حمید! جاکر کافی تو بنا لاؤ عمران کے لئے" ــــ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر کیپٹن حمید کو ہدایت کی اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ! ــــ تو کیپٹن صاحب نے ریٹائر ہونے کے بعد یہ پیشہ اختیار کر لیا ہے ــــ چلو اچھا ہے۔ کسی کو کچھ پکا کر دینا بھی ثواب کا کام ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے کرنل فریدی کی جان بچائی ہے اس لئے میں تمہیں برداشت کر رہا ہوں ــــ لیکن میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کہ تم میرے ساتھ اس طرح کا گھٹیا مذاق کرو" ــــ کیپٹن حمید نے جاتے جاتے مڑ کر کہا۔ ظاہر ہے اتنا تو وہ بھی سمجھتا تھا کہ عمران کی بات کا مطلب کیا تھا۔

"بالکل بالکل —— سلیمان بھی بالکل یہی بات کہتا رہتا ہے —— آخ
ہم پیشہ ہو" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ بھلا کہاں باز آنے
والا تھا اور کرنل فریدی تو ہنس پڑا جب کہ کیپٹن حمید پیر پٹختا ہوا دروازے
سے باہر چلا گیا۔

"میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں عمران" —— کرنل فریدی
نے کیپٹن حمید کے جاتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے آپ اگر زبردستی ہی ادائیگی پر تلے ہوئے ہیں تو ٹھیک ہے
فارمولا ادا کر دیجیے جو آپ بیچاری بیگم رضا مرحومہ سے زبردستی وصول
کر آتے ہیں" —— عمران بھی اصل مقصد پر آگیا۔

"سوری عمران! —— بہتر یہی ہے کہ اس ٹاپک پر بات نہ کرو"
کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کمال ہے —— آپ خود ہی ادائیگی پر مصر ہیں —— اور جب
میں کہوں تو آپ کہتے ہیں کہ اس ٹاپک پر بات ہی نہ کرو —— چلو
وہ لسٹ دے دیں" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لسٹ —— کونسی لسٹ" —— کرنل فریدی نے چونک کر
پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"جس میں وہ ٹاپک درج ہوں جن پر بات کرنا آپ پسند کرتے
ہوں" —— عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"تم نے بیگم رضا کو مرحومہ کہا ہے —— حالانکہ مجھے ابھی تھوڑی دیر
پہلے اطلاع ملی ہے کہ بیگم رضا زندہ ہے اور تم نے اسے پاکیشیا بھجوایا
ہے" —— کرنل فریدی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو آجکل بیگمات کا ٹاپک آپ کا پسندیدہ ٹاپک ہے ——
ک ہو —— کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے" —— عمران نے کہا اور کرنل فریدی
ب بار پھر ہنس پڑا۔ واقعی عمران کو ہینڈل کرنا دنیا کا سب سے کٹھن کام
تا۔ فریدی جب بھی اصل موضوع پر آتا۔ عمران اسے کسی اور رخ پر
ے جاتا تھا۔

اسی لمحے حمید نے بلیک کافی لا کر درمیانی میز پر رکھی اور پھر خاموشی
سے واپس چلا گیا۔

"لو پیو" —— کرنل فریدی نے ایک کپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
ا اور دوسرا کپ اس نے خود اٹھا لیا۔

"بڑی سخت ڈیوٹی لے رہے ہیں آپ بیچارے سے —— کتنی
واہ دیتے ہیں" —— عمران نے کافی کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا
ر فریدی سمجھ گیا کہ عمران، کیپٹن حمید کی بات کر رہا ہے۔

"اسے مت چھیڑا کرو —— وہ خوامخواہ جھلاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے"
ل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا —— تو اب چھیڑنے تک نوبت پہنچ گئی ہے —— انقلابات
ں زمانے کے" —— عمران نے فقرہ کسا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"دیکھو عمران! —— میں اب سیدھی بات کر دوں —— تم بیشک بیگم رضا
ن مدد سے ری بائٹ بم پر کام کرتے رہو۔ میں آگے نہیں بڑھوں گا۔
ن اگر تم یہاں اس لئے آتے ہو کہ مجھ سے اس کا فارمولا حاصل کر
لو گے تو تم جانتے ہو کہ میں ملکی مفادات کے معاملات میں کس قدر اصول پسند
وں" —— کرنل فریدی اور کوئی چارہ نہ دیکھ کر براہ راست گفتگو پر

آتم آیا۔
آپ کو غلط اطلاع ملی ہے ۔۔۔ بیگم رضا کو ایک تو جناب کیپٹن حمید صاحب نے گولی مار دی ۔۔۔ دوسرا وہ پی ٹو کا شکار ہو گئی ۔۔۔ اب تک تو وہ بیچاری حساب کتاب سے بھی فارغ ہو چکی ہو گی ۔۔۔ اور رہا فارمولا ۔۔۔ تو بات یہ ہے کہ فارمولا آپ کے ملک کی ملکیت نہیں ہے ۔۔۔ آپ بھی اسے زبردستی چھین کر لے آئے ہیں اس طرح آپ سے دوسرا بھی چھین سکتا ہے ۔۔۔ لیکن میں نے سوچا کہ دادا ابا کہتے ہیں کہ آپس میں لڑنا اچھی بات نہیں ہوتی ۔۔۔ جو کام صلح صفائی سے ہو جائے وہ بہتر ہے ۔۔۔ ایک محاورہ بھی وہ اکثر سنایا کرتے تھے ۔ وہ کیا محاورہ ہے ۔ ایک تو میری یادداشت بھی عین موقع پر جواب دے جاتی ہے ۔۔۔ وہ کوئی دانت اور گانٹھ والا محاورہ تھا ۔۔۔ ارے ہاں جو گانٹھ ہاتھ سے کھل سکتی ہو اُسے دانتوں سے نہیں کھولنا چاہیئے اس لئے ہاتھوں سے گانٹھ کھولنے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پاکیشیا اور ساگالینڈ مل کر اس فارمولے پر کام کریں ۔۔۔ کیا خیال ہے عمران نے کافی کی چسکیاں لیتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری عمران! ۔۔۔ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے" ۔۔۔ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سوچ لیجئے ۔۔۔ یہ ایک اچھی آفر ہے ۔۔۔ ورنہ پھر آپ کا ملک خوامخواہ کل کو پریشان ہو گا کہ پاکیشیا نے ری بائٹ بم بنا لیا ہے اور وہ پیچھے رہ گیا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تمہارا ملک بنا سکتا ہے تو ضرور بنا لے ۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض

نہ ہو گا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"چلیئے ایسا ہی سہی ۔۔۔ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے ۔۔۔ آپ کا خوامخواہ خرچہ ہو گا ۔۔۔ لائیے فارمولا ہمیں دے دیجئے ۔ ہم خود خرچہ کر لیں گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کونسا فارمولا" ۔۔۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"ری بائٹ بم والا اور کونسا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"سوری ۔۔۔ میرے پاس ایسا کوئی فارمولا نہیں ہے" ۔۔۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"چلو یہ تو اور بھی اچھا ہے ۔۔۔ آپ سے فارمولا لینا واقعی ایک مشکل کام تھا ۔۔۔ اب اگر میں جس کے پاس فارمولا ہو اس سے لے لوں تو آپ کو تو بہرحال کوئی اعتراض نہ ہو گا" ۔۔۔ عمران بھلا کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"وہ اب میرے ملک کی ملکیت ہے ۔۔۔ اور اگر تم نے اُسے حاصل کرنے کی کوشش کی تو پھر لامحالہ مجھے تمہارے خلاف کام کرنا پڑے گا" کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"ارے ۔۔۔ آپ نہ ایسے مانتے ہیں نہ ویسے ۔۔۔ کسی راہ پر تو آئیے ۔ ادھر میرے ملک والوں نے شور مچا رکھا ہے کہ فارمولا چاہیئے ۔ فارمولا چاہیئے ۔۔۔ اور آپ پیٹھ پر ہاتھ ہی نہیں دھرنے دیتے" ۔۔۔ عمران نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا اور کرنل فریدی اس کی اداکاری پر مسکرا دیا۔

"مجھے معلوم ہے ۔۔۔ ہم دونوں ہی پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

اس لئے میں کھلی بات کر رہا ہوں ——— اگر تم اس نیت سے یہاں آئے ہو کہ فارمولا حاصل کر سکو ——— تو تمہیں نہ صرف مایوسی ہو گی بلکہ مجھے تمہارے خلاف کام کرتے ہوئے تکلیف بھی ہو گی ——— بہتر یہی ہے کہ تم یہ خیال چھوڑ کر واپس چلے جاؤ" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"لیکن واپس خالی ہاتھ تو ظاہر ہے میں بھی نہیں جا سکتا ——— ایسا تو میری لغت میں کہیں درج ہی نہیں ہے" ——— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— تمہاری مرضی ——— اگر تم خود مقابلے پر آنا چاہتے ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں ——— لیکن اگر تم یہ سوچ کر آئے ہو کہ چونکہ تم نے میری جان بچائی ہے اس لئے میں اس معاملے میں تمہارا لحاظ کر جاؤں گا ——— تو یہ میری فطرت کے خلاف ہے ——— ان حالات میں میرے لئے تم دشمن نمبر ایک ہو گے اور میں ملک دشمنوں کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کرتے ہوئے ذرا بھی ہچکچایا نہیں کرتا" ——— کرنل فریدی کا لہجہ چٹان کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"مجھے افسوس ہے کرنل صاحب ——— آپ نے مجھے اس قدر گھٹیا سمجھ لیا ہے کہ میں اس قسم کی بات سوچوں گا ——— میں تو واقعی اس خیال سے آیا تھا کہ شاید آپ مشترکہ مشن پر رضامند ہو جائیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا ہے تو بات ختم ——— میں نے آپ کی زندگی بچانے والا کام صرف انسانی فرض سمجھ کر کیا ہے ——— آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تب بھی میں یہی کرتا ——— جہاں تک دشمنوں سے نمٹنے کا کام ہے تو آپ کو تو معلوم ہی ہو گا کہ مجھے ایسے معاملات میں لوگ فاتح

کا لقب دیتے ہیں ——— اچھا اجازت دیجئے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں بیٹھو ——— تم کھانا کھا کر جاؤ گے" ——— کرنل فریدی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یعنی آپ وہ نمک حلالی والا چکر چلانا چاہتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہاری جیبیں عمرو عیار کی زنبیل سے بھی زیادہ بڑی ہیں ——— تم کہیں نہ کہیں سے نمک بھی نکال ہی لو گے ——— لیکن ایسی کوئی بات نہیں ——— مجھے تمہارے اصولوں کا علم ہے" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے آپ نے بھی سیکھ لیا کھانا پکانا" ——— عمران نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

"ہوٹل میں چلتے ہیں ——— آؤ میرے ساتھ" ——— کرنل فریدی نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ شاید آپ نمک کے چکر میں حفظ ماتقدم کے طور پر کر رہے ہیں لیکن بے فکر رہیں۔ نمک حلالی ضرور کروں گا۔ البتہ مرچ کی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ہر کاٹنے والی چیز حلال نہیں ہوتی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی کے پیچھے چلتا ہوا باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک عظیم الشان ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔

"چلئے کھانے پر ایک اور معاہدہ کر لیتے ہیں ——— اگر معاہدہ ہو گیا تو میرا وعدہ کہ آپ کو اس سے بڑے ہوٹل میں دعوت دوں گا"۔

عمران نے ڈائننگ ہال کی میز پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیسا معاہدہ"۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ فارمولا میرے سامنے ضائع کر دیں۔۔۔ نہ آپ کا ملک یہ خوفناک بم بنائے۔ نہ میرا ملک۔۔۔ کیا خیال ہے"۔۔۔ عمران نے بڑی پُرامید نظروں سے کہا۔

"یعنی میں فارمولا ضائع کر دوں۔۔۔ اور تم بیگم رضا کے ذریعے بم بنالو۔۔۔ یہ چکر کسی اور کو دینا عمران"۔۔۔ کرنل فریدی نے کھانے کا مینو اٹھا کر اس پر نشانات لگاتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ کو کیوں اس بات کا یقین نہیں آرہا کہ بیگم رضا تو ہلاک ہو چکی ہے۔۔۔ اور ہاں!۔۔۔ یہ بھی سُن لیں کہ اس کا داماد توصیف انتقام لینے کے لئے آپ کو اور کیپٹن حمید کو تلاش کرتا پھر رہا ہے۔۔۔ خاصا جاندار لڑکا ہے اس لئے کہہ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ توصیف جبار اور آغا دونوں ہی آپ لینڈ میں تمہارے فارن ایجنٹ ہیں۔۔۔ تم اگر ان دونوں کو میرے ہاتھوں ضائع کرانا چاہتے ہو تو بے شک مقابلے پر لے آؤ"۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔۔۔ آپ میری کوئی بات تو سچ سمجھتے ہی نہیں اور کھانا کھلائے جارہے ہیں۔۔۔ شاید آپ کا خیال ہے کہ میں کھانا کھا کر سچ بولنا شروع کر دوں گا"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مجھے تمہارے سچ جھوٹ سے کوئی مطلب نہیں۔۔۔ اس ہوٹل

تک تم میرے دوست ہو۔۔۔ محسن ہو۔۔۔ اس لئے کھانا بھی کھلا رہا ہوں۔۔۔ اس کے بعد تم میرے نزدیک دشمن ہو گے اور دشمنوں سے نپٹنے کا میرا اپنا طریقہ کار ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"آپ اتنے سنجیدہ لہجے میں بات کر رہے ہیں کہ مجھے آپ کی سنجیدگی سے ہی خوف آنے لگا ہے۔۔۔ ذرا کمزور دل واقع ہوا ہوں میں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

ویٹر نے کھانا سرو کر دیا تھا۔ اس لئے کرنل فریدی کے کہنے پر عمران کھانے میں شریک ہو گیا۔ اور کھانا کھاتے ہوئے دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے کہ یہ شاید ان دونوں کا آخری مشترکہ کھانا ہو۔ کیونکہ اس کے بعد کیا ہونا ہے۔۔۔ کون کس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُترتا ہے۔۔۔ یہ مستقبل کی بات تھی۔ چانس ففٹی ففٹی تھا۔ اس لئے کچھ کہا نہ جا سکتا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد کرنل فریدی نے کافی منگوائی اور خود سگار سلگا لیا کافی پینے تک میز پر خاموشی طاری رہی۔ دونوں ہی اپنے اپنے خیالوں میں غرق تھے۔

کافی پینے کے بعد کرنل فریدی نے ویٹر کو بُلا کر بل ادا کیا اور ٹپ دے کر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اب بتاؤ کہ میں تمہیں کہاں ڈراپ کر دوں"۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جہاں آپ نے فارمولا پہنچایا ہو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب فارمولے کی بات مت کرو ——— تم میں ہمت ہو تو اسے حاصل کر لینا ——— مجھ میں ہمت ہوئی تو تمہیں اس کے حصول سے روک دوں گا" ——— کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ارے آپ تو اتنے سنجیدہ ہو گئے ہیں جیسے ہماری زندگیاں اب اس فارمولے تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہیں ——— بھاڑ میں گیا فارمولا مجھے نہیں چاہیئے فارمولا ——— میں واپس جا رہا ہوں" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اداکاری مت کرو عمران ! ——— میں جانتا ہوں کہ تم مر تو سکتے ہو۔ لیکن خالی ہاتھ واپس نہیں جا سکتے ——— آؤ میں تمہیں جہاں تم کہو گے ڈراپ کر دوں گا" ——— کرنل فریدی بدستور سنجیدہ تھا۔

"شکریہ ! ——— خوامخواہ آپ کا پٹرول خرچ ہو گا ——— یہی خرچہ آپ فارمولا محفوظ کرنے پر لگا دیجئے ——— کام تو آئے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ——— اب ہمیشہ کے لئے خدا حافظ" ——— کرنل فریدی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کرسی پر بیٹھا خاموشی سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔ اور پھر اس نے سر کو اس طرح جھٹکا جیسے کہہ رہا ہو کہ دیکھوں گا کہ تم فارمولا کیسے روک سکتے ہو۔

کرنل فریدی کے جانے کے بعد عمران کرسی سے اٹھا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اسی ہوٹل میں رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کا سامان ایئرپورٹ پر موجود تھا۔ چنانچہ کمرہ حاصل کرنے کے بعد اس نے

کاؤنٹر پر ایئرپورٹ کلوک روم کی رسید انہیں دی تاکہ اس کا سامان منگوا کر وہ کمرے میں پہنچا دیں اور خود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ کوئی ایسی پلاننگ سوچنا چاہتا تھا جس کی مدد سے وہ جلد از جلد فارمولا حاصل کر لے اسے کرنل فریدی کی نفسیات کا اچھی طرح علم تھا کہ کرنل فریدی نے فارمولا ابھی تک اپنے ہی قبضے میں رکھا ہوا ہو گا کیونکہ اس طرح وہ اسے زیادہ محفوظ سمجھے گا اور پھر کمرے تک پہنچتے پہنچتے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ رات کو کرنل فریدی کی کوٹھی میں داخل ہو کر فارمولا تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

"میں بیگم رضا کے متعلق مکمل طور پر یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ زندہ ہے یا مرگئی ہے" ——— کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں اس کے لئے ہمیں پاکیشیا جانا پڑے گا" ——— سامنے بیٹھے ہوئے کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"تمہاری بات درست ہے ——— لیکن ظاہر ہے عمران اس سلسلے میں مکمل حفاظتی انتظامات کر کے یہاں آیا ہو گا ——— ٹھہرو! ——— میرے ذہن میں ایک آئیڈیا ہے۔ شاید میں یہاں بیٹھے ہی اس بارے میں معلومات حاصل کر سکوں" ——— کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے میز پر پڑی ہوئی انٹرنیشنل ٹیلیفون ڈائرکٹری اٹھائی اور اُسے کھول کر نمبر چیک کرنے لگا۔

"کس کا نمبر دیکھ رہے ہیں آپ" ——— ؟ کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا میں عمران کا ایک خاص اڈہ ہے رانا ہاؤس ——— وہاں حبشی جوزف اور اس کا ساتھی جوانا رہتے ہیں ——— ہو سکتا ہے ان نے بیگم رضا کو وہاں رکھا ہو ——— میں رانا ہاؤس کا نمبر دیکھ رہا ہوں" ——— کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"کیا وہ حبشی آپ کو بتا دیں گے" ——— کیپٹن حمید نے حیرت بھرے ہ میں پوچھا۔

"نمبر مل جائے پھر معلوم ہو جائے گا کہ وہ بتاتے ہیں یا نہیں" ——— نل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد اس نے کٹری واپس رکھی اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے بر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ جیسے ہی اس نے نمبر ڈائل کئے دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی ہونٹ بھینچے اموش بیٹھا رہا۔

"یس رانا ہاؤس" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کسی نے سیور اٹھایا اور بھاری سی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی کرنل فریدی مجھ گیا کہ یہ جوزف کی آواز ہے۔

"افریقہ کے چاند! ——— میں عمران بول رہا ہوں" ——— کرنل فریدی کے منہ سے عمران جیسی آواز نکلی اور سامنے بیٹھا کیپٹن حمید چونک کر سے دیکھنے لگا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"اوہ باس آپ! ——— آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے اب بھی باند سمجھ رکھا ہے ——— ورنہ باس! میرا تو خیال ہے کہ میں اب اندھیری ات میں بدل چکا ہوں ——— اب میں وہ جوزف نہیں رہا جس کی شکل

دیکھ کر افریقہ کی لڑکیاں اپنے جسم پر لپیٹے ہوئے پتے درست کر
لگ جاتی تھیں" ۔۔۔ جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہو
جواب دیا۔

" ارے ارے اتنی بھی کیا مایوسی ۔۔۔ میں نے کل ہی خواب
دیکھا ہے کہ افریقہ کی حسین لڑکیاں تمہارے سامنے جھکی ہوئی ہیں اور
یوں اکڑے کھڑے ہو جیسے ان سب کے شوہر نامدار ہو" ۔۔۔ کر
فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور بات کرنے کا انداز
عمران جیسا تھا۔

" ارے ارے باس ! ۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ اوہ باس
یہ تو بڑی بدشگونی ہے ۔۔۔ اوہ گاڈ ! ۔۔۔ یہ تو جوشوا دیوتا کے د
کی نشانی ہے ۔۔۔ اوہ باس ! ۔۔۔ کہہ دو کہ میرے سر پر اڑتی ہو
سرخ چیل بھی تم نے دیکھی ہے ۔۔۔ باس ! ۔۔۔ جب تک سُ
چیل سر پر نہ اڑے ، بدشگونی قائم رہتی ہے" ۔۔۔ جوزف نے
کہا۔ اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

" سرخ چیل تو نیلی جھیل کے کناروں پر سبز سرکنڈوں میں بیٹھی انڈے
دے رہی تھی" ۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" اوہ گاڈ ! ۔۔۔ شکر ہے ۔۔۔ سرخ چیل انڈے دیتی رہے ت
جوشوا دیوتا کا قہر نازل نہیں ہوتا ۔۔۔ تھینک گاڈ ۔۔۔ باس
میری طرف سے سرخ چیل کا شکریہ ادا کر دینا ۔۔۔ اور اسے کہہ دی
کہ بس وہ بیٹھی انڈے دیتی رہے" ۔۔۔ جوزف نے اطمینان کا
طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

" کہہ دوں گا لیکن ایک شرط پر ۔۔۔ پہلے تم بتاؤ کہ وہ بیگم رضا پہنچ
گئی ہے یا نہیں" ۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" بیگم رضا ۔۔۔ اوہ باس ! ۔۔۔ یہ تم نے کس کو بھیج دیا۔ اس کی شکل
مری ہوئی چھپکلی سے بھی زیادہ بدنما تھی ۔۔۔ میں نے تو اس کے
منے آنے سے بھی انکار کر دیا ۔۔۔ وہ تو جوانا نے طاہر صاحب
طلاع دی اور پھر طاہر صاحب کے کہنے پر جوانا ہی اسے
ے کر کہیں چھوڑنے گیا ہے ۔۔۔ ابھی تک تو واپس نہیں آیا ۔۔۔
ہر اچھے آدمی ہیں انہوں نے خود ہی رانا ہاؤس کو اس چھپکلی سے
الی کرا دیا" ۔۔۔ جوزف نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا۔

" کہاں چھوڑنے گیا ہے ۔۔۔ کہیں اس سے شادی کرنے تو نہیں
یا ۔۔۔ میں نے تو اسے تمہارے ساتھ شادی کے لئے بھیجا تھا۔ اس
ے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ جراثیموں کی مدد سے تمہاری رنگت بالکل
ولی کی طرح سفید کر دے گی" ۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" مجھے نہیں چاہئے مولی جیسا رنگ باس ! ۔۔۔ افریقہ کی لڑکیاں
ولیوں سے بڑی نفرت کرتی ہیں ۔۔۔ اور میں مولی بن گیا تو باس
رخ چیل انڈے دینے چھوڑ کر سرخ گھاس میں پھڑکنے لگ جائے گی
ور افریقہ کی لڑکیاں کنواری ہی مر جائیں گی ۔۔۔ ویسے طاہر صاحب
تا رہے تھے کہ وہ چھپکلی کی شکل والی جراثیموں کی بہت بڑی
ائنسدان ہے ۔۔۔ وہ اسے کسی مادام کے پاس چھوڑنے کا کہہ
ہے تھے ۔۔۔ بڑا مشکل سا نام تھا باس ! ۔۔۔ آپ طاہر صاحب
سے پوچھ لیں" ۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے ——— سنو! —— اگر ساگالینڈ کا کرنل فریدی آئ
تو جوانا سے کہہ دینا کہ وہ اُسے بیگم رضا تک پہنچا دے —— یہ ضرو
ہے سمجھ گئے" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"اچھا باس! —— کہہ دونگا" ——— دوسری طرف سے جوزف
نے کہا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڑا مشکل کام ہے اس افریقی دیو کو ہینڈل کرنا —— چند باتوں
میں ہی میرے دماغ کی چولیں ہل گئی ہیں" ——— کرنل فریدی نے
ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران خود جو احمق ہے اس لئے اس نے سب احمقوں کو اکٹھا کر
رکھا ہے ——— اور جب سب احمق اکٹھے ہوں تو کونسی مشکل ہے۔
بس اُوٹ پٹانگ بکواس کرتے چلے جاؤ" ——— کیپٹن حمید نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"سنو! —— اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ بیگم رضا نہ صرف زندہ ہے
بلکہ جوانا اُسے کسی مادام کے پاس چھوڑنے گیا ہے ——— اب جوانا
سے اس مادام کا پتہ آسانی سے چلایا جا سکتا ہے" ——— کرنل فریدی
نے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"تو اس میں کونسی مشکل ہے ——— وہ بھی اس جوزف جیسا ہی احمق
ہوگا ——— تھوڑی دیر بعد پھر فون کر لیجئے گا۔ وہ بھی اسی طرح سب
کچھ بتا دے گا" ——— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— جوانا، جوزف کی طرح کا آدمی نہیں ہے ——— وہ
ماسٹر کلر جیسی خوفناک اور بدنام زمانہ تنظیم کا رکن رہا ہے۔ اس لئے وہ ذہنی

طور پر جوزف سے بہت فارورڈ ہے۔ اس کے لئے کوئی اور چکر
چلانا پڑے گا" ——— کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیسا چکر ——— ؟" کیپٹن حمید نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے خود جانا پڑے گا ——— مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے سامنے
دیکھ کر انکار نہ کر سکے گا ——— اور اگر پھر بھی نہ مانا تو پھر میں ان سے
مطلب اگلوانا بھی جانتا ہوں" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ! ——— تو آپ جوانا سے مقابلہ کرنے کی سوچ رہے ہیں
ماسٹر کلر کے رکن کی حیثیت سے تو اس کی فائٹنگ کی پوری دنیا
میں شہرت تھی" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"تو کیا ہوا ——— کیا اب میں جوانا سے بھی گیا گزرا ہو گیا ہوں ——؟
میں تو سوچ رہا ہوں کہ تمہیں اس سے لڑا دوں ——— اور تم مجھے
اس سے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو" ——— کرنل فریدی نے
انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مطلب نہ تھا ——— جوانا جیسے کئی مل کر بھی آجائیں، تب بھی وہ
آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ——— اور جوانا کے لئے تو میں اکیلا ہی کافی
ہوں ——— میں تو صرف سنی ہوئی بات دوہرا رہا تھا" ——— کیپٹن حمید
نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں اس کی نوبت ہی نہ آئے گی ——— اُٹھو! عمران
یہاں موجود ہے اور بلیک سروس کی اطلاع کے مطابق وہ ہوٹل کے
کمرے میں آرام کر رہا ہے ——— اس کی یہاں موجودگی سے ہم فائدہ
اٹھا سکتے ہیں" ——— کرنل فریدی نے ایک جھٹکے سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ ابھی پاکیشیا چلیں" ——— کیپٹن حمید نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ! ——— اور کیا اگلے سال کا انتظار کریں گے ——— فارمولا کی مکمل حفاظت کے لئے اس بیگم رضا کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے ——— مجھے یقین ہے کہ عمران فارمولے کی تلاش کے لئے رات کو میری کوٹھی میں ضرور داخل ہوگا ——— اس لئے بہتر یہی ہے کہ اُسے اطمینان سے تلاشی لینے دیں ——— ہم اس دوران بیگم رضا کا بندوبست کرلیں" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ آیئے" ——— کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے عمران کا کوئی آدمی کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہو۔ اس لئے ہمیں خفیہ راستے سے نکلنا پڑے گا" ——— کرنل فریدی نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں سے خفیہ راستہ تین کوٹھیاں دُور بلیک سروس کے خفیہ اڈے میں جا نکلتا تھا۔

توصیف نے کار کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اُتر کر وہ کلب کے ہال کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے میک اَپ کیا ہوا تھا اور اس نے کوٹ کے اندر ایک مخصوص قسم کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ یہ جیکٹ اس کی خود ساختہ تھی اور اس میں مخصوص قسم کا چھوٹا بڑا اسلحہ بھی موجود رہتا تھا اور اس کے ساتھ ہی یہ جیکٹ بلٹ پروف بھی تھی۔ ریوالور تو کیا مشین گن کی گولیاں بھی اس جیکٹ کے اندر استعمال کئے گئے مُشون دھات کی پتلی سی تہہ کو نہ توڑ سکتی تھی۔ یہ مُشون دھات انتہائی نایاب دھات تھی اور یہ اس قدر نرم تھی کہ چلتے ہوئے اس کی موجودگی کا ذرا بھی پتہ نہ چلتا تھا۔ توصیف نے یہ جیکٹ ایکریمیا میں رہ کر خاص طور پر بنوائی تھی اور وہ اہم مواقع پر اسے لازماً پہن لیتا تھا۔

کلب کے ہال میں داخل ہوکر وہ سیدھا دائیں طرف موجود راہداری میں مڑا اور راہداری کے تقریباً آخر میں موجود ایک بند دروازے کے سامنے

رُک کر اس نے آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ــــ؟ اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ٹیپو سلطان" ــــ توصیف نے نرم لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے سنہرے بال اس کے کاندھوں تک لٹکے ہوئے تھے اور اس نے انتہائی چست لباس پہن رکھا تھا۔ توصیف کو دیکھتے ہی وہ ایک طرف ہٹ گئی اور توصیف اندر داخل ہو گیا۔ لڑکی نے اس کے اندر آتے ہی دروازہ بند کر کے چٹخنی لگا دی۔

"کام ہوا مارگریٹ" ــــ؟ توصیف نے اس غیر ملکی لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"تم رقم لے آئے ہو" ــــ؟ لڑکی نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے ــــ یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے" ــــ توصیف نے منہ بناتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں ہو گیا ہے ــــ یہ لو نقشہ" ــــ لڑکی نے ایک طرف پڑا ہوا اپنا پرس اٹھایا اور اُسے کھول کر اس میں سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر توصیف کی طرف بڑھا دیا۔

توصیف نے کاغذ لیا اور اُسے کھول کر درمیانی میز پر بچھا لیا اور پھر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ کاغذ پر ہاتھ سے ایک پیچیدہ سا نقشہ بنا ہوا تھا۔ وہ کچھ دیر غور سے اس نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اُسے تہہ کیا اور اپنی کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس

نے دوسری جیب سے بڑے نوٹوں کی دو بڑی بڑی گڈیاں نکالیں اور لڑکی کی طرف بڑھا دیں۔

"گن لو پورے ہیں" ــــ توصیف نے کہا۔

"ٹھیک ہوں گے" ــــ لڑکی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اپنا پرس کھول کر دونوں گڈیاں اس میں ڈال لیں۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ نقشہ درست ہے" ــــ؟ توصیف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سو فیصد درست ہے ــــ میں نے اسے خود تیار کیا ہے"۔ مارگریٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"تم نے اس بات کا بھی یقین کر لیا ہے کہ کرنل فریدی نے واقعی فارمولا ڈاکٹر جوشی کے حوالے کر دیا ہے" ــــ؟ توصیف نے پوچھا۔

"میں ڈاکٹر جوشی سنگھ کی نہ صرف سیکرٹری ہوں ــــ بلکہ اور بھی بہت کچھ ہوں اس لئے جوشی کی کوئی بات مجھ سے چھپی نہیں رہ سکتی ــــ بس وہ ذرا کنجوس آدمی ہے۔ رقم بہت کم ڈھیلی کرتا ہے ــــ باقی وہ ہر لحاظ سے ٹھیک ٹھاک ہے" ــــ مارگریٹ نے بڑے پُراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوچ لو! ــــ اگر تمہاری معلومات غلط ہوئیں تو ــــ توصیف کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ــــ تم بے شک آزما کر دیکھ لو" ــــ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"او۔ کے! ــــ آزما بھی لوں گا ــــ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر

تمہاری دی ہوئی ان معلومات میں ایک فیصد بھی جھوٹ ہوا تو پھر تم چاہے دنیا کے کسی بھی حصے میں چلی جاؤ ـــــ ٹیپو سلطان کے ہاتھوں سے بچ نہ سکو گی" ـــــ توصیف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا اس نے چٹخنی کھولی اور باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ کافی دور جا کر اس نے کار ایک پبلک بوتھ کی سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے بوتھ کا شیشے والا دروازہ اچھی طرح بند کیا اور جیب سے سکے نکال کر اس نے باکس میں ڈالے اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس نراین ہوٹل" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"روم نمبر بارہ چوتھی منزل" ـــــ توصیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ ہولڈ آن کریں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری سی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"یس ـــ رام پرشاد جنگجو سپیکنگ" ـــ بولنے والے کا لہجہ واقعی جنگجوؤں جیسا تھا۔

"آپ مہاتما روڈ پر چہل قدمی کرتے ہیں ـــ آج بھی آئیں گے" ـــ توصیف نے کہا۔

"ظاہر ہے ـــ آجکل جنگ تو کہیں ہو نہیں رہی اس لئے جنگجو بیچارہ چہل قدمی ہی کر سکتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے جواب ملا اور توصیف

نے بغیر کوئی جواب دیئے رسیور رکھ دیا۔ اور پبلک بوتھ سے نکل کر دوبارہ کار میں آ کر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اگلے چوک سے اس نے ٹرن لیا اور پھر ایک اور سڑک سے ہوتا ہوا وہ مہاتما روڈ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی اور اطمینان سے بیٹھ کر سڑک پر آنے جانے والوں کو دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اچانک اس کی کار کا پچھلا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور توصیف چونک کر مڑا۔ پچھلی سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

"اب نکل چلو۔ ورنہ کوئی نہ کوئی مہاتما پہنچ ہی جائے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ویران سی سڑک پر پہنچ گیا۔

"دائیں ہاتھ آگے ایک سڑک نکلے گی۔ اس پر مڑ جانا" ـــــ عمران نے پیچھے سے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار دائیں ہاتھ پر مڑ گئی۔ یہ سڑک آگے جا کر کھیتوں میں غائب ہو رہی تھی۔ پھر عمران کے اشارے پر توصیف نے کار درختوں کے ایک بڑے سے جھنڈ کی طرف موڑ کر روک دی۔

"آپ نے نام اچھا چنا ہے جنگجو" ـــــ توصیف نے کار روک کر پیچھے مڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تمہیں پسند آگیا ہے تو تم رکھ لو ـــــ ویسے خیال رکھنا۔ شہلا کو پتہ چل گیا تو اس نے چھین لینا ہے۔ کیونکہ جنگجو اصل میں عورتوں کی فطرت کے مطابق ہی ان کا صحیح نام بنتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب وہ نقشہ مجھے دے دو ــــ اور تم نام پر غور کرتے رہو" ــــ عمران نے کہا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ نقشہ مجھے مل گیا ہے" ــــ ؟ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"میں کسی زمانے میں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر نجومیوں کا کام بھی کرتا رہا ہوں تم اس بات کو چھوڑو۔ نقشہ نکالو" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور توصیف نے ہنستے ہوئے جیب سے وہی کاغذ نکالا جو اس نے مارگریٹ سے لیا تھا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

عمران کافی دیر تک نقشے کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے نقشے کو تہہ کر کے پھاڑ دیا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہیں آپ" ــــ ؟ توصیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے ــــ اسے اخبار میں شائع کرنے کے لئے بھجوا دوں" ــــ عمران نے کہا۔

"لیکن اگر عین وقت پر بھول گئے تو" ــــ ؟ توصیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر زندگی ہمارے گھر کا راستہ بھول جائے گی ــــ بہر حال فکر نہ کرو ــــ جب تمہیں ضرورت پڑے گی۔ میں تمہیں اس سے بھی شاندار نقشے بنوا کر دے دوں گا" ــــ عمران نے اس نقشے کے چھوٹے چھوٹے پرزے کر کے کار کی کھڑکی سے باہر اچھالتے ہوئے کہا۔ تیز ہوا کی وجہ سے کاغذ کے چھوٹے چھوٹے پرزے ہوا کے ساتھ دور

دور تک اڑتے چلے گئے۔

"تو مارگریٹ کی اطلاع کے مطابق فارمولا ڈاکٹر جوشی کی تحویل میں ہے" ــــ عمران نے سوچنے کے انداز میں کہا۔

"جی ہاں! ــــ وہ حتمی بات کرتی ہے۔ کیونکہ وہ نہ صرف ڈاکٹر جوشی کی سیکرٹری ہے بلکہ اور بھی بہت کچھ ہے" ــــ توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ بات کرنل فریدی کی فطرت کے خلاف ہے ــــ ویسے ہو سکتا ہے اس بار چونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈنگل میرے ساتھ ہو گا۔ اس لئے اس نے اپنی فطرت کے خلاف اقدام کیا ہو" ــــ عمران نے کہا۔

"ویسے چیک کر لینے میں آخر حرج ہی کیا ہے عمران صاحب" ــــ توصیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ ویسے میرا خیال تھا کہ میں آج رات کرنل فریدی کی کوٹھی پر جاؤں گا ــــ چلو آج رات نہ سہی کل سہی ــــ آخر اتنی بھی جلدی کیا ہے"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ طے ہو گیا کہ آج رات ہم اس لیبارٹری میں داخل ہوں گے"۔ توصیف نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر ڈاکٹر جوشی کی بہت کچھ نے اسے پہلے ہی اطلاع دے دی ہو تو پھر" ــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ــــ میں ایسی لڑکیوں کی نفسیات اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ صرف دولت کی دوست ہوتی ہیں ــــ لیکن دولت کی دوست لڑکیاں انتہائی بزدل بھی ہوتی ہیں ــــ ٹھیک ہے۔ کار کو ادھر ادھر

گھماتے رہو ——— رات گہری ہو جانے کے بعد لیبارٹری کا رُخ کریں گے" عمران نے فیصلہ کُن لہجے میں کہا اور توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کار کو بیک کر کے موڑنا شروع کر دیا۔

"تمہارے پاس میک اَپ باکس ہے" ——— ؟ عمران نے اچانک توصیف سے پوچھا۔

"باکس تو نہیں ——— البتہ ماسک میک اَپ ہے" ——— توصیف نے جواب دیا۔

"او کے ——— چل جائے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف نے ڈیش بورڈ کے خانے سے ایک لفافہ کھینچا اور اُسے پیچھے اچھال دیا۔

"کار کہیں روک دُوں تاکہ آپ بیک مرر کی مدد سے میک اَپ کر لیں" توصیف نے پوچھا۔

"آجکل تو عورتیں بغیر آئینے کے میک اَپ کر لینے کی ماہر ہو گئی ہیں تم مجھے آئینہ دیکھنے کو کہہ رہے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا۔ وہ بیک مرر میں ساتھ ساتھ عمران کو دیکھتا جا رہا تھا لیکن چند لمحوں بعد جب اس نے عمران کے ہاتھ چہرے پر چڑھائے ہوئے ماسک پر چلتے دیکھے تو وہ واقعی حیران رہ گیا۔ عمران کے ہاتھ اس قدر تیز رفتاری اور مہارت سے چل رہے تھے کہ چند لمحوں بعد جب عمران نے ہاتھ ہٹائے تو واقعی اس کا چہرہ انتہائی ماہرانہ انداز میں بالکل بدل چکا تھا۔ اور توصیف ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اب تک وہ یہی سمجھتا تھا کہ میک اَپ کے فن میں اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن

اب چلتی کار میں بغیر آئینے کے جب اس نے عمران کو میک اَپ کرتے دیکھا تو اُسے تسلیم کرنا پڑا کہ عمران اس معاملے میں بھی بہرحال اس سے بہت آگے ہے۔

"آخر آپ میں اتنی ساری صلاحیتیں اکٹھی کیسے ہو گئی ہیں" ——— ؟ توصیف سے نہ رہا گیا تو وہ پوچھ ہی بیٹھا۔

"میں صلاحیتوں کا ذخیرہ اندوز واقع ہوا ہوں ——— جہاں بھی مجھے سڑک پر پڑی ہوئی کوئی صلاحیت نظر آتی ہے، اٹھا کر اپنے ذخیرے میں ڈال لیتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے کمال ہے عمران صاحب! ——— میں کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اس قدر صلاحیتیں ایک آدمی میں اکٹھی بھی ہو سکتی ہیں" ——— توصیف نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"میں ذرا عورتوں کی نفسیات جاننے والی صلاحیت بھی اپنے ذخیرے میں ڈالنا چاہتا ہوں ——— اس لئے ڈاکٹر لکی اس بہت کچھ کے پاس چلو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ مارگریٹ کے پاس ——— تو آپ کو شک ہے کہ وہ ڈبل گیم کھیل رہی ہے" ——— توصیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"لاحول ولا ——— تم اب مجھے اتنا گرا ہوا سمجھنے لگ گئے ہو کہ میں مارگریٹ جیسی باکردار دوشیزہ پر شک کرنے لگوں گا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور توصیف بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب! ——— آج اس بات کا پتہ بھی چل جائے گا کہ میرا دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا" ——— توصیف نے کہا اور

پھر مختلف سڑکوں سے کار گذارتا ہوا وہ دوبارہ اسی کلب میں کار لے آیا
کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اُترے اور پھر دونوں ہی تیز تیز قدم
اٹھاتے کلب کے ہال میں داخل ہو کر اسی راہداری کی طرف بڑھ گئے
جس میں مارگریٹ کا کمرہ تھا۔ ظاہر ہے رہنمائی توصیف ہی کر رہا تھا۔
دروازے پر پہنچ کر توصیف نے دستک دی تو اندر سے مارگریٹ
کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے" ___؟ مارگریٹ کے لہجے میں ہلکی سی گھبراہٹ تھی۔
"ٹیپو سلطان! ___ تمہارے لئے کچھ اور گڈیوں کا انتظام کر کے لایا
ہوں" ___ توصیف نے نرم لہجے میں جواب دیا۔
"ایک منٹ" ___ اندر سے آواز آئی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ
کھلا تو مارگریٹ دروازے پر نظر آئی۔ وہ حیرت سے توصیف کے ساتھ
کھڑے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ میرے دوست ہیں رام پرشاد جنگجو ___ بڑے کام کے آدمی
ہیں اور ان کی جیبیں بڑی بڑی گڈیوں سے پُر ہیں" ___ توصیف
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا! ___ آجائیے" ___ مارگریٹ نے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا اور توصیف اور عمران دونوں ہی اندر داخل ہو گئے اور
مارگریٹ نے دروازہ بند کر دیا۔
"تشریف رکھیے جنگجو صاحب! ___ مارگریٹ بڑی اچھی لڑکی
ہے" ___ توصیف نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے ڈاکٹر جوشی کی سیکرٹری اچھی لڑکی ہی ہو سکتی ہے مسٹر
ٹیپو سلطان" ___ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔
"میرے پاس وقت کم ہے ___ میں نے چند منٹ بعد ایک ضروری
کام جانا ہے ___ اس لئے جو کچھ کہنا ہے جلد از جلد کہہ ڈالئے" ___
مارگریٹ نے سوالیہ نظروں سے عمران اور توصیف کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"مس مارگریٹ! ___ جب تم نے رقوم وصول کر لی تھی تو پھر ڈاکٹر
جوشی کو ٹیلیفون کرنے کی کیا ضرورت تھی" ___ عمران نے یکلخت
غراتے ہوئے کہا۔
"کک ___ کک ___ کیا مطلب! ___ تم کیا کہہ رہے ہو" ___؟
مارگریٹ نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور توصیف چونک
کر مارگریٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات
بتا رہے تھے کہ جیسے اُسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔
"تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم یونہی رقمیں خیرات کرتے پھرتے ہیں ___
ہم جسے رقم دیتے ہیں اس کا پورا پورا خیال بھی رکھتے ہیں ___ تم نے
ڈاکٹر جوشی کو فون کیا ہے۔ یہ بات تو یقینی ہے۔ کیونکہ ہمیں ذاتی طور پر
علم ہے" ___ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"مم ___ مم ___ مگر میں نے کوئی غلط بات تو ڈاکٹر جوشی سے نہیں کی۔
آخر میں اس کی سیکرٹری ہوں ___ میں اس سے بات تو کر سکتی ہوں"۔
مارگریٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ
تیر گئی۔
"وہ ٹیپ تمہیں سنوا دیں ___ کیا خیال ہے سنو گی" ___؟ عمران
نے بھیڑیئے کے سے انداز میں کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مگر میں نے اُسے یہ تو نہیں بتایا کہ میں نے نقشہ تمہیں دیا ہے ـــــ مم ـــــ میں نے تو صرف اتنا کہا ہے کہ لیبارٹری میں کوئی گھس سکتا ہے۔ اس لئے وہ خبردار رہے" ـــــ مارگریٹ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور توصیف نے اتنے زور سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے وہ اب کبھی انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کرے گا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ جل اُٹھے تھے کیونکہ اب یہ بات سامنے آگئی تھی کہ مارگریٹ نے واقعی ڈبل گیم کھیلی تھی۔

"دیکھو مارگریٹ! ـــــ میرا نام جنگجو ہے ـــــ اور جنگجو جانتی ہو جنگ کے بہانے تلاش کرنے والے کو کہتے ہیں ـــــ اور جب جنگ شروع ہو جاتی ہے تو پھر اس کا انجام موت پر ہی جا کر ختم ہوتا ہے ـــــ اس لئے اگر تم بہانے کے باوجود جنگ شروع ہونے سے بچنا چاہتی ہو تو پھر یہاں بیٹھ کر لیبارٹری کا اصل نقشہ بنا کر دو ـــــ ورنہ ـــــ" عمران نے آہستہ لہجے میں بات شروع کی تھی لیکن آخری الفاظ پر پہنچتے پہنچتے اس کے لہجے میں بے پناہ اور ناقابلِ برداشت کرختگی آگئی تھی۔

"نق ـــ نق ـــ نقشہ تو ـــــ" مارگریٹ نے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہی وہ الفاظ بھول گئی۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے ـــ میں بنا دیتی ہوں" ـــــ مارگریٹ نے جلدی سے کہا اور توصیف کو تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دنیا کا احمق ترین انسان ہو۔ اس کا واقعی دل چاہ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ عمران کی طرف دیکھنے کی بجائے اس میں زندہ دفن ہو جائے وہ اس بری طرح دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہا تھا کہ اس کے ہونٹوں سے

خون کے قطرے رس آئے تھے۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اس مارگریٹ کے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دے۔ لیکن عمران کی وجہ سے وہ مجبور تھا۔

"جلدی کرو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور مارگریٹ نے جلدی سے ایک کاغذ اٹھایا اور پھر پنسل سے جلدی جلدی نقشہ بنانے میں مصروف ہو گئی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ بار بار خوفزدہ نظروں سے سر اٹھا کر عمران کو دیکھتی اور پھر جلدی سے دوبارہ نقشہ بنانے میں مصروف ہو جاتی۔ گو نقشے کی لکیریں ٹیڑھی میڑھی سی ہو رہی تھیں لیکن عمران کی نظروں میں اطمینان تھا۔

"بس کافی ہے ـــــ اب تم نے صحیح نقشہ بنایا ہے۔ اس لئے فوری طور پر تم نے اپنی موت ٹال دی ہے" ـــــ عمران نے کہا اور مارگریٹ کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"ڈاکٹر جوشی کا خاص نمبر ملاؤ اور اس سے بات کرو" ـــــ عمران نے ایک بار پھر کرخت لہجے میں کہا۔

"کک ـــ کیا بات کروں" ـــــ مارگریٹ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب تم فون ملاؤ گی تب بتاؤں گا" ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور مارگریٹ نے آگے بڑھ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ ڈاکٹر جوشی سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور عمران نے آگے بڑھ کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ تیزی سے گھوما اور مارگریٹ

چیختی ہوئی اچھل کر کسی گیند کی طرح دیوار سے ٹکرائی اور نیچے گر کر ایک لمحے کے لئے تڑپی اور پھر ساکت ہو گئی۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

عمران نے مارگریٹ کے ہاتھ سے گر کر میز کے نیچے لٹکتا ہوا رسیور اٹھایا اور وہ دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جو مارگریٹ نے پہلے ڈائل کئے تھے وہ عمران کے ذہن میں محفوظ تھے۔

"یس ____ ڈاکٹر جوشی سپیکنگ" ____ وہی بھاری آواز دوبارہ رسیور پر سنائی دی۔

"ڈیئر کیا بات ہے ____ پہلے فون کیوں کٹ گیا تھا" ____ عمران نے بالکل مارگریٹ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ نہ صرف اس کے منہ سے آواز اور لہجہ نسوانی نکلا تھا بلکہ لہجے میں وہ مخصوص نخرہ بھی موجود تھا جو ایسی عورتیں اپنے خاص دوستوں سے بات کرتے ہوئے اختیار کر لیتی ہیں۔

"اوہ! ____ تمہارا فون تھا ہنی ____ معلوم نہیں، بس اچانک ہی کٹ گیا ____ کیسے فون کیا ____ اور ہاں! ____ تم نے پہلے مجھے بتایا تھا کہ کوئی آدمی لیبارٹری میں گھس سکتا ہے۔ میں محتاط رہوں ____ کیا بات ہے ____ کون آدمی ہے وہ ____ اور تمہیں کیسے معلوم ہوا ____ ؟ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا لیکن تم فون بند کر گئیں" ____ ڈاکٹر جوشی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہی بتانے کے لئے تو اب فون کیا ہے ____ اس وقت مجھے ایسے محسوس ہوا تھا جیسے کوئی میری بات سن رہا ہے اس لئے میں نے فون بند کر دیا تھا" ____ عمران نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"چکر کیا ہے ____ تم تو پوری جاسوسہ بن گئی ہو ____ کہاں سے بول رہی ہو ____ کیا کلب سے بات کر رہی ہو" ____ ؟ ڈاکٹر جوشی نے پوچھا۔

"نہیں ____ پہلے فون کلب سے کیا تھا۔ لیکن اب ساؤتھ لیک سے بول رہی ہوں ____ میں نے کلب کے ڈائننگ ہال میں دو آدمیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی کی بات سے مجھے یہی تاثر ملا تھا کہ شاید وہ رات کو تمہاری لیبارٹری میں گھسے گا۔ چنانچہ میں نے تمہیں اطلاع کر دی ____ لیکن پھر میں کلب کی طرف سے ساؤتھ لیک ایک فنکشن میں گئی تو وہاں وہی دو آدمی بھی موجود تھے۔ تب پتہ چلا کہ وہ دونوں بھی کلب کے ہی ممبر ہیں اور ان میں سے ایک سائنس کا طالب علم ہے اور اس نے اپنی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے ____ دوسرا اسے کہہ رہا تھا کہ آج رات اس کی لیبارٹری میں گھسے گا ____ بس لیبارٹری کا نام آتے ہی مجھے اپنی لیبارٹری کا خیال آ گیا" ____ عمران نے ایک نئی کہانی سناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا! ____ میں تو اس بات سے پریشان ہو رہا تھا کہ ہماری لیبارٹری میں کونسی ایسی چیز ہے جس کے لئے کوئی اندر گھسنے کی تکلیف گوارا کرے گا" ____ دوسری طرف سے ڈاکٹر جوشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ کیوں! ____ تم نے خود ہی تو بتایا تھا کہ تمہارے پاس ایک اہم فارمولا ہے" ____ عمران نے کہا۔

"اوہ ری بائٹ فارمولا ____ ارے ہاں! مجھے یاد آیا۔ لیکن یہ تو عام

ساسائنسی فارمولا ہوگا جیسے باقی فارمولے ہوتے ہیں ـــــ ویسے بھی
مجھے یہ فارمولا صرف محفوظ رکھنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ تم تو جانتی ہو کہ
الیکٹرو کارڈ سیف صرف ہماری لیبارٹری میں ہے۔ وہ فارمولا اسی
میں رکھنے کے لئے آیا ہے اور میں نے رکھ دیا ـــــ اُسے تو اب میں
خود بھی نہیں کھول سکتا ـــــ اور کوئی بھلا کیسے کھول سکتا ہے" ـــــ
ڈاکٹر جوشی نے جواب دیا۔

"اچھا ہو گا ڈیئر ـــــ چھوڑو ـــــ ایک بات ہے۔ میں تمہیں بہت
مس کر رہی ہوں" ـــــ عمران نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے ہنی! ـــــ ورنہ میں تمہیں کبھی نہ بھیجتا ـــــ ایک پرانا
کام پینڈنگ چلا آ رہا تھا اور حکومت کی طرف سے بار بار پوچھا جا رہا
ہے ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ اب اسے پورا ہو جانا چاہیئے۔
بس ایک دو روز کا کام باقی رہ گیا ہے۔ پھر تم میرے پاس ہی ہو گی" ـــــ
ڈاکٹر جوشی نے جواب دیا۔

"اوکے ڈیئر! ـــــ میں ایک ایک لمحہ گنتی رہوں گی ـــــ گڈ بائی" ـــــ
عمران نے بڑے نخرے سے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"آپ اگر واقعی عورت ہوتے تو میرے خیال میں دنیا کے آدھے مرد
تو آپ کا لہجہ سن کر ہی شہید ہو جاتے" ـــــ توصیف نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"اور باقی آدھے شاید پیدا ہی نہ ہوتے" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور توصیف قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
مارگریٹ بدستور دیوار کی جڑ میں بیہوش پڑی تھی۔

"اب اسے یہاں سے نکال لے چلنا ہے۔ ورنہ یہ ہوش میں آتے ہی آسمان
سر پر اٹھا لے گی" ـــــ عمران نے مارگریٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں سخت شرمندہ ہوں عمران صاحب! ـــــ اب مجھے یقین آگیا
ہے کہ عورتوں کی نفسیات سمجھنے کا میرا دعویٰ غلط ہے" ـــــ توصیف
نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنا شرمندہ ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے ـــــ یہ
مارگریٹ کوئی عورت تھوڑی ہے ـــــ یہ تو دوشیزہ ہے اور دوشیزاؤں
کی نفسیات عورتوں سے ذرا مختلف ہوتی ہیں" ـــــ عمران نے کہا
اور توصیف کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اب اسے کیسے لے جایا جائے ـــــ میرا تو خیال ہے کہ اسے یہیں
ختم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے" ـــــ توصیف نے کہا۔

"نہیں ـــــ اس کی لاش ملتے ہی ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا ـــــ تم
اسے ہوش میں لے آؤ ـــــ یہ اپنے قدموں چل کر جائے گی۔ دوشیزائیں
اپنے پیروں آپ چل کر جائیں تو سب کی نفسیات درست رہتی ہیں"۔
عمران نے کہا اور توصیف اس طرح سر ہلانے لگا جیسے اس کی سمجھ میں
اب بات آگئی ہو۔ وہ جلدی سے فرش پر پڑی بیہوش مارگریٹ کی
طرف بڑھا اور اس نے اسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

تھوڑی سی کوشش کے بعد مارگریٹ کراہتے ہوئے ہوش میں آگئی
عمران نے اس دوران ریوالور نکال لیا تھا اور جیسے ہی مارگریٹ ہوش
میں آئی عمران نے آگے بڑھ کر ریوالور اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔

"مجھے مت مارو ـــــ پلیز مجھے مت مارو" ـــــ مارگریٹ نے

ہذیانی انداز میں کہا۔ انتہائی خوف سے اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

"ایک شرط پر زندگی بچ سکتی ہے ——— تفصیل سے بتاؤ کہ یہ الیکٹرو کارڈ سیف کہاں رکھا ہوا ہے اور اس کے کھولنے اور بند کرنے کا کیا طریقہ کار ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ —— وہ ڈاکٹر جوشی کے دفتر میں ہے ——— دائیں طرف کی دیوار کے اندر میز کے دائیں طرف والے پائے کی پچھلی طرف چھوٹا سا بٹن ہے اسے پریس کیا جائے تو سامنے سے دیوار ہٹ جاتی ہے اور سیف نظر آنے لگتا ہے ——— لیکن وہ سیف کسی سے نہیں کھل سکتا وہ بم پروف ہے اس پر ایٹم بم بھی مار دو تب بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوگا —— ڈاکٹر جوشی بھی اسے نہیں کھول سکتا ——— اس کو کھولنے کا بٹن لیبارٹری سے باہر کسی اہم ترین شخصیت کے پاس ہے ۔ ڈاکٹر جوشی کو پتہ ہوگا ——— جب اسے کھولنا ہوتا ہے تو ڈاکٹر جوشی اسے فون کرتا ہے ۔ پھر وہ اگر اسے کھولنے کی اجازت دے تو بٹن دبا دیتا ہے اور پھر ڈاکٹر جوشی بھی کچھ کرتا ہے ، تب یہ کھلتا ہے ——— اور پھر جب اسے بند کر دیا جائے تو پھر خود نہیں کھول سکتا ——— مجھے نہیں معلوم — ڈاکٹر جوشی کو معلوم ہے" ——— مارگریٹ نے خوف سے کانپتے ہوئے جلدی جلدی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"او کے —— تم اچھی لڑکی ہو ۔ اس لئے میں نے تمہیں قتل کرنے کا فیصلہ بدل دیا ہے ——— لیکن ہم تمہیں یہاں نہیں چھوڑ سکتے ۔ اس لئے خاموشی سے اٹھو ۔ اپنا حلیہ درست کرو اور پھر ہمارے

ساتھ کلب سے باہر دوستوں کے سے انداز میں چلو ——— ریوالور ہماری جیبوں میں ہوں گے ——— اور یہ بتا دوں کہ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی ——— یا کسی کو اشارہ کیا تو ایک لمحے میں تمہاری کھوپڑی کے پرخچے اڑ جائیں گے ——— اور اگر تم نے ہم سے تعاون کیا تو ہم تمہیں کہیں بھی لے جا کر کار سے اتار دیں گے زندہ سلامت ——— بولو ! تیار ہو یا ٹریگر دبا کر ختم کر دوں" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم —— مم —— میں تعاون کروں گی ——— مجھے مت مارو" ۔ مارگریٹ نے کانپتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اٹھو اور اپنا حلیہ درست کرو ——— جلدی ذرا" ——— عمران نے ریوالور سمیت دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

مارگریٹ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ توصیف اور عمران کے ساتھ ہی باتھ روم میں گئی ۔ اس نے جلدی جلدی اپنا میک اپ درست کیا ——— بال سیٹ کئے ۔ چہرے پر موجود عمران کے تھپڑ کے نشانات کو فیس پاؤڈر کی گہری تہہ میں چھپایا اور پھر باہر چلنے کے لئے تیار ہو گئی ۔ اس نے ایک سائیڈ پر رکھا ہوا اپنا بیگ بھی اٹھا لیا۔

"ٹھہرو ! —— وہ رقم کہاں ہے جو تم نے مجھے غلط نقشہ دے کر حاصل کی تھی" ——— یکلخت توصیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"وہ —— وہ تو میں نے بنک میں جمع کرا دی ہے" ——— مارگریٹ نے کانپتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ٹیپو سلطان! ــــ بادشاہ بخشیش دے کر واپس نہیں لیا کرتے" ــــ عمران نے توصیف کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور توصیف نے سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازے کی چٹخنی کھولی اور اس کے پٹ کھول دیئے۔

مارگریٹ مسکراتی ہوئی باہر آئی۔ توصیف اور عمران جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے ساتھ تھے۔

"ویسے ایک بات ہے مارگریٹ! ــــ تمہاری وجہ سے وہ بوڑھا ڈاکٹر جوشی میں رہتا ہو گا ــــ اسی لئے اس کا نام جوشی پڑ گیا ہو گا" عمران نے ساتھ چلتے ہوئے بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔

"وہ بوڑھا نہیں ہے ــــ جوان ہے" ــــ مارگریٹ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب اتنا بھی جوان نہیں ہے ــــ اب تو ساٹھ سال کی عمر والے دادا کہلاتے ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار توصیف بھی عمران کی بات سن کر ہنس پڑا۔

"وہ ساٹھ کا نہیں ــــ چالیس سال کا ہے" ــــ مارگریٹ نے اسی طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا! ــ پھر تو مجبوری ہے" ــــ عمران نے اس طرح کہا جیسے اُسے بڑی مایوسی ہوئی ہو۔

کلب سے نکل کر وہ باہر پارکنگ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ سٹیرنگ توصیف نے سنبھالا جب کہ پچھلی نشست پر مارگریٹ اور عمران بیٹھ گئے۔ توصیف نے کار کلب کی عمارت سے باہر نکالی اور

پھر اُسے خاصی تیز رفتاری سے چلاتا ہوا ایک ویران سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

"مم ــ مم ــ مجھے یہیں اتار دو" ــــ مارگریٹ نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"خاموش بیٹھی رہو ــ جب میں نے وعدہ کر لیا ہے تو وعدہ پورا ہو گا" ــــ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور مارگریٹ عمران کے لہجے کی کرختگی سے بُری طرح سہم گئی۔

"انہی درختوں کے جھنڈ کی طرف لے چلو ــ جہاں پہلے نقشے کے پُرزے بکھیرے تھے میں نے" ــــ عمران نے خشک لہجے میں توصیف سے کہا اور توصیف نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار اسی سڑک پر گھوم کر درختوں کے جھنڈ کے درمیان رُک گئی۔

"چلو نیچے اترو" ــــ عمران نے مارگریٹ سے کہا اور مارگریٹ جلدی سے دروازہ کھول کر نیچے اُتر گئی۔ دوسری طرف سے عمران بھی نیچے اتر آیا۔

"میری ہدایت سن لو مارگریٹ" ــــ عمران نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور مارگریٹ کی طرف بڑھا جو انتہائی خوفزدہ نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

"تم آج رات یہیں رہو گی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہاں مگر ــــ ویسے مجھے کسی ہوٹل میں لے چلو ــ میں تیار ہوں"۔ مارگریٹ نے جلدی سے کہا۔ وہ شائد عمران کی بات کا کچھ اور مطلب سمجھی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختی ہوئی اچھل کر درخت سے ٹکرائی اور نیچے گری۔

"میں تم جیسی لڑکیوں پر تھوکنا بھی گوارا نہیں کرتا" ——— عمران نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر لات مارتے ہوئے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی مارگریٹ ایک بار پھر چیخ مار کر گری اور اس بار اس کا جسم ساکت ہو گیا۔

عمران نے جھک کر مارگریٹ کی کلائی پکڑی اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

"یہ دو تین گھنٹوں بعد ہوش میں آجائے گی ——— بس میں بھی اتنی دیر ہی اسے ڈاکٹر جوشی تک پہنچنے سے روکنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے اس کا ہاتھ چھوڑ کر واپس کار کی طرف آتے ہوئے کہا اور سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے توصیف نے سر ہلا دیا۔

"اب چلو لیبارٹری ——— اس ڈاکٹر جوشی کا جوش بھی ذرا چیک کر لیں"۔ عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور توصیف نے کار بیک کر کے موڑی اور پھر مین روڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب! ——— آپ نے کیسے چیک کیا تھا کہ پہلے والا نقشہ غلط تھا" ——— ؟ توصیف نے اچانک ایک خیال کے آتے ہی چونک کر پوچھا۔

"میں نے بے شمار لیبارٹریاں نہ صرف دیکھی ہیں ——— بلکہ انہیں تباہ بھی کیا ہے ——— اس لئے مجھے معلوم ہے کہ لیبارٹری کی طرز تعمیر کس طرح ہوتی ہے ——— جو نقشہ تم لے آتے تھے وہ ایک رہائشی عمارت کا نقشہ تو ہو سکتا تھا۔ لیکن کم از کم لیبارٹری کا نقشہ ایسا نہیں ہو سکتا ——— اسی سے تو میں سمجھ گیا تھا کہ مارگریٹ نے تم سے ڈاج کیا ہے۔ اس نے

سی رہائشی کوٹھی کا نقشہ بنا کر تمہارے حوالے کر دیا ——— اب آگے خود سمجھدار ہو کر جو لڑکی یہ کام کر سکتی ہے ——— وہ ظاہر ہے ڈاکٹر جوشی کو بھی فون کر کے اپنے نمبر بڑھوا سکتی ہے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! ——— میں کار اگر ایک دکان کے آگے کچھ دیر روک دوں ——— تو آپ ناراض تو نہ ہوں گے" ——— ؟ توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بے شک دکان کار کے آگے روک دو ——— مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے ——— شہلا کے لئے کوئی گفٹ وغیرہ خریدنے کا خیال آگیا ہے کیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب! ——— میں مٹھائی کی دکان کی بات کر رہا ہوں ——— میں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں" ——— توصیف نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے کیوں بھوکے مرنے کا ارادہ ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا۔

"بھوکے مرنے کا ——— کیا مطلب" ——— ؟ توصیف نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے ——— ایسے کاموں میں بھوکا مرنا پہلی شرط ہے ——— جس استاد کا میں شاگرد ہوں۔ وہ بیچارہ چند دنوں تک کسی عجائب گھر کے شوکیش میں کھڑا نظر آنے والا ہے ——— اور اس کے بعد ظاہر

ہے میری باری ہو گی" ____ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کا استاد زندہ ہے ____ کون ہے ____ وہ تو واقعی کوئی سُپر کلاس آدمی ہو گا" ____ توصیف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسا ویسا سُپر کلاس ____ تم اُسے آنکھیں مل مل کر بھی دیکھو تب بھی وہ تمہیں نظر نہیں آئے گا" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب! ____ نظر کیوں نہ آئے گا" ____؟ توصیف نے ایسے لہجے میں پوچھا جیسے اُسے بات کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"کہا تو ہے کہ یہ ایسا ہی شوق ہے ____ بھوکے مرتے مرتے آدمی اس سٹیج پر پہنچ جاتا ہے کہ پھر نظر آنا ہی بند ہو جاتا ہے" ____ عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی بات تو میرے پلے پڑی نہیں عمران صاحب! ____ میں تو جاسوسی میں آپ کا شاگرد بننے کی بات کر رہا ہوں" ____ توصیف نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اُسے عمران کی بات کی بالکل ہی سمجھ نہ آئی تھی۔

"اچھا! ____ میں سمجھا کہ شاید تم عشق میں شاگردی کرنا چاہتے ہو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور توصیف کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"اوہ! ____ تو آپ عشق کے بھی اُستاد ہیں" ____ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں! ____ کیوں نہیں ____ یہ مجنوں ____ رانجھا ____ پنوں ____ فرہاد

وغیرہ وغیرہ سب میرے ہی تو شاگرد تھے" ____ عمران نے کہا اور توصیف ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تبھی سارے ناکام رہے ____ آج پتہ چلا کہ وہ سب ناکام کیوں رہے" ____ توصیف نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ توصیف کے خوبصورت جواب نے اُسے واقعی محظوظ کیا تھا۔

"واہ! ____ تم تو شاگرد بننے سے پہلے ہی استاد بننے کی کوشش کر رہے ہو" ____ عمران نے کہا اور توصیف ہنس پڑا۔

کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ کیپٹن حمید اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ دونوں نے میک اپ کر رکھا تھا اور وہ دونوں اس وقت اپنے چہرے مہرے اور لباس سے کوئی عام سے تاجر لگ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد رانا ہاؤس کے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور جوزف باہر نکل آیا۔ وہ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میں کرنل فریدی ہوں جوزف! ــــ عمران کا پیغام فون پر تمہیں مل گیا ہوگا" ــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ کرنل صاحب! ــــ ہاں! مل گیا ہے پیغام ــــ آیئے" ــــ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مڑ کر واپس کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کو اندر آنے کا اشارہ کیا اور جھک کر کھڑکی سے

اندر داخل ہو گیا۔ ظاہر ہے کیپٹن حمید نے اس کی پیروی کی۔ اور پھر وہ وسیع و عریض لان میں سے گذرتے ہوئے رانا ہاؤس کی اصل عمارت کے برآمدے میں پہنچ گئے۔ یہاں جوانا سینے پر دونوں ہاتھ باندھے کسی پہاڑ کی طرح اپنے قدموں پر مضبوطی سے کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔

"یہ کرنل فریدی ہیں جوانا! ــــ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ باس کا فون آیا ہے ــــ یہ اسی سلسلے میں آتے ہیں" ــــ جوزف نے قریب پہنچنے پر کرنل فریدی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ کرنل فریدی! ــــ خوش آمدید! ــــ مجھے جوزف نے بتایا تھا کہ آپ نے آنا ہے ــــ لیکن آپ نے میک اپ تو شاندار کیا ہوا ہے"۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے بڑھایا اور کرنل فریدی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اور مسکراتا ہوا جوانا یکلخت سنجیدہ ہو گیا اور وہ دونوں ایک لمحے کے لئے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے رہے اور پھر دونوں ہی بیک وقت مسکرا دیئے۔

"گڈ شو ــــ واقعی آپ کے متعلق جیسا سنا تھا۔ ویسے ہی ہیں آپ" ــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے عادت کے مطابق کرنل فریدی سے مصافحہ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ دبانے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے اُسے احساس ہو گیا تھا کہ مقابل طاقت کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر ہے تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"تعریف کا شکریہ! ــــ یہ میرے ساتھی کیپٹن حمید ہیں۔ اور ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے۔ اس لئے اگر تم جس قدر جلد ہمیں بیگم رضا تک پہنچا دو۔ اتنا ہی اچھا ہوگا" ــــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب! ــــ مجھے معلوم ہے کہ آپ ماسٹر کے بہترین دوست بھی ہیں اور ان جیسے عظیم انسان بھی ــــ اور جوزف نے مجھے ماسٹر کا پیغام بھی دے دیا تھا ــــ لیکن اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں اس بارے میں اجازت لے لوں" ــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس سے اجازت لو گے ــــ کیا ایکسٹو سے بات کرو گے" ــــ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے ــــ ماسٹر کی عدم موجودگی میں ان سے ہی پوچھا جا سکتا ہے"۔ جوانا نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ یہ بات عمران کے حق میں نہیں جائے گی ــــ اس نے مجھے خاص طور پر کہا ہے کہ میری ملاقات کا ایکسٹو کو علم نہ ہو۔ ورنہ تو اسے مجھے تمہارے پاس بھیجنے کی کیا ضرورت تھی ــــ وہ براہِ راست ایکسٹو سے بھی بات کر سکتا تھا" ــــ کرنل فریدی نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے کرنل صاحب! ــــ تو آپ کو ماسٹر کے فون نمبر کا تو علم ہو گا ــــ آپ میری بات ماسٹر سے کرا دیں" ــــ جوانا نے کہا۔

"جوانا! ــــ کرنل صاحب باس کے بہترین دوست ہیں۔ اس لئے ایسی باتیں مت کرو" ــــ جوزف نے جوانا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے جوزف! ــــ اور کرنل صاحب کی میرے دل میں ماسٹر کی طرح ہی عزت ہے ــــ لیکن میں ذرا وہمی سا آدمی ہوں۔ اگر ماسٹر کی مجھ سے براہ راست بات ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے" ــــ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس وقت تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ عمران کہاں ہو گا۔ اس لئے میں اس سے بات کیسے کرا سکتا ہوں" ــــ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"پھر میں معذرت خواہ ہوں کرنل! ــــ آپ ناراض نہ ہوں ــــ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ کی خدمت ہمارا فرض ہے۔ لیکن جب تک باس سے بات نہ ہو۔ اس وقت تک میں کچھ نہیں بتا سکتا" ــــ جوانا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو جوانا! ــــ یہ عمران کا ہی کام ہے۔ ورنہ میں اپنے کام کی وجہ سے کسی کی منت نہیں کیا کرتا ــــ عمران کی وجہ سے ہی مجھے یہاں آنا پڑا ہے ــــ اور تم اس طرح کا رویہ اپنا رہے ہو جیسے تم بیگم رضا سے مجھے ملوا کر میری سات پشتوں پر احسان کرو گے" ــــ کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں کرنل صاحب! ــــ لیکن ویری سوری جب تک باس یا ایکسٹو سے براہ راست مجھے حکم نہ ملے گا ــــ میں آپ کی خدمت نہیں کر سکتا ــــ یہ میری مجبوری ہے" ــــ جوانا نے بھی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو جوانا! ــــ بہتر یہی ہے کہ تم اعتماد کرو ــــ ورنہ کرنل فریدی پیچھے ہٹنا نہیں جانتا ــــ یا تو میں یہاں آتا نہ ــــ لیکن اب اگر میں آ ہی گیا ہوں تو پھر تمہیں ہر صورت میں بتانا ہو گا ــــ چلو تم اگر ساتھ نہیں جانا چاہتے تو مت جاؤ ــــ تم اس مادام کا پتہ بتا دو جہاں تم نے بیگم رضا کو چھوڑا ہے۔ ہم خود اس سے مل لیں گے" ــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"میں نے کہہ دیا ہے جناب! ـــــ کہ جب تک ماسٹر یا ایکسٹو مجھے نہیں کہیں گے۔ میں کچھ نہیں بتا سکتا ـــــ" جوانا بھی اکڑ گیا۔ اس کا چہرہ چٹان کی طرح سخت پڑ گیا تھا۔

"تم دیکھ رہے ہو جوزف! ـــــ یہ کرنل فریدی کی عزت کی جا رہی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے پاس کھڑے جوزف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"جوانا! ـــ تم خوامخواہ ضد کر رہے ہو ـــــ کرنل صاحب تو ـــ" جوزف نے جوانا کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو جوزف! ـــ یہ میرا کام ہے کہ میں کسی کو کچھ بتاؤں یا نہیں ـــ سوری کرنل صاحب! ـــ اب میں اس ٹاپک پر مزید کوئی بات نہ کروں گا" ـــــ جوانا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہ جرأت! ـــ کہ تم کرنل فریدی کے سامنے ایسا لہجہ اختیار کرو" ـــــ اچانک پاس کھڑا کیپٹن حمید پھٹ پڑا۔

"کیپٹن صاحب! ـــ میں بھی ایسا لہجہ سننے کا عادی نہیں ہوں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں" ـــــ جوانا نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ جل اٹھے تھے۔

"اوہ! ـــ تمہیں شاید اپنی طاقت پر ضرورت سے زیادہ گھمنڈ ہو گیا ہے ـــ تم ابھی پہاڑ کے نیچے نہیں آئے ـــــ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر تمہیں کوئی زعم ہے تو مجھ سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ اگر یہ تمہاری سیاہ ہڈیاں سلامت رہ جائیں تو مجھے حمید نہ کہنا" ـــــ کیپٹن حمید نے انتہائی سخت اور چیلنج کرنے والے لہجے میں کہا اور جوانا

اس کی بات سن کر اس طرح طنزیہ انداز میں ہنس پڑا جیسے کوئی بڑا ایک معصوم بچے کی بات سن کر ہنس پڑتا ہے۔

"کرنل صاحب! ـــ میں آپ کی دل سے عزت کرتا ہوں۔ اس لئے آپ کے اس اسسٹنٹ کی بات سن کر بھی خاموش کھڑا ہوں۔ ورنہ جوانا کو چیلنج کرنے والے آج تک دوسرا سانس نہیں لے سکتے" ـــــ جوانا نے کیپٹن حمید کو بڑے حقارت آمیز انداز میں نظر انداز کرتے ہوئے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خوامخواہ کے جھگڑے کا کوئی فائدہ نہیں ـــــ اور میں بھی عمران کی وجہ سے ہی خاموش ہوں ـــ ورنہ میرے سامنے انکار کرنے والے اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل کبھی نہیں رہے" ـــــ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب! ـــ پلیز آپ اندر تشریف رکھیں ـــ میں جوانا کو سمجھاؤں گا ـــ بس اس کا دماغ کچھ زیادہ گرم رہتا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا کام ہو جائے گا" ـــــ جوزف نے ایک بار پھر بیچ بچاؤ کرانے کے انداز میں کہا۔

"سوری کرنل صاحب! ـــ جو میں نے کہہ دیا وہ فائنل ہے۔ میں مجبور ہوں" ـــــ جوانا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں دیکھوں گا کہ تم کب تک اپنے انکار پر قائم رہتے ہو ـــ آؤ حمید! ـــ ہمیں کیا دلچسپی ہے عمران جانے اور یہ لوگ جانیں" ـــــ کرنل فریدی نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"نہیں! — اسے بتانا پڑے گا" — کیپٹن حمید نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں آؤ" — کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید شعلہ بار نظروں سے جوانا کو دیکھتے ہوئے واپس مڑ گیا۔ جب کہ جوانا کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی رہی۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید چند لمحوں بعد ہی رانا ہاؤس سے باہر آ گئے۔

"یہ آپ نے کیا کیا ہے — کیا آپ جوانا سے خوفزدہ ہو گئے ہیں" — ؟ کیپٹن حمید نے باہر آتے ہی انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے چلے آؤ" — کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا اور تیزی سے رانا ہاؤس کی سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا۔ تقریباً عمارت کے درمیان میں پہنچ کر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اسے پوری طاقت سے بازو گھما کر عمارت کے اندر پھینک دیا۔ بٹن اندر پھینکنے کے بعد کرنل فریدی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک نفیس سا ہیڈ فون نکالا اور اسے سر پر چڑھا لیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں جوانا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔

"میں جوانا بول رہا ہوں — ابھی چند لمحے پہلے کرنل فریدی اور اس کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید رانا ہاؤس میں آئے تھے — وہ مجھ سے وہ پتہ پوچھنا چاہتے تھے جہاں میں بیگم رضا کو چھوڑ آیا ہوں — انہوں نے ماسٹر کی فون کال کا بھی حوالہ دیا تھا۔ یہ فون کال میری عدم موجودگی میں

جوزف نے وصول کی تھی — لیکن میں نے کہا کہ آپ سے یا ماسٹر سے پوچھے بغیر میں کچھ نہیں بتا سکتا — کرنل کا اسسٹنٹ تو لڑنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ لیکن کرنل فریدی واپس چلا گیا" — جوانا کی آواز اس کے کانوں میں مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ آواز بے حد مدھم تھی لیکن غور کرنے سے کرنل فریدی اس کی ساری بات سمجھ گیا تھا۔

اب جوانا خاموش ہو گیا تھا اور کرنل فریدی سمجھ گیا تھا کہ وہ ایکسٹو کو فون کر رہا ہے۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے ایکسٹو کی بات بٹن کیچ نہ کر پا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے — میں نے بھی یہی کہا تھا کہ جب تک ماسٹر مجھے خود نہ کہے گا۔ میں نہیں بتاؤں گا" — جوانا کی آواز ایک بار پھر ہیڈ فون میں سنائی دی۔

"اوکے سر" — جوانا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز فریدی کے کانوں میں پہنچ گئی اور کرنل فریدی نے سر سے ہیڈ فون اتارا۔ اسے تہہ کیا اور پھر واپس کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"کیا ہوا — ؟" کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"میں اسی لئے باہر آیا تھا کہ جوانا میرے باہر جاتے ہی لازماً ایکسٹو کو فون کرے گا اور لانگ رینج ویو کیچر کے ذریعے میں باہر سے اس کی گفتگو سن لوں گا — میرا خیال تھا کہ شاید ایکسٹو سے بات کرتے ہوئے اس کے منہ سے وہ پتہ نکل جائے جہاں بیگم رضا کو رکھا گیا ہے۔ اس طرح ہم جھگڑے میں پڑے بغیر اپنا کام مکمل کر سکتے تھے — لیکن ایسا

نہیں ہوا ـــــ اس لئے اب جوانا کے حلق سے وہ پتہ اگلوانا ہی پڑے گا" ـــــ کرنل فریدی نے اُسے بتایا اور دوبارہ سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

"اب ایکسٹو کو ہماری یہاں آمد کا پتہ چل گیا ہے تو لازماً وہ سیکرٹ سروس کو ہمارے پیچھے لگا دے گا ـــــ اور ہوسکتا ہے کہ وہ عمران سے بھی بات کرے" ـــــ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں! ـــــ اسی لئے میں چاہتا تھا کہ جوانا ایکسٹو سے بات نہ کرے۔ لیکن اب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا" ـــــ کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اب آپ دوبارہ رانا ہاؤس جائیں گے" ـــــ؟ کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"نہیں! ـــــ فی الحال میں ایک اور کوشش کرنا چاہتا ہوں ـــــ دراصل میں نہیں چاہتا کہ عمران کا کوئی آدمی میرے ہاتھوں مُفت میں ضائع ہوجائے ـــــ البتہ مجبوری کی بات دوسری ہے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا اور سڑک پر آکر وہ تیزی سے کچھ دُور کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد ان کی کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد کرنل فریدی نے کار ایک ویران سی سڑک پر موڑ دی اور پھر ایک کوٹھی کے کھلے پھاٹک میں اس نے کار داخل کی اور پورچ میں جاکر روک دی۔ کار کی آواز سنتے ہی برآمدے میں مشین گنوں سے مسلح دو نوجوان نمودار ہوگئے۔ لیکن کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کو دیکھ کر انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں جھکالیں

یہ بلیک فورس کے وہ رُکن تھے جو مستقل پاکیشیا میں رہتے تھے۔ اور یہ کوٹھی ان کا عارضی ٹھکانا تھا۔ اور کرنل فریدی کا یہ میک اپ اس کا طے شدہ کوڈ تھا۔

کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے سے گذر کر ایک کمرے میں داخل ہوا اور سیدھا میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کردیئے۔

"یس جوزف سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوانا موجود ہے جوزف" ـــــ کرنل فریدی نے عمران کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس باس! ـــــ موجود ہے ـــــ باس! ابھی تھوڑی دیر پہلے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید رانا ہاؤس میں آئے تھے ـــــ وہ جوانا سے وہ پتہ پوچھنا چاہتے تھے جہاں وہ بیگم رضا کو چھوڑ آئے تھے ـــــ آپ نے مجھے پہلے فون کیا تھا وہ میں نے جوانا کو بتا دیا تھا ـــــ لیکن باس! جوانا خوانخواہ اکڑ گیا اور وہ دونوں واپس چلے گئے" ـــــ جوزف نے جلدی جلدی ساری بات بتاتے ہوئے کہا۔

"کیوں اکڑ گیا ـــــ جب میں نے تمہیں فون کردیا تھا ـــــ بلاؤ اُسے" کرنل فریدی نے عمران کے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا لہجہ سخت ہوگیا تھا۔

"یس باس" ـــــ جوزف نے کہا اور چند لمحوں بعد ہی جوانا کی آواز رسیور پر اُبھری۔

"جوانا بول رہا ہوں ماسٹر" ـــــ جوانا کے لہجے میں سپاٹ پن تھا۔

"جوانا! ـــــ جب میں نے جوزف کو فون پر کہہ دیا تھا کہ کرنل فریدی

آئے گا تو اُسے مادام کا پتہ بتا دینا —— پھر تم نے کیوں نہیں بتایا" —— کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کس مادام کی بات کر رہے ہیں ماسٹر" —— ؟ جوانا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جس کے پاس تم بیگم رضا کو چھوڑ آئے ہو —— اور کس مادام کی بات کر رہا ہوں —— کیا اب تمہیں نشہ ہونے لگ گیا ہے" —— ؟ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! —— شاید آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے —— میں تو کسی بیگم رضا کو کسی مادام کے پاس نہیں چھوڑ آیا —— آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں" —— جوانا نے کہا اور کرنل فریدی اس کا جواب سُن کر چونک پڑا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو —— ہوش میں ہو تم —— جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو" —— کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوں کہ میں ایک نقلی ماسٹر سے بات کر رہا ہوں —— میں جوزف کی طرح احمق نہیں ہوں سمجھے کرنل فریدی! —— میں نے دنیا دیکھ رکھی ہے —— آپ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے" —— اس بار جوانا نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں واقعی نشہ ہو رہا ہے —— جوزف کو رسیور دو" —— کرنل فریدی نے کہا۔

"کرنل صاحب! —— آپ شاید نہیں جانتے کہ ماسٹر چند الفاظ کو مخصوص لہجے میں ادا کرتا ہے —— اور میری اس کے ساتھ خاص طور پر اسی پوائنٹ پر ڈسکس ہوئی تھی —— مجھے بھی آوازیں بدلنے کا شوق

رہا ہے۔ اس لئے میں بھی اس کی باریکیاں جانتا ہوں —— اس لئے جیسے ہی آپ نے بات کی۔ میں فوراً پہچان گیا کہ آپ ماسٹر نہیں ہو سکتے اور پھر یہ نتیجہ نکالنا زیادہ مشکل نہ تھا کہ آپ کون ہیں —— اور اب میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پہلے بھی آپ نے ہی جوزف سے بات کی ہو گی —— اب فرمایئے کیا حکم ہے" —— جوانا کی طنزیہ آواز سنائی دی جیسے وہ کرنل فریدی پر ہنس رہا ہو۔

"میں تم سے پاکیشیا آکر بات کروں گا —— اس وقت تم واقعی ہوش میں نہیں ہو" —— کرنل فریدی نے بدستور عمران کے لہجے میں بات کی اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"بے حد ہوشیار آدمی ہے یہ جوانا" —— کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں! —— اور اب اس نے موت کو اپنا مقدر بنا لیا ہے" —— کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے باہر موجود اپنے آدمیوں کو آواز دی۔

"یس باس" —— ایک نوجوان نے تیزی سے اندر آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شکور کو ساتھ لے جاؤ —— اور ہیڈ کوارٹر سے زیرو میگنم گن لے کر رانا ہاؤس چلے جاؤ —— زیرو میگنم گن فائر کر کے وہاں سے حبشی جوانا کو اٹھا کر یہاں لے آؤ —— دوسرے حبشی کو وہیں چھوڑ آنا" —— کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جوانا وہی ہے باس! —— جواب جوزف کے ساتھ رانا ہاؤس میں

رہتا ہے" ـــــ اس نوجوان نے کہا۔
"ہاں وہی ـــ اور سنو! ـــ انتہائی احتیاط سے کام ہونا چاہیئے
وہ خاصا ہوشیار آدمی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں باس! ـــ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے کے
اندر وہ یہاں موجود ہوگا" ـــــ نوجوان نے کہا اور کرنل فریدی کے
سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا۔
"آپ اب مجھے اجازت دیں گے ـــ میں ایک لمحے میں اس کی
ناک سے ساری بات نکلوا لوں گا" ـــ کیپٹن حمید نے کہا۔
"اسے آنے دو ـــ پھر دیکھیں گے" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور
دوبارہ رسیور اٹھا کر اس نے پہلے ساگا لینڈ کے فارن نمبر ڈائل کئے اور
پھر مخصوص نمبر گھما دیئے۔
"یس" ـــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔
"ہارڈ اسٹون" ـــ کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا۔
"اوہ یس سر! ـــ نمبر سکس بول رہا ہوں" ـــ دوسری طرف
سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔
"عمران کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ـــ کرنل فریدی نے سخت
لہجے میں پوچھا۔
"وہ مسلسل کمرے میں بند ہے باس! ـــ کھانے کے لئے بھی نیچے
نہیں آیا ـــ اور نہ ہی اس نے کمرے میں کھانا طلب کیا ہے" ـــ
دوسری طرف سے نمبر سکس نے جواب دیا۔
"اوہ! ـــ تم نے چیک کیوں نہیں کیا ـــ وہ کہیں نکل نہ گیا ہو"۔

کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"سر! ـــ آپ نے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا۔ چیکنگ کا نہیں۔ اب
آپ کا حکم ہے تو میں چیک کر لیتا ہوں" ـــ نمبر سکس نے سہمے ہوئے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"فون ہولڈ رکھو۔ اور فوراً چیک کر کے مجھے بتاؤ" ـــ کرنل فریدی
نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"یس سر" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی
"اسے یقیناً نگرانی کا علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ نکل گیا ہو گا" ـــ کرنل
فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"ہیلو سر! ـــ میں نے چیک کر لیا ہے ـــ عمران صاحب کمرے میں
موجود نہیں ہیں۔ پچھلی کھڑکی کھلی ہوئی ہے وہ اس کھڑکی سے گئے ہیں۔
لیکن کس طرح گئے ہیں یہ میں نہیں بتا سکتا ـــ کیونکہ اس کھڑکی سے جانے
کا بظاہر کوئی راستہ نہیں ہے" ـــ نمبر سکس کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔
"اس کے لئے راستہ بنا لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے ـــ تم نمبر الیون کو
رپورٹ کر دو اور اسے میری طرف سے کہہ دو کہ فوراً پوری بلیک فورس لگا کر
اس کا سراغ لگائے" ـــ کرنل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"آپ خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ وہ کوٹھی کی تلاشی لینے آئے گا۔ اس لئے
وہ نکلا ہو گا ہوٹل سے" ـــ کیپٹن حمید نے کہا۔
"ہاں! ـــ مجھے یقین ہے کیونکہ وہ نفسیات سمجھ کر کام کرتا ہے لیکن اسے
یہ معلوم نہیں کہ نفسیات بدلی بھی جا سکتی ہیں" ـــ کرنل فریدی نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

"فارمولا یقیناً آپ کی جیب میں ہو گا۔ اس لئے اُسے کوٹھی سے کب ملے گا" ——— کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! — اس قدر اہم فارمولا میں جیب میں رکھے کیسے پھر سکتا ہوں — بہرحال عمران لاکھ سر پٹکے۔ وہ فارمولے تک کسی صورت بھی نہیں پہنچ سکتا" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ احمقوں کی طرح پیچھے پڑا رہے گا۔ اس لئے کیا بہتر نہیں ہے کہ ایک چھٹانک سیسہ اس کے سینے میں اتار کر اس سے ہمیشہ کے لئے جان چھڑالی جائے" ——— کیپٹن حمید نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وقت آنے پر ایسا بھی ہو سکتا ہے — لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کیپٹن حمید منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔

اور پھر ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی اُٹھ کھڑا ہوا۔

"جوانا کو لے آیا گیا ہو گا" ——— آؤ ذرا پہلے اسے دیکھ لیں" ——— کرنل فریدی نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

خاکستری رنگ کی پرانی سی عمارت پر کسی امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ کارپوریشن کا جہازی سائز کا نیون سائن دُور سے نظر آ رہا تھا۔ عمارت کے گرد جگہ جگہ تیز روشنیاں ایسے زاویے سے فٹ تھیں کہ عمارت کا چپہ چپہ روشن ہو رہا تھا۔ عمارت ایک منزلہ تھی اور اس کے گرد چاردیواری کی بجائے خاردار تاروں کی باڑ لگائی گئی تھی اور اندر خوفناک بلڈ ہاؤنڈز کتے دوڑتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ سڑک کی طرف موجود پھاٹک بند تھا۔ اس پھاٹک میں بھی لکڑی یا لوہے کے تختے نہ تھے بلکہ خاردار تاروں کا جال سا لوہے کے فریم میں بنا ہوا تھا۔

یہ ڈاکٹر جوشی کی وہ لیبارٹری تھی جس کا پتہ مارگریٹ نے دیا تھا اور لیبارٹری اس عمارت کے نیچے انڈر گراؤنڈ تھی اور اس عمارت میں مسلح گارڈز رہتے تھے جو ضرورت پڑنے پر ہی باہر آتے تھے۔ ورنہ باہر ساری رات خوفناک کتے گھومتے رہتے تھے۔ عمارت کی چھت پر بھی

مسلح افراد باقاعدہ پہرہ دیتے تھے۔

توصیف اور عمران نے کار اس عمارت سے کافی دُور پہلے ہی چھوڑ دی تھی۔ اور وہ دونوں ایک لمبا چکر کاٹ کر اس عمارت کی شمالی طرف سے ہوکر اس کے قریب آئے تھے۔ عمارت شہر سے ہٹ کر بنائی گئی تھی اور اس کے گرد دُور دُور تک خالی میدان تھا جن میں چھوٹی بڑی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ صرف شمالی طرف والا حصہ ایسا تھا جہاں جھاڑیاں قدآدم سے بھی اونچی تھیں اس لئے عمران اور توصیف اس طرف سے آگے بڑھتے ہوئے عمارت کے قریب پہنچے تھے اور اس وقت وہ دونوں خاردار تاروں سے کچھ فاصلے پر ایک گھنی اور خاصی دُور تک پھیلی ہوئی جھاڑی کے پیچھے زمین پر پڑے خاموشی سے عمارت کا جائزہ لے رہے تھے۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

"میرے خیال میں عمران صاحب! —— میں ایک طرف ہٹ کر ان کتوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہوں —— آپ اس دوران اندر کود جائیں —— جیسے ہی کتے آپ تک پہنچیں گے۔ آپ عمارت کے اندر پہنچ چکے ہوں" —— توصیف نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے کوئی آئیڈیا تو سوچا —— ورنہ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ تم یہی کہو گے کہ اس کے اندر جانا ناممکن ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا شاگرد ہو کر میں بھلا کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہوں" —— توصیف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ارے یعنی زبردستی —— نہ مٹھائی نہ پگڑی —— اور بن بھی

ئے شاگرد" —— عمران نے کہا اور توصیف ہلکی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

" بے فکر رہیں —— دکان پر چلیں۔ آپ کے قدموں میں مٹھائی ے ڈھیر لگا دونگا" —— توصیف نے کہا۔

اگر ڈھیر والا ہی مسئلہ ہے تو وہ یہاں بھی آسانی سے کیا جا سکتا ے —— سنو! —— اوپر چھت پر دو آدمی موجود ہیں۔ اس لئے جیسے ی ہم میں سے کسی نے چھلانگ لگا کر یہ باڑ کراس کی۔ وہ اوپر سے فائر ھول دیں گے —— اور پھر عمارت میں بھی یقیناً مسلح افراد موجود ہوں گے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ رینگتے ہوئے کچھ دُور چلے جاؤ —— میں ے چیک کر لیا ہے کہ اندر صرف چھ کتے ہیں جو دو دو کی ٹولیوں میں دوڑ رہے ہیں —— تم سائلنسر لگے ریوالور سے ان میں سے ایک ٹولی فائر کرو اور پھر تیزی سے ہٹ جاؤ —— ریوالور کے شعلے اور توں کے مرنے سے لازماً چھت پر موجود افراد صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے آگے کو ہوں گے تو میں انہیں ڈھیر کر دوں گا —— اس کے بعد تم نے دو اور کتوں کو ڈھیر کرنا ہے —— باقی دو کو میں شوٹ کر دوں گا —— پھر یقیناً اندر موجود مسلح افراد ہمیں چیک کرنے کے لئے باہر آئیں گے۔ تم انہیں اُلجھانے کے لئے دوڑ دوڑ کر فائر کرتے رہنا —— وہ سب لازماً تمہارے پیچھے آئیں گے اور میں اس دوران اندر کود جاؤں گا۔ پھر میں انہیں الجھاؤں گا اور تم اندر آ جانا" —— عمران نے پوری تفصیل سے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے —— میں سمجھ گیا" —— توصیف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے رینگتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔

اور پھر کافی دور جا کر وہ آہستہ آہستہ رینگتا ہوا باڑ کے اور قریب ہونے
لگا۔ جب کہ عمران خاموشی سے اپنی جگہ پر پڑا رہا۔ البتہ اس نے اپنے
کوٹ سے سائلنسر لگا خودکار مشین پسٹول نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ یہ
جدید ترین مشین پسٹول تھا جو بالکل کسی مشین گن کی طرح کام کرتا تھا۔ اس
میں ڈبل میگزین بھرا جاتا تھا اس طرح مشین گن کے دو راؤنڈ جتنی گولیاں
اس کے میگزین میں بھری جا سکتی تھی۔ اور مشین گن کی نسبت اُسے
اٹھانا، چلانا اور چھپانا آسان تھا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کونے کی طرف سے جہاں توصیف موجود تھا
ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی تاروں کے ساتھ
دوڑتے ہوئے دو کتے چیختے ہوئے پلٹ کر گرے۔ اسی لمحے عمران نے
بھی ٹریگر دبا دیا اور ہلکی سی ٹھک ٹھک کے ساتھ ہی اس کے سامنے
بھاگتے ہوئے دو کتے بھی چیخ کر پلٹ گئے اور زمین پر گر کر تڑپنے لگے
اور ساتھ ہی عمران کی تیز نظروں نے چھت کی منڈیر پر ظاہر ہونے والے
دو افراد کو مارک کر لیا۔ وہ شائد کتوں کی چیخیں سن کر آگے کو بڑھے تھے اور
اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبایا اور پھر اس نے اسے مسلسل دبائے
رکھا۔ چھت پر نظر آنے والی کھوپڑیاں پرزے پرزے ہو کر اڑتے دیکھ
کر عمران کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور پھر عمارت کے کناروں پر نصب تیز
لائٹیں دھماکوں سے یکے بعد دیگرے پھٹتی چلی گئیں۔ اسی لمحے دو اور
کتوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں تو عمران تیزی سے اٹھا اور دوڑتا
ہوا آگے بڑھا۔ اب احاطہ گہرے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ دوسرے
لمحے عمران کا جسم فضا میں کسی پرندے کی طرح اچھلا اور خار دار تاروں کی

ڑ کے اوپر سے ہوتا ہوا اندر جا گرا۔ جیسے ہی اس کے قدم زمین پر لگے
ران انتہائی برق رفتاری سے اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس کے
اتھ ہی اس کے جسم کے بالکل قریب سے مشین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ
ہتی گئی۔ لیکن دوسرے لمحے احاطہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران
کے قریب دو چیخیں سنائی دی تھیں جب کہ دو چیخیں اسے اپنے بائیں ہاتھ
سنائی دی تھیں۔ اپنے قریب والوں کو تو عمران نے ہٹ کیا تھا جبکہ
ی دو اس سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے وہ فوری طور پر ان پر فائر
کھول سکا تھا۔ لیکن وہ دونوں بھی چیختے ہوئے نیچے گرے تھے اس
سے ظاہر تھا کہ انہیں توصیف نے ہٹ کیا ہوگا۔

"عمران صاحب!" ——— اچانک عمران کو دوسرے کونے سے
صیف کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز احاطے کے اندر سے ابھری تھی۔ اس
لئے عمران سمجھ گیا کہ توصیف بھی اس کی طرح جمپ لگا کر اندر آیا ہے اور
ساتھ ہی اس نے ان دو افراد کو بھی نشانہ بنا دیا ہے۔ عمران کے دل
میں خود بخود توصیف کے لئے تحسین کے جذبات ابھرے۔ کیونکہ باڑ
کو اچھل کر پار کرتے ہوئے دو افراد کو صحیح نشانہ بنانا عام آدمی کے بس
کا روگ نہ تھا۔ کیونکہ فضا میں موجود ہونے کی وجہ سے انسان کا اپنے
جسم پر پورا کنٹرول نہیں رہ سکتا اور ایسی صورت میں کسی کو صحیح نشانہ بنا لینا
واقعی نشانہ بازی میں مہارت کی بات تھی۔

عمران عمارت کے ایک کونے میں چھپا کھڑا تھا۔ اور چند لمحوں بعد
توصیف زگ زیگ انداز میں دوڑتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر
وہ دونوں ہی بڑے محتاط انداز میں رینگتے ہوئے برآمدے میں آئے لیکن

وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اندر بڑے ہال
کمرے میں داخل ہو گئے۔ اوپر ایک ہی ہال نما کمرہ تھا جس میں باقاعدہ
دفتر کے سے انداز میں میزیں اور کرسیاں پڑی تھیں۔

"بس اندر بھی یہی چار آدمی تھے ـــــ تم اوپر جا کر چیک کرو" ـــــ
عمران نے توصیف سے کہا اور توصیف سر ہلاتا ہوا برآمدے کی سائیڈ
میں موجود سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔

اس دوران عمران ابھی ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہا تھا کہ یکلخت ٹیلیفون
کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور عمران چونک کر اس طرف بڑھ گیا ہال کمرے
میں چار ٹیوب لائیٹس جل رہی تھیں اس لئے پورا ہال روشن تھا۔

"یس" ـــــ عمران نے رسیور اٹھا کر بھاری سا لہجہ بناتے ہوئے کہا

"ڈاکٹر جوشی بول رہا ہوں ـــــ اوپر کیا ہو رہا ہے۔ ٹاپ لائٹ
کا بلب آف ہو گیا ہے" ـــــ دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی

"معلوم نہیں جناب! ـــــ بس اچانک ہی ٹاپ لائیٹس آف
ہو گئی ہیں ـــــ ہم چیک کر رہے ہیں سر" ـــــ عمران نے اسی
طرح بھاری لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــ خیال رکھو۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے ـــــ چیک کر کے مجھے
رپورٹ دو ـــــ فوراً" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا

"اوپر دو ہی آدمی تھے ـــــ دونوں کی کھوپڑیاں غائب ہیں" ـــــ
توصیف نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ـــــ بغیر کھوپڑی کے چوکیدار رکھے ہوتے ہیں انہوں نے" ـــــ

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور
کے دستے سے ہال کی دیواروں کو ٹھونک ٹھونک کر دیکھنے لگا۔

"آپ شاید لیبارٹری میں جانے کا راستہ ڈھونڈ رہے ہیں" ـــــ
توصیف نے کہا۔

"شاید نہیں ـــــ بلکہ میں واقعی ڈھونڈ رہا ہوں" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ اندر سے کھلتا ہے ـــــ میں نے مارگریٹ سے ویسے ہی گفتگو
کے دوران پوچھ لیا تھا" ـــــ توصیف نے جواب دیا۔

"میں اندر سے کھول لونگا ـــــ پہلے پتہ تو چلے ہے کہاں" ـــــ عمران
نے کہا اور توصیف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ کیونکہ اب اسے احساس
ہو گیا تھا کہ یہ بات تو اس نے پوچھی ہی نہیں۔ اور پھر وہ خود بھی ایک
اور دیوار کو ٹھونکنے بجانے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن دیواریں انہیں ٹھوس
ہی لگ رہی تھیں۔

اسی لمحے ایک بار پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے آگے
بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ـــــ اوپر کیا ہو رہا ہے ـــــ کمپیوٹر وارننگ دے رہا
ہے" ـــــ ڈاکٹر جوشی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران سمجھ گیا
کہ دیواروں کو ٹھونکنے کی وجہ سے نیچے کمپیوٹر نے وارننگ دینا شروع کر
دی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ہال کی دیواروں کو بھی کمپیوٹر کنٹرول کیا گیا تھا۔

"ڈیئر! ـــــ میں مارگریٹ بول رہی ہوں ـــــ پلیز! فوراً اوپر آؤ
یہاں تو قیامت برپا ہے ـــــ کتوں نے پاگل ہو کر سپاہیوں کو کاٹ لیا

ہے اور سپاہیوں نے کتوں کو گولی مار دی ہے اور پھر وہ آپس میں لڑ پڑے ہیں ——— چاروں شدید زخمی ہیں ——— دو مر گئے ہیں ——— کتے بھی مرے پڑے ہیں ——— اوہ ——— اوہ ——— میں نے بڑی مشکل سے چھپ کر اپنی جان بچائی ہے ——— اوہ پلیز ڈیئر! ——— فوراً اوپر آجاؤ۔ ورنہ میں خوف سے مر جاؤں گی" ——— عمران نے مارگریٹ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے لہجے سے شدید خوف و ہراس بھی نمایاں تھا۔

"تت ——— تت ——— تم مارگریٹ ——— تم یہاں کیسے پہنچ گئیں"۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر جوشی کی حیرت سے پرچیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پلیز ڈیئر! ——— اوپر آجاؤ ——— میں بتاتی ہوں ——— اوہ ——— اوہ۔ میرا دل بیٹھ رہا ہے ——— اوہ ڈیئر" ——— عمران نے باقاعدہ مارگریٹ کے خوف کی شدت سے بیہوش ہونے کی اداکاری شروع کر دی۔

"اچھا اچھا ——— حوصلہ رکھو۔ میں آرہا ہوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر توصیف کو اشارہ کرتے ہوئے اس نے ہال سے باہر برآمدے کی طرف دوڑ لگا دی۔ توصیف بھی اس کے پیچھے بھاگا اور پھر وہ دونوں ہی دروازے کے دائیں بائیں ہو کر کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحے ہال کمرے میں موجود ٹیوب لائٹوں کی روشنی یکلخت انتہائی تیز ہو گئی اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ اسے پہلے ہی خدشہ تھا کہ اس قسم کے انتظامات میں ڈاکٹر جوشی لازماً پہلے ہال کمرہ چیک کرے گا اور اس کا خدشہ درست نکلا۔

تیز روشنی ایک لمحے بعد ہی نارمل ہو گئی اور عمران نے توصیف کو یار رہنے کا اشارہ کیا۔

چند لمحوں بعد ہال کمرے کے ایک کونے کا فرش پھٹا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک آدمی کا سر باہر نکلتا نظر آیا۔ اس کے سر پر اس قدر گھنے اور الجھے ہوئے بال تھے کہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی جھاڑی فرش سے نکل کر اوپر بلند ہوتی جا رہی ہو۔ اور پھر اس جھاڑی کے نیچے ایک چہرہ نظر آیا جس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں اور سنہرے فریم کی خوبصورت عینک لگی ہوئی تھی۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی تھا اور پھر دروازے سے جھانکتے ہوئے عمران کی نظریں جیسے ہی اس کی ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ پر پڑی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی ڈاکٹر جوشی ہے اس لیبارٹری کا انچارج ——— اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر جوشی خاصا عیاش طبع آدمی ہے اور ٹھوڑی کی مخصوص بناوٹ ظاہر کر رہی تھی کہ علم قیافہ کی رو سے ایسی ٹھوڑی کا مالک طبعاً عیاش آدمی واقع ہوتا ہے۔

ڈاکٹر جوشی سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آرہا تھا۔ کیونکہ اس کا جسم مسلسل جھٹکوں سے اوپر کو اٹھ رہا تھا اور چند لمحوں بعد وہ فرش پر آکھڑا ہوا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔ عمران ذرا سا پیچھے کو ہٹ گیا۔

"مارگریٹ ——— مارگریٹ ——— تم کہاں ہو" ——— ڈاکٹر جوشی نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا اور دوسرے لمحے وہ دروازے سے باہر برآمدے میں آگیا۔

"ہاتھ اٹھا دو ڈاکٹر جوشی" ——— عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے

میں کہا۔

ڈاکٹر جوشی عمران کی آواز سن کر تیزی سے اس طرف گھوما تھا کہ دوسری دیوار سے چپکے کھڑے توصیف نے یکلخت اچھل کر ریوالور کا دستہ اس کی کھوپڑی پر رسید کر دیا۔ اور ڈاکٹر جوشی اوہ کی آواز نکالتا ہوا منہ کے بل آگے کو گرنے لگا۔ لیکن عمران نے اسے نیچے گرنے سے پہلے ہی اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیا۔ ڈاکٹر جوشی تیزی سے گھوم کر سیدھا ہونے ہی لگا تھا کہ عمران کے بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ڈاکٹر جوشی ہوا میں قوس کی صورت میں گھومتا ہوا سر کے بل نیچے فرش پر گرا اور پھر پشت کے بل ایک دھماکے سے اس کا جسم فرش سے جا لگا۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا بوٹ رکھ دیا۔ ڈاکٹر جوشی کے حلق سے خرخراہٹ جیسی آواز نکلنے لگی اور اس کا تڑپتا ہوا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔

"اس کی تلاشی لو ۔۔۔ بیہوش کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے توصیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ویسے کمال ہے ۔۔۔ میں نے پوری قوت سے ضرب لگائی تھی۔ لیکن اس پر اثر ہی نہیں ہوا"۔۔۔ توصیف نے تلاشی لینے کے لئے جھکتے ہوئے کہا۔

"سر پر جھاڑی دیکھ رہے ہو ۔۔۔ اس جھاڑی میں ضرب لگانے سے اس کی کھال تک ضرب کا صرف جھٹکا ہی پہنچا ہو گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف تلاشی لینے کے دوران اثبات میں سر ہلانے لگا۔

"کچھ نہیں ہے"۔۔۔ چند لمحوں بعد توصیف نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے پیر ہٹا لیا۔

"اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ جوشی ڈاکٹر! ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ یہاں پر موجود تمہارے سارے آدمی کتوں سمیت ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے کوئی ہوشیاری دکھانے کی کوشش نہ کرنا"۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر تم کون ہو ۔۔۔ وہ مارگریٹ"۔۔۔ ڈاکٹر جوشی نے کراہتے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہیں باہر بلا کر چلی گئی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی ڈاکٹر جوشی اٹھ کر کھڑا ہوا۔ عمران یکلخت اس پر جھکا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر جوشی کا کوٹ آدھا اتر کر اس کے بازوؤں پر پہنچ گیا۔

"بس ٹھیک ہے ۔۔۔ اب تم چاہو بھی تو غلط حرکت نہیں کر سکتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جوشی نے بے اختیار کندھوں اور بازوؤں کو جھٹکے دے کر کوٹ کو اوپر گردن تک پہنچانا چاہا۔ لیکن کوٹ اتنا نیچے تھا کہ زوردار جھٹکوں کے باوجود وہ اوپر گردن تک نہ پہنچ سکا اور چونکہ اس کے بازو آدھے اترے ہوئے کوٹ کی وجہ سے بڑی طرح جکڑے گئے تھے اس لئے وہ نہ ہی کوٹ اتار سکتا تھا نہ اسے اوپر اٹھا سکتا تھا اور نہ بازوؤں کو حرکت دے سکتا تھا۔

"کمال ہے عمران صاحب! ۔۔۔ یہ خوب ہتھکڑی ہے"۔۔۔ توصیف نے ڈاکٹر جوشی کی حالت دیکھ کر بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ ہتھکڑی نہیں ہے ___ بلکہ بازو کڑی ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کون ہو ___؟ تم اندر کیسے آگئے" ___؟ ڈاکٹر جوشی نے اب بڑے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

"سنو ڈاکٹر جوشی! ___ ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے ورنہ اب تک تمہاری لاش بھی صحن میں پڑی ہوئی آدمیوں اور کتوں کی لاشوں کے ساتھ پڑی نظر آرہی ہوتی ___ ہمیں صرف وہ فارمولا چاہیے جو تم نے الیکٹرو کارڈ سیف میں رکھا ہوا ہے" ___ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب میں رکھا ہوا مشین پسٹل دوبارہ نکال کر اس کی کنپٹی سے لگا دیا۔ ڈاکٹر کو بازو کڑی لگانے کے لئے اس نے پسٹل واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔

"کک ___ کک ___ کیسا فارمولا ___ کیسا سیف ___ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے" ___ ڈاکٹر جوشی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ٹیپو سلطان! ___ اسے بھی گولی مار کر کتوں کی لاشوں کے ساتھ پھینک دو ___ فارمولا ہم خود ہی تلاش کر لیں گے ___ میں نے تو سوچا تھا کہ یہ سائنسدان ہے اور خاصا معروف سائنسدان ہے اس لئے اس کی جان بچ جاتے لیکن ___" عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ___ توصیف نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی نال اس نے ڈاکٹر جوشی کے سینے پر رکھ دی۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے یکلخت انتہائی سرد مہری

جھلکنے لگی تھی۔

"رک جاؤ ___ رک جاؤ ___ مت مارو مجھے ___ میں بتاتا ہوں، بتاتا ہوں" ___ ڈاکٹر جوشی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا وہ چونکہ ایک سائنسدان تھا۔ کوئی مجرم یا سیکرٹ ایجنٹ نہ تھا اس لئے اس کے اعصاب موت کا خوف برداشت نہ کر سکے تھے۔

"بتانا کیا ہے ___ مجھے معلوم ہے کہ وہ فارمولا الیکٹرو کارڈ سیف میں موجود ہے ___ تم صرف یہ بتاؤ کہ اس سیف کا کھولنے کا بٹن کس کے پاس ہے" ___ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا اور ڈاکٹر جوشی حیرت سے اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے عمران اسے دنیا کا سب سے بڑا نجومی نظر آرہا ہو۔

"تم ___ تمہیں کیسے معلوم ہوا ___ وہ بٹن تو سیکرٹری وزارت سائنس سر چھاپڑا کے پاس ہے ___ اور اس فارمولے کے بعد مزید انتظام یہ کیا گیا ہے کہ اب سر چھاپڑا اس وقت بٹن دبائیں گے جب کوئی کرنل اس کی اجازت دے گا ___ مجھے صرف کرنل کا پتہ ہے اس کا نام نہیں آتا ___ سر چھاپڑا بتا رہے تھے کہ یہ فارمولا کرنل صاحب نے بھجوایا ہے" ___ ڈاکٹر جوشی نے تیز تیز لہجے میں خود ہی سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فارمولا کرنل فریدی نے بھجوایا ہوگا۔ اس بار واقعی کرنل فریدی نے اپنی نفسیات سے ہٹ کر کام کیا تھا اور فارمولے کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے یہاں لیبارٹری میں محفوظ کرا دیا تھا۔ شاید اس نے ایسا دانستہ طور پر کیا تھا کہ عمران اس کی نفسیات کے مطابق فارمولا

کوٹھی میں ڈھونڈنا رہ جائے گا۔ لیکن توصیف نے یہ مسئلہ اچانک حل کر دیا
تھا۔ توصیف ویسے ہی کلب میں گیا اور پھر وہاں اس کی ملاقات مارگریٹ
سے ہو گئی جو وہاں چھٹیاں گذارنے آئی ہوئی تھی۔ توصیف کی شخصیت اور
دلچسپ گفتگو کی وجہ سے مارگریٹ جلد ہی اس کی دوست بن گئی اور
اس کے بعد یہ حماقت خود مارگریٹ سے ہوئی کہ اس نے توصیف پر
رعب جمانے کے لئے اُسے بتا دیا کہ وہ ایک سائنس لیبارٹری میں کام
کرتی ہے جہاں جراثیموں پر ریسرچ ہوتی ہے۔ شاید اس نے یہ بات
اُسے اس لئے بتائی تھی کہ توصیف اُسے کوئی فلرٹ لڑکی یا کال گرل
نہ سمجھ لے۔ اور پھر باقی کام توصیف نے اپنی ذہانت سے مکمل کر لیا۔
اس نے محسوس کر لیا تھا کہ مارگریٹ دولت کی بے حد بھوکی ہے چنانچہ
اس نے اس سے ایک سودا کر لیا کہ اگر مارگریٹ اُسے لیبارٹری کا نقشہ
بتا دے تو وہ اُسے خاصی بڑی رقم دے گا۔ کیونکہ اُسے معلوم ہوا تھا کہ
لیبارٹری میں ابھی کوئی اہم فارمولا پہنچایا گیا ہے۔ بس اس فارمولے کا
ذکر آتے ہی توصیف نے تیزی سے کام کیا تھا۔ گو اگر عمران ساتھ نہ ہوتا
تو مارگریٹ توصیف کو ڈاج دے چکی تھی۔ ایک تو اس نے لیبارٹری کا
کا غلط نقشہ اُسے دے دیا تھا۔ دوسرا وہ ڈاکٹر جوشی کو بھی اطلاع دے
چکی تھی اور اگر عمران مارگریٹ کے لہجے میں ہی ڈاکٹر جوشی کو وضاحت
کر کے مطمئن نہ کرتا تو شاید اب انہیں چار چھ آدمیوں کی بجائے پوری
فوج کا سامنا کرنا پڑتا۔

توصیف نے جب عمران کو مارگریٹ سے ہونے والی تمام بات چیت
فون پر کوڈ ورڈز میں بتائی تو عمران نے اُسے فوری طور پر کام کو آگے

ڑھانے کی ہدایات دے دیں۔ کیونکہ قرائن سے یہی لگتا تھا کہ یہ وہی فارمولا
ہے جسے حاصل کرنے کے لئے وہ یہاں آیا تھا اور اب کرنل جوشی کے
ر سے کرنل کا لفظ سن کر اُسے مکمل یقین ہو گیا تھا کہ وہ واقعی درست
ن پر کام کر رہے ہیں۔

"لیبارٹری میں کتنے آدمی کام کرتے ہیں" ——— عمران نے سخت
جے میں پوچھا۔

"دس آدمی ہیں" ——— ڈاکٹر جوشی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— ٹیلیفون کر کے ان دسوں کو یہاں باہر بلاؤ"
ان نے کہا۔

"اوہ نہیں! ——— ان میں سے چھ افراد انتہائی اہم پراجیکٹ پر کام
رہے ہیں ——— وہ تین دن تک تو کسی صورت باہر نہیں آ سکتے۔
نہ وہ خوفناک جراثیم جن پر وہ کام کر رہے ہیں ان کے ساتھ ہی یہاں
ہر آجائیں گے" ——— ڈاکٹر جوشی نے ہراساں سے لہجے میں کہا۔

"باقی چار" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ انہیں باہر سے اسسٹ کر رہے ہیں۔ مشینوں کو آپریٹ
کے وہ بھی نہیں ہٹ سکتے۔ ورنہ مشینیں بند ہو جائیں گی" ——— ڈاکٹر
ی نے کہا۔

"اوکے ——— پھر چلو ہمارے ساتھ" ——— عمران نے اُسے بازو
ے پکڑا اور واپس ہال کی طرف لے جانے لگا۔

"نہیں ——— تم نہیں جا سکتے ——— اندر کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ جیسے ہی
ندر گئے، سب راستے خود بخود بند ہو جائیں گے اور پھر سیکرٹری سر چھاپڑا

کے بغیر کوئی اور انہیں نہ کھول سکے گا ——— اور سیکرٹری چھاپڑا آج
ملک سے باہر گئے ہیں اور ایک ہفتے بعد واپس آئیں گے" ——— ڈا
جوشی نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یہ کنٹرول کرنے والا کمپیوٹر کہاں نصب ہے" ——— ؟ عمرا
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔ کیونکہ واقعی جس طرح ڈاکٹر جو
بتا رہا تھا وہ بُری طرح اندر پھنس سکتے تھے۔

"وہ نیچے ایک تہہ خانے میں ہے" ——— ڈاکٹر جوشی نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سیڑھیاں اور فرش بھی تو کمپیوٹر سے منسلک ہو گا ——— ؟ عمرا
نے پوچھا۔

"ہاں ہاں —— اس کا کنٹرول میرے پاس ہے ——— لیکن صرف مے
ہی ان سے گذر سکتا ہوں ——— یا لیبارٹری میں رہنے والے افراد او
مارگریٹ میری سیکرٹری ——— کیونکہ ان کے متعلق تمام تفصیلات کمپیوٹر
فیڈ کی ہوئی ہیں" ——— ڈاکٹر جوشی نے اس طرح جلد ہی جلدی عمرا
کو سمجھانا شروع کر دیا جیسے عمران کمپیوٹر کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو۔

"توصیف! —— تم اس کا خیال رکھو۔ بلکہ اسے بھی اندر لے آؤ
سیڑھیوں کے پاس" ——— عمران نے پستول جیب میں رکھ کر ہال کی
طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا فرش کے کھُلے ہوئے حصے کے
قریب پہنچ کر اکڑوں بیٹھ گیا۔ فرش ایک تختے کی صورت میں ایک
طرف ہٹا ہوا تھا۔ توصیف ڈاکٹر جوشی کو ساتھ لئے عمران کے قریب
آ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران خاموشی سے بیٹھا غور سے فرش کے تختے کی

سائیڈوں کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ کیا سوچ رہے ہیں ——— میرا خیال ہے کہ ہمیں نیچے چلنا چاہئے
ڈاکٹر جوشی اپنی زندگی کی قیمت پر خود ہی ہمیں بچائے گا" ———
توصیف نے کہا۔ لیکن عمران خاموش رہا۔ اس کی نظریں ایک درز پر
جمی ہوئی تھیں اور پھر اس نے آہستہ سے جیب سے مشین پستول نکالا
اور اس کا رُخ اس درز کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں
کی بوچھاڑ ٹھیک اس درز کے درمیان پڑی اور وہاں سے پتھر اُڑ اُڑ
کر اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ عمران مسلسل ٹریگر دبائے چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد
ہی جب اس نے ہاتھ روکا تو درز میں اڑنے والے پتھروں کے نیچے
ہلکے عنابی رنگ کی تار کے سرے ٹوٹے ہوئے نظر آنے لگے اور پھر
عمران مسکراتا ہوا اُٹھا۔

"آؤ —— میں نے کمپیوٹر کی مین کنٹرولنگ لائن ختم کر دی ہے اب
ہم اندر نہ پھنس سکیں گے" ——— عمران نے توصیف اور ڈاکٹر جوشی
سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بڑے اطمینان سے سیڑھیوں پر قدم رکھ کر
نیچے اترنے لگا۔

"کک —— کک —— کیا مطلب ——— ؟ ڈاکٹر جوشی کی حیرت کی
شدت سے آواز پوری طرح نہ نکل رہی تھی۔

"تم جراثیموں کے سائنسدان ہو ڈاکٹر جوشی ——— اور میں مشینوں کا۔
مجھے اس قسم کے کمپیوٹرز کی تمام لائننگ کا پوری طرح علم ہے ———
یہ کمپیوٹر سرکل کے تحت کام کرتا ہے ——— اگر ایک جگہ سے سرکل
توڑ دیا جائے تو پوری لائن بند ہو جاتی ہے اور میں نے سرکل توڑ دیا

ہے" ——— عمران نے سیڑھیاں اترنے کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر جوشی کو اس طرح سمجھانا شروع کر دیا جیسے استاد بچوں کو سمجھاتے ہیں اور ڈاکٹر جوشی کی تو جو حالت ہوئی سو ہوئی توصیف کے چہرے پر عمران کی ذہانت کے لئے تحسین کے شدید آثار ابھر آئے تھے اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ کیسا آدمی ہے کہ ہر قدم پر اس کی ذہانت کے نئے جوہر سامنے آتے ہیں جس کام کو توصیف ناممکن سمجھ بیٹھا تھا عمران نے اُسے چند لمحوں میں ممکن بنا دیا تھا۔

عمران اس طرح سیڑھیاں اُتر کر ڈاکٹر جوشی کے دفتر کی طرف بغیر پوچھے چلتا گیا کہ اس کے پیچھے آنے والے ڈاکٹر جوشی سے آخر رہا نہ گیا۔

"کیا تم پہلے بھی یہاں آتے ہو" ——— ؟ ڈاکٹر جوشی کے لہجے میں مر جانے کی حد تک حیرت تھی۔

"پہلی بار یہاں آنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے مجھے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کے اس طرح بغیر پوچھے موڑ مڑنے اور دفتر تک جانے پر ڈاکٹر جوشی حیران ہو رہا ہے اب اُسے کیا معلوم کہ لیبارٹری کا نقشہ اس کے ذہن میں محفوظ ہے اور یہ کام اس کی سیکرٹری مارگریٹ نے کیا ہے۔

"لیکن پھر تم اس طرح بغیر پوچھے کیسے چل رہے ہو" ——— ڈاکٹر جوشی سے رہا نہ گیا تو وہ پوچھ بیٹھا۔

"میں نے ایک استاد نجومی کے قدموں میں مٹھائی کی پوری دکان ڈھیر کر دی تھی ——— لیکن شرط نہ لگائی تھی کہ پہلے استاد دکان پر چلے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر موڑ کر شرارت بھرے انداز میں ڈاکٹر جوشی

اپنے پیچھے چلنے والے توصیف کی طرف دیکھا۔ اور توصیف شرمندہ سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے اس پر طنز کیا ہے۔

چند لمحوں بعد وہ تینوں ڈاکٹر جوشی کے دفتر میں پہنچ چکے تھے۔

"کہاں ہے وہ سیف" ——— ؟ عمران نے ڈاکٹر جوشی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وہ نیچے تہہ خانے میں ہے جہاں مشینیں ہیں" ——— ڈاکٹر جوشی نے جلدی سے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ڈاکٹر جوشی! ——— تم نے آج تک صرف جراثیم دیکھے ہیں، جراثیم کش نہیں دیکھے ——— اس لئے ہمیں ڈاج دینے کی کوشش کر کے تم اپنے اوپر جراثیم کش ادویات کا سپرے کرنے کی کوشش کر رہے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ———" ڈاکٹر جوشی نے جلدی سے کہنا شروع کیا۔ لیکن ابھی اس کا آدھا فقرہ ہی مکمل ہوا تھا کہ عمران نے اس دوران مارگریٹ کے بتائے ہوئے طریقے سے میز کے پائے کے پیچھے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سرر کی تیز آواز سے پچھلی دیوار درمیان سے ہٹ کر دونوں اطراف میں پھٹتی چلی گئی۔ اور ایک سرخ رنگ کا بڑا سا سیف نمودار ہو گیا۔ اس سیف کو نمودار ہوتے دیکھ کر ہی ڈاکٹر جوشی اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا تھا۔

"دراصل میں جادو بھی جانتا ہوں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اب تمہیں کیا تکلیف دی جائے ——— میں نے جادو کے زور سے سیف تہہ خانے سے یہیں منگوا لیا ہے" ——— عمران نے کہا اور ڈاکٹر جوشی کے ساتھ کھڑا

ہوا توصیف کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"تت — تت — تم — تم واقعی جادوگر ہو — تمہیں ہر بات کا پہلے سے پتہ ہے" — ڈاکٹر جوشی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"چلو شکر ہے ایک تو ماننے والا بھی ملا اس دنیا میں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سیف کی طرف بڑھنے لگا۔

"یہ تمہارے جادو سے بھی نہیں کھل سکتا — اور اس پر ایٹم بم بھی بے کار ثابت ہوگا — یہ نہیں کھل سکتا" — ڈاکٹر جوشی نے کہا۔

"کھل جا سم سم کہنے سے بھی نہیں کھلے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ یہ نہیں کھل سکتا" — ڈاکٹر جوشی نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم خاموش رہو — جنگجو صاحب کو سوچنے دو" — اس بار توصیف نے سخت لہجے میں ڈاکٹر جوشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جنگجو صاحب" — ڈاکٹر جوشی نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ شائد اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ عمران کا نام جنگجو بھی ہو سکتا ہے۔

"ڈاکٹر جوشی سائنسدان ہیں اور ان کی حد تک میں نے نام بدل لیا ہے — اب میں جنگجو نہیں بلکہ صلح جُو ہوں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار توصیف کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر جوشی کے لبوں پر بھی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

عمران چند لمحے خاموش کھڑا اس الیکٹرو کارڈ سیف کو دیکھتا رہا جو بظاہر ایک ہی چادر کا بنا ہوا نظر آرہا تھا۔ عمران ایسے سیفوں کے متعلق

بھی طرح جانتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ انتہائی مضبوط ترین فولاد سے جس پر یلٹرڈ کرومیم کی بجائے کتنی تہیں چڑھائی جاتی ہیں سے تیار کیا جاتا ہے اور ن کا کھلنا اور بند ہونا نظر نہ آنے والی انتہائی مخصوص ریز سے عمل میں تا ہے۔ ان ریز کی ہیئت اور کمیت ہر سیف کے لحاظ سے مختلف رکھی باتی ہے جس طرح ہر تالے کی علیحدہ چابی ہوتی ہے اور سوائے اس کی مخصوص یابی کے اور کسی چابی سے وہ تالا نہیں کھل سکتا۔ اسی طرح مخصوص کمیت ی ریز سے ہی یہ کھل یا بند ہو سکتا ہے۔ اگر ان ریز کی کمیت میں اعشاریہ کروڑ حصے کا بھی فرق پڑ جائے تو سیف نہیں کھل سکتا۔ اس لئے ایسے سیف نتہائی محفوظ سمجھے جاتے ہیں اور واقعی تھا بھی ایسا ہی۔

توصیف اور ڈاکٹر جوشی بھی خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر جوشی کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے قطعی یقین ہے کہ سیف نہ کھل سکے گا۔ البتہ توصیف سیف کھولنے کے بارے میں کوئی تجویز سوچنے کے لئے مسلسل دماغ لڑا رہا تھا لیکن ظاہر ہے اگر اتنی آسانی سے یہ ترکیب سمجھ میں آجاتی تو پھر اس سیف کا محفوظ سمجھا جانا ہی حماقت تھا۔ ایک لحاظ سے عمران اور توصیف اس اہم ترین فارمولے تک پہنچ گئے تھے جسے کرنل فریدی یہاں اس سیف میں رکھ کر مطمئن ہو گیا تھا۔ لیکن اب عمران اور فارمولے کے درمیان سیف ایک بہت بڑی رکاوٹ بن چکا تھا اور یہ رکاوٹ ایسی تھی کہ جس کا بظاہر کوئی حل نظر نہ آرہا تھا۔

عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بھی یہاں آکر فیل ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ کیونکہ مسلسل سوچنے کے باوجود واقعی کوئی ایسی ترکیب اس کی سمجھ میں بھی نہ آرہی تھی جس سے وہ اس سیف کو کھول سکتا۔

"عمران صاحب! ــــ کیوں نہ ہم اس سیف کو یہاں سے اٹھا کر ملک سے باہر لے جائیں۔ پھر اطمینان سے اس پر زور آزمائی کرتے رہیں گے" ــــ اچانک توصیف نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس سیف کو اٹھانے کے لئے تمہیں ایک بہت طاقتور قسم کی کرین یہاں لانی پڑے گی ــــ اور ملک سے باہر لے جانے کے لئے تو تم جانتے ہو کہ کیا انتظامات کرنے پڑیں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور توصیف ــــ "اوہ" ــــ کہہ کر شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔ اس نے شاید بس بغیر سوچے سمجھے ذہن میں آنے والی بات منہ سے کہہ ڈالی تھی۔ ورنہ اسے بھی نظر آ رہا تھا کہ اتنا بڑا سیف جو کہ دیکھنے میں ہی انتہائی وزنی لگ رہا تھا۔ ظاہر ہے عمران اور توصیف سے تو یہ سیف نہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ اس کے لئے کرین کی ہی ضرورت تھی۔

لیکن توصیف کی اس بچگانہ بات، پر عمران کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ایک ترکیب اس کی سمجھ میں آ گئی تھی۔ وہ تیزی سے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے ڈاکٹر جوشی کی طرف مڑا۔

"ڈاکٹر جوشی! ــــ سیکرٹری چھاپڑا اس کا ریز انسٹرومنٹ کہاں رکھتے ہیں ــــ اگر ان کی عدم موجودگی میں اسے کھولنے کی ایمرجنسی ضرورت پڑ جائے تو ــــ؟" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ــــ میں کیا بتا سکتا ہوں" ــــ ڈاکٹر جوشی نے بھی خشک لہجے میں جواب دیا۔

"تم سیکرٹری چھاپڑا کی رہائش گاہ کا فون نمبر تو بتا سکتے ہو" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم" ــــ ڈاکٹر جوشی نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ وہ بری طرح چیختا ہوا میز پر جا گرا۔ عمران کا زوردار تھپڑ بڑے بھرپور انداز میں اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں پر موجود عینک اڑ کر کہیں دور جا گری تھی۔

"تم نے شاید واقعی مجھے صلح جو سمجھ لیا ہے ــــ میرا نام جنگجو ہے جنگجو" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک بار پھر وہی پستول نکال لیا۔

"ب ــــ ب ــــ بتاتا ہوں ــــ بتاتا ہوں ــــ مجھے مت مارو۔ بتاتا ہوں" ــــ ڈاکٹر جوشی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ عینک اتر جانے کے باوجود اسے عمران کے ہاتھ میں موجود پستول بھی نظر آ گیا۔ تھا اور اس نے عمران کا سرد اور غراہٹ آمیز لہجہ بھی سن لیا تھا۔

"بتاؤ ورنہ" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر جوشی نے جلدی سے ٹیلیفون نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

"ٹیپو سلطان! ــــ اسے اٹھا کر کرسی سے باندھ دو اور اس کے منہ میں رومال گھسیڑ دو ــــ اور تم خود ذرا باہر کا بھی خیال رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فرشتہ حساب کتاب پوچھنے ادھر آ نکلے" ــــ عمران نے ٹیلیفون کی طرف بڑھتے ہوئے توصیف سے کہا۔ اور توصیف نے عمران کی ہدایت پر تیزی سے عمل درآمد شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ ڈاکٹر جوشی کو کرسی پر بٹھا کر اس کے منہ میں رومال ٹھونس چکا تھا۔ اسے باندھنے کے لئے البتہ اسے ایک کھڑکی کا پردہ کھینچ کر اتارنا پڑا تھا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور ڈاکٹر جوشی کے بتائے ہوئے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی۔ پھر ایک نسوانی آواز سنائی دی جو نیند سے بھری ہوئی تھی۔

"یس" ـــــ بولنے والی کا لہجہ بے حد اکھڑا ہوا اور ناخوشگوار تھا۔

"ڈاکٹر جوشی بول رہا ہوں" ـــــ عمران نے ڈاکٹر جوشی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر جوشی بری طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔ وہ بول تو کچھ نہ سکتا تھا لیکن اس کے چہرے پر اپنی ہی آواز اور لہجہ دوسرے آدمی کے منہ سے سن کر شدید حیرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"اوہ ڈاکٹر جوشی آپ ـــــ اور اس وقت ـــــ خیریت تو ہے ـــــ میں بیگم چھاپڑا بول رہی ہوں" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکلخت نرم پڑ گیا۔ البتہ اس میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"آپ کو تکلیف دینے کی معذرت چاہتا ہوں ـــ ایک ایمرجنسی مسئلہ پیش آگیا ہے ـــــ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ ہم اس وقت لیبارٹری میں ایک اہم ترین ملکی پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں اور یہ پراجیکٹ اس قدر اہم ہے کہ صدر مملکت اور پرائم منسٹر کو اس پراجیکٹ کے بارے میں روزانہ باقاعدہ رپورٹ دی جاتی ہے ـــــ سر چھاپڑا صاحب ملک سے باہر گئے ہیں ـــــ ان کے پاس یہاں لیبارٹری میں موجود الیکٹرو کارڈ سیف کھولنے والا انسٹرومنٹ ہے۔ حفاظتی انتظامات کے پیش نظر یہ انسٹرومنٹ ان کی تحویل میں ہی رہتا ہے ـــــ وہ جاتے ہوئے مجھے کہہ گئے تھے کہ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو میں آپ سے

بات کر لوں۔ وہ انسٹرومنٹ یہیں چھوڑے جا رہے ہیں ـــــ اور وہ ایمرجنسی پیش آگئی ہے ـــــ ایک اہم ترین دوا سیف سے نکالنی ہے اگر وہ فوری طور پر سیف سے نکال کر استعمال نہ کی گئی تو نہ صرف سارا پراجیکٹ تباہ ہو جائے گا ـــــ بلکہ ہوسکتا ہے کہ پورے ساگا لینڈ کو شدید ترین مالی اور جانی نقصان بھی اٹھانا پڑے۔ اس لئے مجبوراً آپ کو اس وقت تکلیف دی ہے" ـــــ عمران نے ایمرجنسی کی پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اوہ ڈاکٹر جوشی! ـــ لیکن مجھے تو وہ کچھ نہیں بتا گئے۔ اور نہ میں نے وہ انسٹرومنٹ دیکھا ہوا ہے ـــــ اور نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ وہ اسے کہاں رکھتے ہوں گے اور کہاں رکھ کر گئے ہیں" ـــــ بیگم چھاپڑا نے شدید پریشانی کے عالم میں جواب دیا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں بیگم چھاپڑا ـــــ انسٹرومنٹ کی شکل وصورت میں آپ کو بتا دیتا ہوں ـــــ سر چھاپڑا جہاں اپنی اہم ترین چیزیں رکھتے ہوں گے۔ یہ بھی وہیں موجود ہوگا" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــ وہ اپنی اہم ترین چیزیں اپنے کانفیڈنشل باکس میں رکھتے ہیں اور اس کی چابی بھی وہ اپنے پاس رکھتے ہیں" ـــــ بیگم چھاپڑا نے جواب دیا۔

"چابی کا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے ـــــ آپ اس کانفیڈنشل باکس کے تالے کو کوئی چیز مار کر توڑ دیں ـــــ باکس تو دوسرا بھی خریدا جا سکتا ہے لیکن یہ پراجیکٹ تباہ ہو گیا تو دوبارہ نہیں بنایا جا سکتا اور لاکھوں جانوں کے ہلاک ہو جانے والا خطرہ الگ ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــ اگر ایسی بات ہے تو اسے توڑ دیتی ہوں۔ ایک منٹ" ـــ

لاکھوں جانوں کے ہلاک ہونے کی بات سن کر بیگم چھاپڑا کے ہوش یقیناً غائب ہو گئے تھے اور پھر کچھ دیر تک لائن پر خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ڈاکٹر جوشی! ۔۔۔ میں نے باکس توڑ دیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ وہ انسٹرومنٹ کیسا ہے" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد بیگم چھاپڑا کی پرجوش آواز سنائی دی جیسے باکس توڑ کر اس نے اپنے ملک کے لئے انتہائی اہم ترین کارنامہ سرانجام دیا ہو۔

عمران نے اسے تفصیل سے انسٹرومنٹ کی شکل وصورت بتانا شروع کر دی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ الیکٹرو کارڈ سیف کا اوپننگ انسٹرومنٹ کس شکل وصورت کا ہوتا ہے

"اوہ ہاں! ۔۔۔ یہ موجود ہے ۔۔۔ بالکل موجود ہے" ۔۔۔ بیگم چھاپڑا کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"اوہ تھینک گاڈ ۔۔۔ بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ۔۔۔ میں آپ کی فرض شناسی کی تعریف پرائم منسٹر صاحب سے ضرور کروں گا ۔۔۔ آپ جیسی فرض شناس بیگمات واقعی ساگالینڈ کے لئے باعث فخر ہیں" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر اسے بانس پر چڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ بیگم چھاپڑا کسی بھی لمحے اس کے احکامات پر متذبذب نہ ہو۔

"اوہ شکریہ ڈاکٹر جوشی! ۔۔۔ بہرحال یہ اہم ملکی مسئلہ تھا۔ اب اس کا کیا کرنا ہے ۔۔۔ کیا اسے آپ کے پاس ۔۔۔ بھیجنا ہے" ۔۔۔؟ بیگم چھاپڑا کی مسرت سے کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ظاہر ہے پرائم منسٹر سے تعریف کے بعد اس کے میاں کی ترقی ہونی یقینی تھی۔

"نہیں بیگم چھاپڑا! ۔۔۔ اس کے عین درمیان میں سرخ رنگ کا بٹن

آپ کو نظر آ رہا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ہے" ۔۔۔ بیگم چھاپڑا نے کہا۔

"بس اسے انگلی سے زور لگا کر دبا دیں ۔۔۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ پھر آپ کا کام ختم ۔۔۔ یہاں سیف کھل جائے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ ایک منٹ" ۔۔۔ بیگم چھاپڑا نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ہی سامنے دیوار میں نصب سیف میں ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے بہت سی گراریاں بیک وقت گھومنے لگ گئی ہوں اور عمران کے لبوں پر کامیابی کی مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

"میں نے بٹن دبا دیا ہے ۔۔۔ کیا سیف کھل گیا ہے" ۔۔۔؟ بیگم چھاپڑا کی پرجوش آواز سنائی دی۔

"یس بیگم صاحبہ! ۔۔۔ بہت بہت شکریہ! ۔۔۔ آپ کو بے وقت تکلیف دی ۔۔۔ اب آپ باکس بند کر کے اطمینان سے سو جائیں ۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

سامنے موجود سیف کے درمیان خود بخود ایک جھری پیدا ہو گئی تھی اور پھر سیف کے پٹ آہستہ آہستہ کھلتے چلے گئے۔ ایک ناممکن کو عمران نے صرف اپنی ذہانت سے ممکن بنا دیا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ آئیڈیا ڈاکٹر جوشی کی اس بات سے پیدا ہوا تھا کہ سر چھاپڑا آج ہی ایک ہفتے کے دورے پر ملک سے باہر گئے ہیں اور عمران اب اتنی بات تو یقین سے کہہ سکتا تھا کہ اس قسم کے انسٹرومنٹ سیکرٹری غیر ملک جاتے ہوئے اپنے ساتھ تو اٹھائے پھرنے سے رہا۔ اور پھر سیکرٹری کو براہ راست ایسے

انسٹرومنٹ سے ظاہر ہے کوئی دلچسپی بھی نہ ہو سکتی تھی —— اگر سیکرٹری یہاں ہوتا تو ظاہر ہے پھر یہ ترکیب کارگر نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر جوشی نے ہی بتایا تھا کہ سیکرٹری چھاپڑا بھی اب سیف کھولنے سے پہلے کرنل فریدی سے اجازت لینے کا پابند ہو چکا ہے۔

"گڈ شو عمران صاحب! —— واقعی آپ جادوگر ہیں" —— توصیف کی جذبات سے پُر آواز سنائی دی۔

"میں تو صرف گر ہوں —— جادو تو تمہارا ہی ہے —— اگر تم سیف اٹھا کر ملک سے باہر لے جانے کی بات نہ کرتے تو میرے ذہن میں ڈاکٹر جوشی کی بتائی ہوئی یہ بات نہ آتی کہ سیکرٹری چھاپڑا ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

سیف اب پوری طرح کھل چکا تھا اور اس کے اندر موجود چیزیں اب صاف دکھائی دینے لگی تھیں۔

سیف فائلوں کے علاوہ قسم قسم اور رنگ برنگی بوتلوں سے بھی بھرا ہوا تھا جن میں یقیناً خوفناک اور اہم قسم کے جراثیم موجود ہوں گے۔

عمران نے قدم آگے بڑھائے اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔ کیونکہ اُسے ایک کونے میں رکھی ہوئی ایک ڈبیہ نظر آگئی۔ ڈبیہ پر کرنل فریدی کی بلیک فورس کا مخصوص سٹکر چپکا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اور نیچے کرنل فریدی کے اپنے ہاتھ سے کئے ہوئے باریک سے دستخط بھی قریب سے دیکھنے پر نظر آ رہے تھے اور عمران نے مسکراتے ہوئے وہ ڈبیہ اٹھا لی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی گہری چمک تھی۔ اس نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں چٹکی سے وہ سٹکر اتارا

اور پھر ڈبیہ کی سیل توڑ دی۔ وہ اپنی مخصوص احتیاط پسند طبیعت کی وجہ سے یہاں سے جانے سے پہلے فارمولے کے بارے میں مکمل اطمینان کر لینا چاہتا تھا۔ ڈبیہ کھلتے ہی اسے اندر موجود مائیکرو فلم نظر آگئی اور اس نے مسکراتے ہوئے ڈبیہ بند کی اور پھر اُسے جیب میں رکھ کر مڑا۔

"تھینک یو ڈاکٹر جوشی! —— بیگم چھاپڑا کا بھی شکریہ ادا کر دینا۔ آؤ ٹیپو سلطان" —— عمران نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر جوشی سے کہا اور پھر توصیف کو چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ توصیف نے اس کی پیروی کی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ اطمینان سے چلتے ہوئے دوبارہ بیرونی احاطے میں پہنچ گئے۔

کرنل فریدی جب کمرے سے باہر نکل کر برآمدے میں پہنچا تو اس کے آدمی کار کی پچھلی سیٹ سے بھاری بھرکم جوانا کو زبردستی باہر کھینچنے میں مصروف تھے۔ وہ چار آدمی تھے اور پھر چند لمحوں کی کوششوں کے بعد ان چاروں نے بیہوش جوانا کو کار سے باہر کھینچا اور اُسے اٹھا کر اندر برآمدے کی طرف بڑھے۔

"اسے بڑے ہال کمرے میں لے چلو" ——— کرنل فریدی نے کہا اور وہ سر ہلاتے ہوتے اُسے بڑے ہال کمرے کی طرف لیکر بڑھ گئے۔ یہ واقعی خاصا بڑا ہال کمرہ تھا لیکن کرنل فریدی کے اشارے پر بیہوش جوانا کو ہال کے وسط میں ننگے فرش پر لٹا دیا گیا۔

"کوئی مسئلہ تو پیدا نہیں ہوا" ——— ؟ کرنل نے آنے والوں سے پوچھا۔

"نو سر! ——— ہم نے زیروگیگم گن سے ڈبل فائر کر دیا تھا۔ اس

کے بعد ہم اندر گئے تو جوزف اور یہ جوانا دونوں بیہوش پڑے تھے۔ ہم پھاٹک اندر سے کھول کر کار کو اندر لے گئے اور پھر اسے بڑی مشکل سے کار کی پچھلی سیٹ میں گھسیڑا اور اس کے بعد کار باہر لے آئے۔ اور پھاٹک کو دوبارہ اندر سے بند کر دیا اور دیوار پھلانگ کر باہر آ گئے اور جناب! ——— ہم نے تمام راستے اچھی طرح چیکنگ کی ہے ——— کوئی تعاقب وغیرہ نہیں ہوا" ——— لے آنے والوں سے ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم باہر خیال رکھو" ——— کرنل فریدی نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ چاروں باہر چلے گئے۔ ظاہر ہے ان میں سے دو تو وہی تھے جو کرنل فریدی کی آمد سے پہلے ہی یہاں موجود تھے جبکہ باقی دو شاید اصل ہیڈ کوارٹر سے ساتھ لئے گئے تھے جہاں سے زیروگیگم گن حاصل کی گئی ہو گی۔

"اس کی اچھی طرح تلاشی لو حمید! ——— ان آدمیوں کے باہر جانے کے بعد کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے جوانا کے چُست لباس کی اچھی طرح تلاشی لی۔ لیکن لباس سے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی تو کیپٹن حمید سیدھا ہو گیا۔

"یہ خالی ہے" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"او۔ کے! ——— اب اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ میں دیکھوں کہ اس کے اس پہاڑ جیسے جسم میں کتنی طاقت موجود ہے" ——— کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"میری ایک درخواست ہے کہ آپ مجھے اس سے لڑنے دیں۔ اس نے مجھ پر طنز کیا ہے ——— اور میں اسے ایسا سبق دینا چاہتا ہوں کہ آئندہ اس کی زبان ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے" ——— کیپٹن حمید نے کہا۔

"سوچ لو ——— اگر تم اس سے شکست کھا گئے تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا" ——— کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے کیپٹن حمید کو صرف مسخرہ ہی سمجھ لیا ہے" ——— کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ——— ہوش میں لے آؤ اسے اور اس سے پوچھو کہ یہ بیگم رضا کو کہاں چھوڑ آیا ہے" ——— کرنل فریدی نے کہا اور خود دو قدم پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے وہ کسی دلچسپ تماشے کا اکلوتا تماشائی ہو۔

کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کی طرف سے اجازت ملتے ہی اچھل کر پوری قوت سے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے جوانا کے جبڑے پر بوٹ کی ٹو ماری۔

"احمق ہو گئے ہو ——— تمہیں معلوم تو ہے کہ اسے زیرو مسگنم سے بیہوش کیا گیا ہے ——— اب اس کے منہ میں جب تک پانی نہ ڈالا جائے گا۔ یہ ہوش میں نہ آئے گا" ——— کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری! ——— میں بھول گیا تھا" ——— کیپٹن حمید نے کہا اور پھر تیزی سے ہال کے کونے میں موجود باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم سے چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں

نی سے بھرا ہوا بڑا سا جگ موجود تھا۔ اس نے پانی کا آدھا جگ بیہوش وانا کے چہرے پر انڈیل دیا اور دوسرے ہی لمحے جوانا کے جسم میں ہلکی سی رکت نمایاں ہونے لگی۔ ظاہر ہے پانی اس کے چہرے پر پڑنے سے اس ے حلق میں بھی گیا ہوگا اور پانی کے چند قطرے ہی زیرو مسگنم کی بیہوشی ڑنے کے لئے کافی تھے۔

جوانا کو ہوش میں آتے دیکھ کر کیپٹن حمید تیزی سے واپس باتھ روم ی طرف بڑھ گیا۔ وہ جب جگ واپس باتھ روم میں رکھ کر باہر آیا تو جوانا ی آنکھیں کھل چکی تھیں اور وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

"اب اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ کالے ریچھ ——— تاکہ میں تمہاری ہڈیوں کا سُرمہ بنا سکوں" ——— کیپٹن حمید نے اونچی آواز میں کہا اور جوانا ایک جھٹکے سے پہلے اٹھ کر بیٹھا اور پھر یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا تو تم اب اس قدر کمینگی پر اتر آئے ہو" ——— جوانا نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں سامنے کھڑے کرنل فریدی سے مخاطب ہو کر کہا اس نے سائیڈ پر کھڑے کیپٹن حمید کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید چونکہ بدستور اسی میک اپ میں تھے جس میک اپ میں وہ رانا ہاؤس میں گئے تھے۔ اس لئے جوانا نے انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

"لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے جوانا ——— میں نے تو بڑی کوشش کی کہ تمہارا جسم سلامت رہ جائے لیکن" ——— کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح کیپٹن حمید اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے

واقعی انتہائی برق رفتاری اور مہارت سے جوانا کے جبڑے اور گردن پر زوردار فلائنگ کک رسید کر دی۔ یہ فلائنگ کک اس قدر زوردار، اچانک اور بھرپور تھی کہ جوانا بے اختیار اچھل کر پہلو کے بل فرش پر گرا۔ اور پھر کیپٹن حمید فلائنگ کک لگا کر قلابازی کھاتا ہوا جس لمحے دوبارہ سیدھا کھڑا ہوا اسی لمحے جوانا بھی نیچے گرنے کے بعد اچھل کر دوبارہ کھڑا ہو گیا تھا۔

"تم نے خود پہل کی ہے کیپٹن حمید! ——— اب تمہاری موت پر مجھے کوئی افسوس نہ ہو گا" ——— جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

لیکن کیپٹن حمید نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے ایک بار پھر اس پر حملہ کیا اور وہ ایک بار پھر جوانا کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گیا۔ جوانا نے کیپٹن حمید کو اچھلتا دیکھ کر یہی سمجھا کہ وہ ایک بار پھر اسے فلائنگ کک مارنا چاہتا ہے۔ لیکن کیپٹن حمید اچھل کر سیدھا آتے آتے یکلخت ہوا میں ہی قلابازی کھا گیا۔ اور اس کے ہاتھ تو زمین پر لگے اور گھومتے ہوئے دونوں پیر جوانا کی ٹھوڑی کے نیچے سے لگ کر اوپر کو اس قدر قوت اور تیز رفتاری سے اٹھے کہ جوانا اچھل کر پیچھے ہٹنے کی کوشش میں ٹھوڑی پر ضرب کھا کر ایک زوردار دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جا گرا۔

"ویل ڈن حمید" ——— دیوار کے ساتھ کھڑے کرنل فریدی نے بڑے مطمئن انداز میں حمید کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ حمید نے واقعی انتہائی مہارت سے یہ خوفناک داؤ بڑے کامیاب انداز میں استعمال کیا تھا۔

جوانا نیچے گرتے ہی اچھل کر کھڑا ہوا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید نے یکلخت ایک بار پھر قلابازی کھائی اور اس بار اس نے اپنے جسم کو قوس کی صورت میں گھماتے ہوئے جوانا کی دائیں طرف کی پسلیوں پر وار کرنے کی کوشش

کی۔ لیکن جیسے ہی اس کی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے گھومتی ہوئی جوانا کی طرف بڑھیں، جوانا نے یکلخت ایک قدم آگے بڑھا دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور فضا میں قوس کی صورت میں گھومتا ہوا کیپٹن حمید کا جسم اس قدر تیز رفتاری سے اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا جیسے کیپٹن حمید کو کسی توپ میں رکھ کر فائر کر دیا گیا ہو۔ کیپٹن حمید کی خوش قسمتی تھی کہ وہ منہ کے بل دیوار سے ٹکرانے کی بجائے پہلو کے بل ٹکرایا۔ ورنہ اگر وہ منہ کے بل ٹکراتا تو یقیناً اس کا پورا چہرہ کسی سلیٹ کی طرح سپاٹ ہو کر رہ جاتا۔

ایک زوردار دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر کیپٹن حمید جیسے ہی نیچے گرا جوانا نے یکلخت تیزی سے آگے بڑھ کر کیپٹن حمید کی گردن ایک ہاتھ سے پکڑی اور ساتھ ہی اس نے کیپٹن حمید کو بالکل عمودی انداز میں اوپر ہال کی چھت کی طرف اچھال دیا۔ اور کیپٹن حمید اس طرح سر کے بل اوپر چھت کی طرف اٹھتا گیا جیسے زمین سے نکلنے والا سفیدے کا درخت بالکل سیدھا اوپر کو بلند ہوتا جاتا ہے۔ اس کی رفتار واقعی بے حد تیز تھی اور اس انداز میں اوپر اٹھنے سے یقیناً حمید کا سر پوری قوت سے ہال کی سنگی چھت سے جا ٹکراتا اور اگر ایسا ہو جاتا تو یقیناً کیپٹن حمید کی کھوپڑی ہزاروں ہی نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں ریزوں میں تقسیم ہو جاتی۔ لیکن ہال کی اونچی چھت کی وجہ سے کیپٹن حمید کو سنبھلنے کا موقع مل گیا اور عین چھت کے قریب پہنچتے ہی کیپٹن حمید کا جسم یکلخت فضا میں قلابازی کھا گیا اور جسم کے اچانک گھوم جانے کی وجہ سے اس کا سر چھت سے ٹکرانے کی بجائے دونوں پیر چھت سے ٹکرائے اور زوردار دھکا لگنے کی وجہ سے کیپٹن حمید بجلی کی سی رفتار سے

دالیس سر کے بل آیا اور اس بار جوانا اس کی رینج میں آگیا اور کیپٹن حمید کا سر پوری قوت سے جوانا کے پھیلے ہوئے سینے پر اس قدر زوردار دھماکے سے ٹکرایا کہ وہ جوانا کو ساتھ لئے سیدھا فرش پر پشت کے بل جا گرا اور جوانا کا جسم بھی اچھل کر پشت کے بل اس کے سر کے پیچھے فرش سے جا ٹکرایا اور پھر دونوں ایک ہی وقت میں اچھل کر کھڑے ہوتے اور پھر تیزی سے گھوم کر ایک بار پھر آمنے سامنے آگئے۔ اور اس بار جوانا نے حملہ کرنے میں پہل کی۔ اس کا بھاری جسم کسی فوارے کی طرح فضا میں یکلخت اٹھ کر لٹو کی طرح گھوما اور ہال کمرہ کیپٹن حمید کی زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔

جوانا نے انتہائی مہارت سے گھومتے ہوئے کیپٹن حمید پر ہاتھ چھوڑ دیا تھا اور اس کی انتہائی طاقتور ضرب پوری قوت سے کیپٹن حمید کی پسلیوں پر لگی اور کیپٹن حمید بے اختیار چیختا ہوا ہال کی دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نیچے گر کر پھر اٹھتا۔ جوانا بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر کیپٹن حمید کی اپنی طرف پھیلی ہوئی دونوں ٹانگیں پکڑ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑنے والا داؤ استعمال کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کیپٹن حمید بھی آخر کرنل فریدی کا شاگرد تھا اس لئے اس نے فوری جوابی داؤ استعمال کیا اور جیسے ہی جوانا اس کی ٹانگیں پکڑنے کے لئے آگے کی طرف جھکا کیپٹن حمید نے یکلخت اپنے نچلے جسم کو اوپر کی طرف اچھالا۔ اس کے دونوں پیر جھکے ہوئے جوانا کی گردن کے گرد قینچی کی صورت میں گھومے اور اس کے ساتھ ہی اس کا اوپر والا جسم پارے کی طرح تڑپ کر فضا میں بلند ہوا اور جوانا کے سر کے اوپر سے گھوم کر اس کی پشت پر ہوتا ہوا پوری رفتار سے اس کی ٹانگوں کی طرف آیا اور کیپٹن حمید نے جوانا کی موٹی پنڈلیاں اپنے ہاتھوں میں جکڑ لیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کی پوری قوت پیچھے کی طرف لگا دی۔ اور جوانا کا جسم جیسے ہی الٹی طرف کمان کی طرح جھکا، کیپٹن حمید نے یکلخت اس کی ٹانگوں کے درمیان سے سر اور کندھے آگے کو نکال کر جوانا کو الٹی کمان کی صورت میں اور زیادہ جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور اس طرح جوانا مارشل آرٹ کے انتہائی خوفناک ترین داؤ میں اس طرح پھنس گیا کہ کسی بھی لمحے کیپٹن حمید کے ایک زوردار جھٹکے سے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ سکتی تھی اور وہ ہمیشہ کے لئے مفلوج ہو سکتا تھا۔

جوانا نے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں آگے کی طرف اپنے جسم کو جھکانے کے لئے زور لگانے کی کوشش کی۔ لیکن کیپٹن حمید کا داؤ اس قسم کا تھا کہ وہ چاہے لاکھ زور لگاتے آگے کی طرف جھک ہی نہ سکتا تھا اور جوانا کی شکست اب روز روشن کی طرح واضح ہو گئی تھی اور وہ کسی بھی لمحے جسمانی طور پر ختم ہو سکتا تھا۔ لیکن جوانا نے حیرت انگیز انداز میں اس کا دفاع کر لیا۔ اس نے یکلخت اپنے جسم کو ذرا سا اوپر کو اچھالا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں ایک دوسری پر چڑھ کر قینچی کی شکل اختیار کر گئیں اور کیپٹن حمید کی گردن ان ٹانگوں کے درمیان بری طرح پھنس گئی اور اس طرح ٹانگوں پر ٹانگیں چڑھانے کی وجہ سے جوانا چند لمحوں سے زیادہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور چونکہ اس کا جسم پیچھے کی طرف کھچا ہوا تھا اس لئے وہ پشت کے بل ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرا۔ لیکن کیپٹن حمید کی ٹانگیں چونکہ اس کی گردن کے گرد جکڑی ہوئی تھیں اور اس کا جسم الٹی کمان کی طرح پیچھے کو ہٹا ہوا تھا اس لئے نیچے گرتے وقت اس کا سر زمین سے جا ٹکرایا۔

اور دوسری طرف چونکہ کیپٹن حمید کی گردن جوانا کی ٹانگوں کے درمیان جکڑی ہوئی تھی اس لئے اُسے قابو میں رکھنے کے لئے جوانا کو لامحالہ ٹانگوں کو موڑ کر پیر زمین پر سیدھے جمانے پڑتے۔ اس لئے اس کا جسم ایک کمان کی صورت میں فرش سے لگا ہوا تھا۔ اور شاید اسی وجہ سے کیپٹن حمید بھی بچ گیا تھا۔ ورنہ اگر جوانا سیدھا کیپٹن حمید کو پشت پر لئے فرش پر گرتا تو اس کے بھاری جسم کے نیچے دب کر حمید کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتی۔

اب وہ دونوں عجیب سی صورت حال میں جکڑے ہوئے تھے کیپٹن حمید کا چہرہ گردن کے بھرپور انداز میں جکڑے جانے کی وجہ سے تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا جب کہ جوانا کی گردن پر خوفناک دباؤ کی وجہ سے اس کا بھی سانس رکنے لگا تھا اور اس کا چہرہ بھی کیپٹن حمید کی طرح ہی متغیر ہوتا جا رہا تھا اور یہ داؤ ایسا تھا کہ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے داؤ میں جکڑے گئے تھے۔ اور دونوں ہی اپنی اپنی گردنوں پر بے پناہ دباؤ کی وجہ سے کسی بھی لمحے بیہوش ہو سکتے تھے۔

جوانا نے یکلخت زور لگا کر دائیں طرف کروٹ لینے کی کوشش کی۔ لیکن سر کے ٹیڑھے انداز میں زمین پر ٹکے ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"بس اب تم دونوں ہی بیک وقت بے بس ہو چکے ہو" ——— اُسی لمحے کرنل فریدی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوانا کی کمر کے نیچے دونوں ہاتھ ڈال کر ایک زور دار جھٹکا دیا اور جوانا اس کے ہاتھوں کے زور پر اوپر کو اٹھا تو نہ صرف اس کی قینچی کی طرح مڑی ہوئی ٹانگیں خود بخود کھل گئیں بلکہ جھٹکا لگنے سے حمید کی ٹانگیں بھی

جوانا کی گردن سے علیحدہ ہو گئیں اور کرنل فریدی نے جوانا کو اچھال دیا۔ اور جوانا اپنے پیروں پر اکڑوں فرش پر جا بیٹھا۔ جبکہ کیپٹن حمید پشت کے بل زمین پر گرا اور پھر تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بے اختیار اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسلنے میں مصروف ہو گیا تھا۔ جوانا بھی ایک دو بار گردن جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"حمید! ——— اب تم ہٹ جاؤ ——— تم نے کافی وقت ضائع کر دیا ہے اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے" ——— کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر جوانا کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"ہاں جوانا! ——— تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اب تم مجھے وہ پتہ بتا دو" ——— کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"پوچھ سکتے ہو تو پوچھ لو" ——— جوانا نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تو پھر سنبھلو" ——— کرنل فریدی نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا کچھ سمجھتا، کرنل فریدی کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھی اور اس کا مڑا ہوا گھٹنا جوانا کے پیٹ کے نچلے حصے میں پوری قوت سے لگا۔ زور دار ضرب پیٹ کے نچلے حصے میں لگنے کی وجہ سے جوانا نے لامحالہ آگے کی طرف جھکنا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ جھکا، کرنل فریدی کے سر کی زور دار ٹکر اس کے چہرے پر پڑی اور جوانا جیسا دیو ہیکل زور دار ٹکر کھا کر ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے گرا۔ لیکن ساتھ ہی کرنل فریدی بھی ہوا میں اچھلتا ہوا جوانا کے سر کے اوپر سے ہو کر فرش پر منہ کے بل جا گرا۔ اس نے اپنے بازو ٹیک کر اپنا چہرہ فرش سے ٹکرانے سے بچا لیا تھا۔ ورنہ اس کے چہرے کا لازماً بھرتہ بن جاتا۔

جوانا نے نیچے گرتے ہوئے انتہائی مہارت سے دونوں ٹانگیں کرنل فریدی کے پیٹ پر مارتے ہوتے اوپر کو اٹھا دی تھیں اور چونکہ کرنل فریدی ٹکر مارنے کے لئے آگے کو جھک آیا تھا اس لئے پیٹ پر پڑنے والی ٹانگوں کی زور دار ضرب نے اس کے جسم کو فضا میں اچھلنے پر مجبور کر دیا تھا اور پھر نیچے گرتے ہی وہ دونوں ایک جیسی تیز رفتاری سے اچھل کر کھڑے ہوئے اور گھوم کر ایک دوسرے کے ایک بار پھر مقابل آگئے۔

کرنل فریدی کی آنکھوں میں شعلے سے بھڑک اُٹھے تھے اور پھر جیسے آسمانی بجلی کوندتی ہے اس طرح کرنل فریدی کا بازو گھوما اور اس بار جوانا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے ہال گونج اٹھا۔ اور بھاری بھرکم جوانا چیختا ہوا اچھل کر ایک زور دار دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور پھر دیوار سے ٹکرانے کی وجہ سے اسی رفتار سے واپس دوڑتا ہوا آیا اور کرنل فریدی کے دونوں ہاتھ حرکت میں آتے اور جوانا اس کے سر کے اوپر سے اڑتا ہوا اس بار پہلے سے بھی زیادہ زور دار دھماکے سے پُشت کے بل کرنل فریدی کے پیچھے فرش پر جا گرا۔ کرنل فریدی تیزی سے گھوما اور اس نے فرش سے ٹکرا کر اوپر کو اٹھتی ہوئی جوانا کی دونوں پنڈلیاں پکڑ لیں اور دوسرے لمحے جوانا کا نچلا جسم ایک زور دار جھٹکے سے اوپر کو اٹھا اور نچلا جسم اسی رفتار سے کرنل فریدی کی ٹانگوں کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی نے اپنے جسم کا دباؤ اس کے مُڑے ہوئے جسم پر ڈال دیا اور جوانا کے حلق سے بے اختیار اور مسلسل چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ زپ کراس جیسے خوفناک ترین داؤ میں پھنس گیا تھا۔ اس کا سر تو کرنل فریدی کی ٹانگوں کے ساتھ منہ کے بل زمین پر نکلا ہوا تھا اور منہ بچانے کے لئے جوانا کے

ہاتھ زمین پر خود بخود ٹک گئے تھے۔ جبکہ اس کا باقی جسم دوہرا ہو کر اس کے اوپر والے جسم پر دباؤ ڈال رہا تھا۔

" بولو کیا پتہ ہے اس مادام کا ——— ورنہ ——— " کرنل فریدی نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھٹکا دیا اور جوانا کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ ذرا سا اور دباؤ پڑنے سے دو صورتیں لازماً واقع ہو جاتیں۔ یا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جاتی۔ یا پھر ریڑھ کی ہڈی۔ اور جوانا کے لئے اس داؤ سے بچنے کی کوئی صورت بھی باقی نہ رہی تھی۔

" بولو جلدی " ——— کرنل فریدی نے غراتے ہوتے کہا۔

" مادام تاؤ۔ قصبہ شان " ——— الفاظ جوانا کے حلق سے جیسے خود بخود باہر کو پھسل گئے۔

" پوری تفصیل بتاؤ " ——— کرنل فریدی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے جوانا انتہائی حیرت انگیز ردعمل کا مظاہرہ کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اس نے یکلخت پورے جسم کا بوجھ اپنے سر پر ٹکا کر تیزی سے ہاتھ پھیلاتے اور کرنل فریدی کی پنڈلیاں پکڑ کر گھسیٹنے کی کوشش کی۔ کرنل فریدی اپنی پنڈلیوں پر جوانا کے ہاتھ لگتے ہی بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹا۔ اور جوانا کو خود بخود گیپ مل گیا اور دوسرے لمحے اس کا اوپر والا جسم اور اوپر کو اٹھا اور نچلا مڑا ہوا جسم یکلخت سیدھا ہو گیا۔ اس طرح وہ پشت کے بل تو ضرور نیچے فرش پر گرا۔ لیکن اس خوفناک زپ کراس داؤ سے وہ صحیح سلامت نکل جانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ نیچے یکلخت گرنے کی وجہ سے اس کی پنڈلیاں خود بخود آگے کو ہوئیں اور کرنل فریدی کے ہاتھ سے

پھسلتی ہوئیں کرنل فریدی کی دونوں پسلیوں کے اطراف میں ہوتی ہوئی آگے کو بڑھیں۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی سنبھلتا جوانا کا جسم یکلخت اچھلا اور وہ اپنی ٹانگوں کے زور پر اٹھتا ہوا پوری قوت سے مڑ کر کرنل فریدی کے جسم سے آٹکرایا۔ اس کا سینہ کرنل فریدی کے چہرے سے ٹکرایا اور زوردار جھٹکا لگنے سے کرنل فریدی کے ہاتھوں سے اس کی پنڈلیاں نکل کر نیچے کو لپکیں اور جوانا نے اوپر والا جسم کرنل فریدی کے چہرے پر مارنے کے ساتھ ساتھ مڑی ہوئی ٹانگوں کی ضرب کرنل فریدی کی رانوں کی پشت پر ماری اور کرنل فریدی توازن کھو کر نیچے گرا اور جوانا خودبخود اس کے اوپر جا گرا۔ لیکن کرنل فریدی کی پشت جیسے ہی فرش سے لگی۔ اس کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے سمٹیں اور جوانا قلابازی کھاتا ہوا اس کے سر کے پیچھے پشت کے بل ایک زوردار دھماکے سے جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی کسی گیند کی طرح فرش سے ٹکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے گرنے اور اٹھنے کے درمیان پلک جھپکنے کا بھی وقفہ نہ آیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی پشت نے فرش کو چھوا ہی نہ ہو۔ جب کہ جوانا پشت کے بل زمین پر گرتے ہی یکلخت الٹی قلابازی کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل دوبارہ کھڑے ہو گئے تھے۔

"گڈ شو جوانا! ——— تم واقعی عمران کے صحیح شاگرد ہو" ——— کرنل فریدی نے اس بار بڑے نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ اس کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ جوانا سے لڑتے ہوئے بھی وہ اس کے زپ کراس کا انتہائی کامیاب انداز میں دفاع کر جانے پر خود ہی داد دے رہا تھا۔

"آپ بھی ماسٹر عمران سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں ہیں ——— لیکن رنل فریدی! ——— چاہے کچھ بھی کر لیں ——— میں ماسٹر عمران کی مرضی کے فر آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا" ——— جوانا نے سر ہلاتے ہوئے جواب یا اور کرنل فریدی اس کے اس جواب پر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ یا تھا کہ زپ کراس کے خوفناک دباؤ کے نقطۂ عروج پر لاشعوری طور پر زانا کے منہ سے وہ الفاظ نکل گئے تھے۔ ورنہ اُسے شعوری طور پر اس ادراک ہی نہ تھا کہ وہ کیا کہہ بیٹھا ہے۔

"او۔ کے! ——— تم نہ صرف ایک بہادر آدمی ہو ——— بلکہ عمران سے ہاری وفاداری بھی مجھے پسند آئی ہے" ——— اس لئے جاؤ۔ میں تم سے پھ نہیں پوچھوں گا ——— تم جا سکتے ہو" ——— کرنل فریدی نے کہا اور وانا کے چہرے پر کرنل فریدی کی یہ بات سن کر انتہائی حیرت کے آثار بھر آئے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کرنل فریدی اس سے پوچھے بغیر اس رح اُسے جانے کے لئے کہہ دے گا۔

"جاؤ! ——— اس سے پہلے کہ میرا فیصلہ بدل جائے، چلے جاؤ ——— اور نے دیکھ لیا ہو گا کہ میں پھر بھی عمران کی وجہ سے تمہارا لحاظ کر گیا ہوں۔ ورنہ جیسے ہی تم زپ کراس میں پھنسے تھے۔ میری ذرا سی حرکت تمہیں نہ صرف بولنے پر مجبور کر دیتی۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے معذور بھی کر دیتی۔ اور یرے لئے زپ کراس بچوں جیسا داؤ ہے ——— میں زپ کراس کے ندر ہی بلیک بون بھی لگا سکتا تھا ——— اور تم اگر مارشل آرٹ سے کچھ واقف ہو تو اچھی طرح جان سکتے ہو کہ زپ کراس کے اندر اگر بلیک بون گا دی جائے تو انسان اس طرح تڑپ تڑپ کر مرتا ہے کہ اس کی روح

بھی صدیوں تک تڑپتی رہتی ہے" ـــ کرنل فریدی نے اس بار خاصے سرد لہجے میں کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

"کرنل فریدی! ـــ میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ میں بے پناہ طاقت بھی ہے اور آپ مارشل آرٹ کے خوفناک ترین ماہر بھی ہیں ـــ لیکن ایک بات میں بھی بتا دوں کہ آپ ماسٹر عمران کے دوست ہیں اس لئے میں بھی آپ کا لحاظ کر گیا ہوں ـــ ورنہ زپ کراس توڑتے ہی میں اجاکا ٹریپ بھی لگا سکتا تھا اور میرے پاس اس کا موقع بھی تھا اور آپ جانتے ہوں گے کہ اگر آپ اجاکا ٹریپ میں ایک بار پھنس جاتے تو پھر آپ کے جسم کی ساری ہڈیاں قیامت تک کڑکڑاتی رہتیں" ـــ جوانا نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا اور اس بار کرنل فریدی کے چہرے پر بھی ابھرنے والے تاثرات چھپے نہ رہ سکے۔ وہ تو واقعی یہی سمجھا تھا کہ جوانا اجاکا ٹریپ کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ ورنہ جس انداز میں اس نے زپ کراس توڑا تھا وہ لازماً اجاکا ٹریپ لگاتا اور کرنل فریدی واقعی مشکل میں پھنس جاتا۔ لیکن اب جوانا کی بات سن کر اسے یہی احساس ہوا تھا کہ وہ جوانا کو مارشل آرٹ میں جتنا اناڑی سمجھ رہا تھا ـــ اتنا اناڑی وہ نہیں ہے۔

"اگر کرنل فریدی نہ چھڑوا دیتے تو میں دیکھتا کہ تمہاری زبان کس طرح چلتی ہے" ـــ ایک طرف کھڑے ہوئے کیپٹن حمید نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم چپ رہو کیپٹن حمید! ـــ تم ابھی بچے ہو ـــ یہ ٹھیک ہے کہ تم اچھے لڑاکے ہو ـــ لیکن تم میری کلاس کے نہیں ہو۔ ورنہ کلاؤن کریپ

تمہاری روح کو تمہارے جسم سے ایک لمحے میں کھینچ کر باہر لے آتی لیکن میں کرنل فریدی کی دل سے عزت کرتا ہوں اس لئے ـــ بہرحال کرنل فریدی! ـــ اگر آپ نے وہ پتہ مجھ سے پوچھنا ہے تو آپ ماسٹر عمران سے مجھے کہلوا دیں ـــ بس آپ کو پتہ معلوم ہونے کی یہی ایک صورت ہے ـــ گڈ بائی" ـــ جوانا نے بڑے تحقیر آمیز لہجے میں کیپٹن حمید سے بات کرتے ہوئے آخر میں نرم لہجے میں کرنل فریدی سے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ حمید! ـــ اسے باہر تک چھوڑ آئیں" ـــ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے برا سا منہ بنا کر کندھے اچکائے اور کرنل فریدی کے پیچھے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"زیادہ افسوس کی ضرورت نہیں ہے ـــ جوانا نے خوامخواہ تم پر رعب جھاڑنے کے لئے کلاؤن کریپ کا نام لے دیا ہے ـــ کلاؤن کریپ سرکس کے مسخرے کی اچھل کود کو کہتے ہیں ـــ اور مارشل آرٹ میں کلاؤن کریپ چھت پر سر لگانے کا نام ہے" ـــ جوانا کے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہی کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے ساتھ کھڑے کیپٹن حمید سے کہا اور کیپٹن حمید کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"اوہ! ـــ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا ـــ میں اس بلیک کلاؤن کو ایسا جواب دیتا کہ ـــ" کیپٹن حمید نے کہا۔

"کہ وہ تمہارے قدموں میں جھک جاتا ـــ یہی کہنا چاہتے ہو۔ لیکن اتنا خوش ہونے کی بھی ضرورت نہیں ـــ تم واقعی اچھے لڑاکے ہو۔ لیکن ابھی تمہیں مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ اسی لئے تو کہتا ہوں کہ

"تم عورتوں سے دلچسپی کی بجائے مارشل آرٹ میں دلچسپی لو" ـــــ کرنل فریدی نے واپس کمرے کی طرف لوٹتے ہوئے کہا۔ جوانا اس عمارت سے باہر نکل گیا تھا۔

"اگر کوئی حسینہ اپنا نام مارشل آرٹ رکھ لے تو میں یقیناً اس میں دلچسپی لوں گا" ـــــ کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے کمرے کے اندر داخل ہو گئے تھے کمرے میں داخل ہو کر کرنل فریدی سیدھا میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے انکوائری کے نمبر گھما دیئے۔

جوانا نے لاشعوری طور پر جس قصبے اور عورت کا نام لیا تھا وہ دونوں ہی عجیب تھے۔ حالانکہ کرنل فریدی پاکیشیا کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے شہر سے اچھی طرح واقف تھا لیکن قصبہ شان کا نام اس نے پہلی بار سنا تھا۔ اور مادام تاؤ کا نام بھی اس کے لئے نیا تھا۔ اس لئے اس نے اس بارے میں انکوائری سے معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"یس انکوائری" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"قصبہ شان کی مادام تاؤ کا نمبر چاہیئے" ـــــ کرنل فریدی نے کہا اور آپریٹر نے جلدی سے نمبر بتانے شروع کر دیئے۔

"ایک منٹ ـــــ کیا آپ بتا سکیں گے کہ یہ قصبہ شان کہاں ہے میں اجنبی ہوں" ـــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"سر ـــــ یہ دارالحکومت سے مشرق کی طرف ہے ـــــ آپ کسی سے بھی پوچھ سکتے ہیں" ـــــ آپریٹر نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"آؤ حمید! ـــــ اب نکل چلیں ـــــ ورنہ ہو سکتا ہے کہ جوانا ایکسٹو کو فون کر کے یہ جگہ بتا دے۔ اور وہ پوری ٹیم لے کر ہم پر چڑھ دوڑے" ـــــ کرنل فریدی نے رسیور رکھ کر تیز تیز قدم اٹھاتے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید نے سر ہلا دیا۔

کرنل فریدی نے باہر موجود اپنے آدمیوں کو ضروری ہدایات دیں اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس کی کار اس عمارت سے نکل کر شہر کی مشرقی سمت کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

سُرخ رنگ کی سیڈان کار خاصی تیز رفتاری سے دارالحکومت سے ملحقہ چھوٹے شہر آصف نگر کی طرف اڑی جارہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر مادام تاؤ کا سیکرٹری جمیل تھا جب کہ کار کی پچھلی سیٹ پر مادام تاؤ اور بیگم رضا بیٹھی تھیں

"بیگم رضا! — آپ نے سر پاشا کے متعلق اچھا یاد دلایا — ورنہ مجھے آج تک یہ معلوم نہیں تھا کہ سر پاشا ہارڈنگ یونیورسٹی سے ریٹائر ہو کر آصف نگر میں رہ رہے ہیں" — مادام تاؤ نے مسکراتے ہوئے ساتھ بیٹھی بیگم رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کبھی اپنے محل سے باہر بھی نکلو — تب تمہیں پتہ چلے — تم نے تو خود کو محل تک ہی محدود کر رکھا ہے" — بیگم رضا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اصل میں بات یہ ہے بیگم رضا! — کہ مجھے آج تک جتنے بھی مرد ملے ہیں — دولت کے بھوکے ملے ہیں — جسے دیکھو اس کی نظریں میری دولت

پر ہی جمی رہتی ہیں — مجھے دو تین بار ایسا تلخ تجربہ ہوا کہ یقین جانو مجھے مردوں سے شدید نفرت ہو گئی ہے — اور تب سے نہ صرف میں اپنے محل تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہوں۔ بلکہ میری نفسیات ایسی بگڑی — کہ میں مردوں کو ذلیل کر کے ذہنی خوشی حاصل کرتی ہوں۔ لیکن پچھلے دنوں ایک ایسا نوجوان مجھ سے ٹکرایا کہ میری ساری بگڑی ہوئی نفسیات ایک لمحے میں درست ہو گئیں" — مادام تاؤ نے جواب دیا۔

"ارے وہ کون خوش قسمت ہے" — بیگم رضا نے ہنستے ہوئے چونک کر پوچھا اور بیگم رضا کے اس طرح چونکنے پر مادام تاؤ کے چہرے پر شرم کے آثار ابھر آئے اور بیگم رضا قہقہہ مار کر ہنس پڑیں۔

"اچھا تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے — پھر تو مٹھائی کھانے کا وقت قریب ہو گا" — بیگم رضا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اور مادام تاؤ بھی کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"شاید ہی اس کی نوبت آئے — کیونکہ وہ مجھ سے بھی زیادہ عجیب طبیعت کا آدمی ہے — سائنس اور خاص طور پر جراثیموں کی سائنس میں شاید وہ سر پاشا سے بھی دو ہاتھ آگے ہو — لڑائی بھڑائی کے فن میں بھی وہ انتہا درجے کی مہارت رکھتا ہے — اور باتیں ایسی احمقانہ کرتا ہے کہ بے اختیار اپنا سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے — میں نے اس کا ذہن کنٹرول میں کر لیا تھا اور میرا پروگرام یہی تھا کہ میں آہستہ آہستہ اُسے رام کر کے آخر کار اس سے شادی کر لوں گی — لیکن پھر ایک چکر میں مجھے مجبوراً اس کے ذہن سے کنٹرول ہٹانا پڑا۔ اور پھر مجھے پتہ چلا کہ وہ تو حکومت کی سپیشل ایجنسی کا بہت بڑا عہدیدار ہے۔ اس کے ساتھ

ہی مجھے احساس ہو گیا کہ میں جو جذبات اس کے لئے اپنے دل میں رکھتی ہوں ویسے جذبات اس کے دل میں نہیں ہیں ـــــ وہ اس معاملے میں انتہائی سرد مزاج آدمی ہے ـــــ ویسے اس کی باتیں سنو تو یوں لگے گا کہ جیسے وہ میرے پیچھے دیوانہ ہو کر ابھی گریبان پھاڑ کر تاؤ تاؤ پکارتا سڑکوں پر دوڑ پڑے گا۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے ـــــ آپ تو مجھ سے خاصی سینئر تھیں۔ لیکن پھر بھی ہم روم میٹ تھیں اور آپ تو جانتی تھیں کہ مجھے اپنی لائن کے علاوہ نفسیات پڑھنے کا جنون کی حد تک شوق تھا ـــــ اس لئے میں عام عورتوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی انسانی نفسیات کو سمجھنے لگ گئی ہوں" ـــــ مادام تاؤ نے قدرے افسردہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو تمہاری باتیں سن کر شدید حیرت ہو رہی ہے ـــــ ایسا عجیب و غریب آدمی کون ہو سکتا ہے ـــــ تم نے اس کا نام تو ابھی تک بتایا نہیں۔ اور نہ ہی اس کا کوئی اتہ پتہ بتایا ہے" ـــــ بیگم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام علی عمران ہے ـــــ اور وہ پاکیشیا کی سپیشل ایجنسی سے شاید تعلق رکھتا ہے" ـــــ مادام تاؤ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بیگم رضا علی عمران کا نام سنتے ہی یکلخت چونک کر سیدھی ہو گئیں۔

"آپ چونکی کیوں ـــــ کیا آپ اسے جانتی ہیں" ـــــ ؟ مادام تاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــــ لیکن ابھی اتنی اچھی تو نہیں جانتی ـــــ مگر جانتی ضرور ہوں ـــــ اور مجھے تمہارے پاس بھیجنے والا بھی تو وہی ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ میں تمہیں زندہ جو نظر آ رہی ہوں تو یہ بھی اسی کی وجہ سے ہے وہ میرے مرحوم شوہر کے بھتیجے اور میرے ہونے والے داماد توصیف کا دوست ہے ـــــ اوہ! ـــــ وہ تو انتہائی شریف اور سیدھا سادھا نوجوان ہے ـــــ اوہ! تمہاری اور اس کی جوڑی واقعی شاندار رہے گی" ـــــ بیگم رضا نے کہا۔

"عمران نے آپ کو بھیجا ہے ـــــ وہ کیسے ـــــ ؟ مجھے تو سپیشل ایجنسی کے چیف ایکسٹو کا فون آیا تھا کہ بیگم رضا آپ کے پاس آ رہی ہیں۔ اور چونکہ آپ کی میں دل سے قدر کرتی ہوں اس لئے میں نے فوراً ہی حامی بھر لی" ـــــ مادام تاؤ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر بیگم رضا نے ری بائٹ فارمولے کے حصول کے لئے کرنل فریدی اور اس کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید سے ہونے والے جھگڑے اور پی۔ ٹو جراثیموں سے لے کر دوبارہ ہوش میں آنے تک ساری تفصیلات مادام کو بتا دیں۔ اور مادام تاؤ، بیگم رضا کی بات سن کر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"اوہ! ـــــ تو پی۔ ٹو جراثیموں کے بارے میں مجھ سے ٹیلیفون پر عمران نے بات آپ کے لئے کی تھی ـــــ مجھے تو اس نے بتایا ہی نہیں" ـــــ مادام تاؤ نے کہا۔

"تم سے بات ہوئی ـــــ کیا مطلب" ـــــ ؟ بیگم رضا نے چونک کر پوچھا اور پھر مادام تاؤ نے اسے بتایا کہ اچانک عمران کا فون آیا اور اس نے پی۔ ٹو جراثیموں کے توڑ کے متعلق مجھ سے بات کی۔ چونکہ میں بھی ان جراثیموں پر کام کر چکی تھی لیکن باوجود بے پناہ محنت کے میں ان کا توڑ معلوم نہ کر سکی تھی ـــــ اس لئے میں نے اسے بتایا کہ ان کا توڑ آج تک کوئی بھی

معلوم نہیں کرسکا۔ لیکن اس نے مجھ سے مختلف توڑوں کے بارے میں تفصیلات پوچھیں اور پھر واقعی اس کی بے پناہ ذہانت کام آئی ــــ اور اس نے مجھے اس فارمولے میں ترمیم کرکے بتایا کہ میں اسے چیک کروں۔ بات میری بھی سمجھ میں آگئی ــــ چنانچہ میں نے فوراً لیبارٹری میں جا کر چیکنگ کی تو واقعی وہ فارمولا بالکل فٹ بیٹھا اور میں حیران رہ گئی ــــ یہ تو مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ عمران آپ کی زندگی بچانے کے لئے اس فارمولے پر مجھ سے ڈسکس کر رہا تھا" ــــ مادام تاؤ نے کہا اور بیگم رضا سر ہلا کر رہ گئیں۔

"وہ واقعی ذہانت کی آخری حد تک پہنچا ہوا ہے ــــ یقین جانو۔ میں اس کی ذہانت سے اس قدر متاثر ہوئی کہ میرے دل سے بے اختیار یہ آواز نکلی کہ کاش عمران میرا بیٹا ہوتا ــــ اور پھر یہ اس کی ذہانت سے متاثر ہونے کا ہی نتیجہ تھا کہ اس کے کہنے پر میں لے ری بانٹ بم کے فارمولے پر پاکیشیا میں ریسرچ کرنے کی حامی بھر لی ــــ وہ توصیف کا دوست ہے۔ اس لحاظ سے میرا بیٹا ہی ہوا" ــــ بیگم رضا نے بڑے ممتا بھرے جذبات سے پُر لہجے میں کہا۔

"اوہ بیگم رضا ــــ پلیز۔ مجھے کہنا تو نہیں چاہیے۔ لیکن آپ پلیز عمران کو منوا لیں ــــ یقین کریں میں تمام عمر آپ کی خدمت کروں گی" ــــ مادام تاؤ نے یکلخت بیگم رضا کے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"ارے ارے ــــ کیسے نہیں مانے گا ــــ تم فکر نہ کرو تاؤ ــــ وہ تو کیا، اس کا باپ بھی مانے گا ــــ میں سر پاشا سے مل کر واپس آتے

ہی اس سے بات کرنے کی کوشش کروں گی" ــــ بیگم رضا نے ہنستے ہوئے کہا اور مادام تاؤ کا چہرہ اندرونی خوشی سے تمتما اٹھا۔

اسی لمحے دروازے کی سائیڈ سے لگے ہوئے مائیک سے سیکرٹری جمیل کی آواز سنائی دی۔

"مادام ــــ ہم آصف نگر میں داخل ہو گئے ہیں ــــ اب کیا حکم ہے" سیکرٹری جمیل کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

اس سیڈان کار کی اگلی اور پچھلی سیٹوں کے درمیان ایک شفاف شیشہ موجود تھا۔ یہ مادام تاؤ کی مخصوص کار تھی۔ اس لئے اس نے ایسا انتظام خاص طور پر کرایا ہوا تھا کہ پیچھے بیٹھے ہوئے اگر وہ کسی سے باتیں کرے تو اس کی بھنک بھی اگلی نشست پر بیٹھے ہوئے افراد کے کانوں تک نہ پہنچے۔ اور آپس میں گفتگو کے لئے مائیک نصب کیا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سیکرٹری جمیل کی موجودگی میں مادام تاؤ کھلے طور پر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔ ورنہ مادام تاؤ اپنے ملازموں کے سامنے بہت لئے دیئے رہتی تھی۔

"آصف نگر آ بھی گیا ــــ ہمیں باتوں میں ذرا بھی محسوس نہ ہوا ہے" ــــ مادام تاؤ نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سائیڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

"ذیشان کالونی چلو ــــ وہاں کسی سے پروفیسر سر پاشا کی کوٹھی کا پوچھ لینا ــــ ہمیں ان کا نمبر معلوم نہیں ہے" ــــ مادام تاؤ نے انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ــــ سیکرٹری جمیل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور مادام نے

بٹن کو دوبارہ پریس کر کے مائیک آف کر دیا۔

" سر پاشا تو اب بہت بوڑھے ہو چکے ہوں گے ——— خدا کرے زندہ ہوں ——— میں ایک بار ایکریمیا گئی تھی تو مجھے وہاں معلوم ہوا تھا کہ سر پاشا ریٹائر ہو کر واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں ——— لیکن بس پھر مصروفیت کی وجہ سے یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی ——— تم نے باتوں باتوں میں ذکر کیا تو مجھے یاد آ گیا" ——— بیگم رضا نے کہا۔

" خدا کرے وہ زندہ ہوں ——— کیونکہ جراثیموں کی لائن میں میرے خیال میں ان سے زیادہ قابل شاید دنیا بھر میں کوئی سائنسدان ہو" ——— مادام تاؤ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ باہر دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی اور سیکرٹری جمیل نے کار ایک کیفے کے سامنے روکی اور پھر خود اتر کر کیفے کے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا اور کار میں بیٹھ گیا۔

" معلوم ہو گیا" ——— ؟ مادام تاؤ نے مائیک آن کرتے ہوئے پوچھا۔

" یس مادام! ——— وہ کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں رہائش پذیر ہیں" ——— سیکرٹری جمیل کی آواز سنائی دی اور مادام تاؤ نے مسرت بھرے انداز میں بیگم رضا کی طرف دیکھا اور بیگم رضا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ ان کا پتہ معلوم ہونے کا مطلب تھا کہ وہ زندہ ہیں ورنہ کیفے والے لازماً بتا دیتے کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔

کار کالونی کے اندر مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر رک گئی۔ سائیڈ ستون پر پروفیسر سر پاشا کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔ سیکرٹری جمیل کار سے نیچے اترا اور اس نے

بڑھ گئی۔

کوٹھی زیادہ بڑی نہ تھی لیکن بناوٹ کے لحاظ سے انتہائی نفیس اور خوبصورت تھی بشیر بابا بھی پھاٹک بند کر کے ان کے پیچھے چل پڑا۔

" سر پاشا بخیریت تو ہیں ——— ان کی صحت کیسی ہے" ——— بیگم رضا نے
ہا۔ بشیر بابا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" ٹھیک ہیں ——— لیکن اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں اور صحت بھی ٹھیک
نہیں کہی جا سکتی ——— بہرحال بڑھاپا بذاتِ خود ایک بیماری ہے" ———
اگ بشیر بابا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
تھا۔

" میں انہیں اطلاع کرتا ہوں" ——— بشیر بابا نے کہا اور تیزی سے
ہے یس کراس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ سیکرٹری جمیل اب کار پورچ میں روک
ڈیپار ہر کھڑا ہوا تھا۔
وقت

" تم یہیں رکو گے" ——— مادام تاؤ نے اس کے قریب سے گذرتے
" او سخت لہجے میں کہا اور سیکرٹری جمیل نے اثبات میں سر جھکا دیا۔
جھکتے ہو

بابا عمارت کے اندر چلا گیا تھا اور وہ دونوں برآمدے میں پہنچ
لمحوں بعد ہیں۔

" اوہ شر ! ——— سر پاشا تمہارا سن کر بے حد خوش ہوئے ہیں ——— آؤ"
مجھے اب بھی تم بشیر بابا نے واپس برآمدے میں آتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ
مادام تاؤ واقعی درمیانی راہداری سے گذرتا ہوا ایک دروازے کے سامنے
وہ بے حد شرارتی کھلا ہوا تھا اور وہ دونوں کمرے کے اندر داخل ہوئیں

" شکر ہے بشیر کرسی پر سر پاشا بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ واقعی بے حد بوڑھے
میرے ساتھ عا لیکن ان کی آنکھوں میں ذہانت اور زندگی کی چمک نمایاں تھی۔

"اوہ تاؤ اور عالم زیب۔ آؤ ——— معاف کرنا میں اٹھ نہیں سکتا ورنہ میں تمہارا اُٹھ کر استقبال کرتا" ——— سرپاشا نے مسکراتے ہوتے کہا۔ ان دونوں کو دیکھ کر ان کے جھریوں بھرے چہرے پر خوشی کی لہر سی دوڑ گئی تھی۔

اور پھر ان دونوں نے آگے بڑھ کر ان کے پیر پکڑ لیتے۔

"سرپاشا! ——— آپ سے اتنے عرصے بعد مل کر ہمیں بے پناہ مسرت ہو رہی ہے" ——— ان دونوں نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا اور سرپاشا بے اختیار ان دونوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

"اچھی بچیو! ——— تمہارے آنے سے وہ زمانہ مجھے یاد آگیا ہے جب بارڈنگ یونیورسٹی میں بڑے خوبصورت دن گذر رہے تھے ——— بشیر! جاکر میری بچیوں کے لئے کچھ کھانے پینے کو لے آؤ ——— مجھے یاد ہے کہ اس نائی ٹاؤ کو چیری کیک بے حد پسند تھا ——— اور عالم زیب کو تو جو مل جاتے وہ کھالے گی ——— تم چیری کیک ہی لے آؤ۔ آج اس نائی تاؤ کے ساتھ میں بھی کھاؤں گا" ——— سرپاشا نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ اور بیگم رضا دونوں ہی ہنس پڑیں۔ انہیں واقعی سرپاشا سے مل کر ہارڈنگ یونیورسٹی والا زمانہ یاد آگیا تھا۔

"بیٹھو! ——— تمہیں میرا پتہ کیسے معلوم ہوا" ——— ؟ سرپاشا نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اُٹھ کر کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ پھر بیگم رضا نے بتایا کہ کس طرح ایکریمیا جانے پر اُسے پتہ چلا تھا اور پھر مادام تاؤ سے باتوں باتوں میں ذکر آیا تو ہم ملنے کے لئے چل پڑیں۔

"بشیر نے مجھے بتایا ہے کہ تم بیوہ ہو چکی ہو عالم زیب! ——— مجھے بے حد افسوس ہوا ہے ——— کتنے بچے ہیں تمہارے" ——— ؟ سرپاشا نے کہا۔

"ایک بچی ہے شہلا" ——— بیگم رضا نے جواب دیا اور پھر تفصیل سے اپنی شادی اور پھر بیوگی کے متعلق بتانے لگی۔

"اور تم نائی تاؤ! ——— تمہارے کتنے بچے ہیں" ——— ؟ سرپاشا نے مسکراتے ہوئے مادام تاؤ سے مخاطب ہو کر کہا اور مادام تاؤ نے شرم سے سر جھکا لیا۔

"یہ ابھی تک خود بچی ہے سرپاشا! ——— لیکن اب میں اس کے پاس آگئی ہوں ——— اب یہ نہیں بچ سکے گی" ——— بیگم رضا نے ہنستے ہوئے کہا اور سرپاشا اس کا ذو معنی جواب سن کر بے اختیار قہقہہ مارتے ہوئے ہنس پڑے۔

"اچھا اچھا ——— میں سمجھ گیا ——— لیکن یہ ابھی تک بچی کیسے رہی" ——— ؟ سرپاشا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس وہی جراثیموں کی سائنس پر ریسرچ ——— اسی میں مصروف رہی ہوں سرپاشا" ——— مادام تاؤ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— ویری گڈ ——— پھر تو تم اس لائن میں خاصی ذہین ہو چکی ہو گی۔ لیکن میری نظر سے تمہارا کبھی کوئی مضمون نہیں گذرا" ——— سرپاشا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بس سرپاشا! ——— کچھ ذاتی وجوہات سے میں اپنے مکان تک ہی محدود رہ گئی ——— میں نے وہاں ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور

خود ہی کام کرتی رہتی ہوں — نہ کہیں آنا، نہ کہیں جانا — یہ تو بیگم رضا
کے آنے کی وجہ سے میں باہر نکلی ہوں" — مادام تاؤ نے جواب دیا۔
"بیگم رضا" — سر پاشا نے چونک کر پوچھا۔
"جی اب مجھے بیگم رضا کہتے ہیں — میرے مرحوم شوہر کا نام رضا تھا"
بیگم رضا نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔
"ارے تو تم ہو وہ بیگم رضا! — ارے تمہارے مضامین تو میں انٹرنیشنل
پیپرز میں پڑھتا رہا ہوں — اوہ ویری گڈ — میں سوچا رہتا تھا
کہ اس قدر ذہین سائنسدان کون ہے جس کا میں نے پہلے کبھی نام تک
نہیں سنا — یہ تو مجھے اب معلوم ہو رہا ہے کہ ہماری عالم زیب ہی بیگم رضا
ہے — تمہاری ذہانت کی میں داد دیتا ہوں — تمہاری ریسرچ سے
میں بہت متاثر رہا ہوں" — سر پاشا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"جی سر — آپ کا بیحد شکریہ! — آخر میں آپ کی ہی شاگرد ہوں"
بیگم رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سر پاشا کے ریمارکس سے اس کا چہرہ
مسرت سے تمتما اٹھا تھا۔ کیونکہ سر پاشا تو اس لائن میں بین الاقوامی اتھارٹی
کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کی طرف سے تعریف کے کلمات بیگم رضا
کے لئے واقعی باعثِ فخر تھے۔

تھوڑی دیر بعد بشیر بابا نے ٹرالی لا کر ان کے درمیان رکھ دی جس پر
پیسٹری کیک بھی موجود تھا اور چائے کی تین پیالیاں بھی۔ اور پھر سر پاشا کو
پیالی دے کر وہ سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔
کیک کھانے اور چائے پینے کے دوران ان کے درمیان بارڈنگ
یونیورسٹی کی ہی باتیں ہوتی رہیں اور پھر آہستہ آہستہ بات بیگم رضا کے ری بائٹ

بم کے فارمولے کی طرف مڑ گئی۔
"ری بائٹ! — اوہ تو تم اس پر بھی ریسرچ کرتی رہی ہو — اوہ!
یہ تو میری خاص لائن رہی ہے" — سر پاشا نے چونکتے ہوئے کہا۔
اور بیگم رضا نے انہیں تفصیل سے اپنے فارمولے کے متعلق بتانا شروع
کر دیا۔ اور پھر ان کے درمیان اس مخصوص سائنسی فارمولے پر ایک طرح
کی بحث سی چھڑ گئی۔ لیکن اس بحث میں ایسی ایسی مخصوص سائنسی اصطلاحات
کا کثرت سے ذکر تھا کہ شاید ان کے علاوہ اور کسی کے پلے نہ پڑتا کہ وہ
کیا باتیں کر رہے ہیں۔
تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ بڑی محویت سے اس بحث میں مصروف
رہے۔ لیکن جیسے جیسے بحث آگے بڑھتی جا رہی تھی بیگم رضا کے چہرے
پر مایوسی کے آثار پھیلتے جا رہے تھے۔ اور پھر وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئی
"سر پاشا! — میں سخت شرمندہ ہوں — واقعی یہ فارمولا
غلط ہے — میں نے خوامخواہ اپنی حماقت سے یہ سمجھ لیا کہ میں
اس فارمولے میں کامیاب ہو گئی ہوں" — بیگم رضا نے بڑے
مایوسانہ سے لہجے میں ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"میری بچی! — اس میں مایوس ہونے والی کوئی بات نہیں ہے
سائنس دان کبھی مایوس نہیں ہوا کرتے — اس کے یہی ناکام تجربات
ہی اسے ایک روز وکٹری سٹینڈ پر کھڑا کر دیتے ہیں — لیکن میری
ایک بات مانو گی" — سر پاشا نے کہا۔
"سر پاشا! — آپ حکم کریں — آپ میرے استاد ہیں۔ آپ کا حکم بجا
لانا تو میرا فرض ہے" — بیگم رضا نے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا۔

" خوش رہو ۔۔۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمہاری ریسرچ انسانیت کے فائدے کے لئے ہونی چاہیئے ۔۔۔ تم اس ریسرچ کی طرف جاؤ ہی مت جس سے بے گناہ انسانوں کی جانیں تلف ہوں ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے کہ اگر تم ری بائٹ بم بنانے میں کامیاب ہو گئیں تو تمہارا نام سائنس کی تاریخ میں امر ہو جائے گا ۔۔۔ لیکن جانتی ہو کہ تمہارے اس بم سے کس قدر ہلاکت ہو گی اور یہ ہلاکت قیامت تک برپا رہے گی ۔۔۔ کس قدر بیگناہ افراد مرتے رہیں گے ۔۔۔ تمہارا نام تو ضرور یاد رکھا جائے گا ۔ لیکن کس لحاظ سے ۔۔۔ تم کوئی ایسی ریسرچ پر اپنی ذہانت اور صلاحیتیں کیوں نہیں صرف کرتیں کہ جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچے ۔۔۔ تمہارا نام تب بھی روشن رہے گا ۔۔۔ امر ہو گا تمہارا نام ۔۔۔ لیکن تمہیں لوگ ایک محسنِ انسانیت کے نام سے یاد رکھیں گے اور تمہاری رُوح قیامت تک پُرسکون رہے گی ۔۔۔ ری بائٹ بم والا تمہارا فارمولا تو ویسے بھی غلط ہے ۔۔۔ لیکن اگر یہ درست بھی ہوتا تو میں تم سے پھر بھی یہی کہتا کہ تم اس فارمولے کو ذہن سے کھرچ دو ۔۔۔ اور ری بائٹ بم تو خیر بننا ناممکن ہے کیونکہ ٹی سکرین کو میں سمجھتا ہوں ۔ ابھی صدیوں کراس نہیں کیا جا سکتا ۔ اور جب تک ٹی سکرین کو کراس نہ کیا جائے ۔ ری بائٹ بم فارمولا تیار ہی نہیں ہو سکتا ۔۔۔ لیکن اگر ایسا ممکن بھی ہوتا تو بھی میں کم از کم اس کے حق میں نہیں ہوں ۔۔۔ بے پناہ ایسے جراثیم ہیں جن پر کام کر کے ہم انسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں ۔ آخر ہم اس طرف کیوں توجہ نہ دیں " ۔۔۔ سر پاشا نے کہا اور بیگم رضا سر جھکائے خاموشی سے سنتی رہی ۔

" آپ درست فرما رہے ہیں سر پاشا ! ۔۔۔ بالکل درست فرما رہے

ہیں ۔۔۔ میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کبھی ایسے پراجیکٹ پر کام نہ کروں گی جس سے انسانیت کو ذرہ برابر بھی تکلیف پہنچے ۔۔۔ آئندہ میرا ہر پراجیکٹ انسانیت کی خدمت کے لئے ہو گا " ۔۔۔ بیگم رضا نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا ۔

" میں بھی وعدہ کرتی ہوں سر پاشا ! ۔۔۔ کہ آپ کی ان ہدایات پر ہمیشہ عمل کروں گی " ۔۔۔ مادام تاؤ نے بھی کہا ۔

" ہمیشہ خوش رہو میری بچیو ! ۔۔۔ مجھے تم پر فخر رہے گا ۔۔۔ جب تک میں زندہ ہوں اور میرا دماغ کام کرتا ہے ۔ تم مجھ سے بلاتکلف رہنمائی لے سکتی ہو ۔۔۔ میں بیمار ہوں اس لئے خود اب کام نہیں کر سکتا " ۔۔۔ سر پاشا نے مسرت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا ۔ ان کا چہرہ بتا رہا تھا کہ انہیں ان دونوں کے اس فیصلے سے رُوحانی مسرت ہو رہی تھی ۔

"ابھی انتظامات نہیں ہوئے ___ جلدی کرو ___ میں جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ فارمولا پاکیشیا پہنچانا چاہتا ہوں" ___ عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے آغا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے ___ بندوبست ہو گیا ہے" ___ آغا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران اُٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ راہداری سے گذر کر وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جہاں توصیف بھی موجود تھا۔

یہ کمرہ مائیکرو سٹوڈیو کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ عمران اور توصیف لیبارٹری سے فارمولے کی مائیکرو فلم لے کر واپس ایک خاص پوائنٹ پر پہنچے جہاں آغا نے پاکیشیا میں بیگم رضا کو چھوڑ کر واپس آنا تھا۔ اور جب وہ دونوں وہاں پہنچے تو آغا وہاں موجود تھا اور پھر عمران کے کہنے پر آغا نے فوری طور پر ایک مائیکرو پروجیکٹر کے حصول کے لئے بھاگ دوڑ شروع کر دی

کیونکہ عمران اپنی فطرت کے مطابق اس فلم کو پوری طرح چیک کرنے کے بعد اسے پاکیشیا بھیجنا چاہتا تھا۔ لیکن مائیکرو پروجیکٹر کا حصول خاصا دشوار تھا۔ کیونکہ یہ آلہ عام دکانوں پر تو ملتا نہیں تھا۔ اور عمران کو معلوم تھا کہ اس کی ہوٹل سے اچانک گمشدگی کے بعد کرنل فریدی اور اس کی بلیک فورس اسے پورے شہر میں پاگلوں کی طرح ڈھونڈتی پھر رہی ہو گی۔ اس لئے بھی اس مائیکرو پروجیکٹر کا حصول خاصا مشکل ہو گیا تھا۔ لیکن پھر آغا نے نجانے کہاں کہاں بھاگ دوڑ کرنے کے بعد نہ صرف وہ آلہ دستیاب کر لیا۔ بلکہ اس پوائنٹ کے تہہ خانے میں اسے نصب کر کے ایک مائیکرو سٹوڈیو بنا دیا تھا۔ جہاں مائیکرو فلم کو نہ صرف دیکھا جا سکتا تھا بلکہ اس کی کوالٹی اور دوسرے آئٹمز بھی چیک کئے جا سکتے تھے۔ اور اس کی نقل بھی آسانی سے تیار کی جا سکتی تھی۔

عمران نے سٹوڈیو میں پہنچتے ہی جیب سے وہ ڈبیہ نکالی اور پھر اس میں سے وہ فلم نکال کر اس نے پروجیکٹر کے مخصوص خانے میں ایڈجسٹ کی اور پروجیکٹر کو آن کر دیا۔ سامنے موجود بڑی سکرین پر جھماکے ہونے شروع ہو گئے اور تھوڑی دیر بعد اس پر ایک تحریر سی اُبھر آئی یہ فلم کمپیوٹر کوڈ پروگرامنگ کے انداز میں تیار کی گئی تھی اور اس میں کمپیوٹر کی مخصوص زبان گبول استعمال کی گئی تھی۔ لیکن یہ عام سی زبان تھی جس سے تقریباً ہر کمپیوٹر کو سمجھنے والا جانتا تھا۔ اس لئے عمران بھی اطمینان سے بیٹھا اُسے دیکھ رہا ہے۔ البتہ توصیف اور آغا کو اس کے ایک بھی لفظ کی سمجھ نہ آ رہی تھی۔ جیسے جیسے فلم چلتی جا رہی تھی عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات اُبھرتے چلے آ رہے تھے کیونکہ واقعی فلم اصل تھی اور اس

میں ری بائٹ بم بنانے کا ہی فارمولا درج تھا۔ عمران چونکہ جراثیموں پر ریسرچ
کے سلسلے میں خاصا ایڈوانس مطالعہ کر چکا تھا اس لیے اُسے بڑی اچھی طرح
اس فارمولے کی سمجھ آ رہی تھی وہ خاموشی سے بیٹھا فلم دیکھتا رہا۔ اور جب
فلم ختم ہوئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا ہوا" ___ ؟ توصیف نے چونک کر عمران سے پوچھا۔

"ابھی تو لڑکا دکھائی دیتا ہے ___ آگے خدا کی مرضی" ___ عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہاں لڑکے لڑکی کا چکر کہاں سے آ گیا" ___ توصیف نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی چکر پر تو ساری دنیا قائم ہے مسٹر توصیف جبار عرف ٹیپو چالان
اوہ سوری ! ___ ٹیپو سلطان ___ یار ! یہ میری زبان بھی بس خوامخواہ ہی
پھسل جاتی ہے ___ میرا مطلب تھا ___ یار آغا ! ___ تم ہی بتا دو کہ
کیا مطلب تھا ___ ایک تو تم بولتے ہی نہیں۔ ہر وقت منہ میں گھنگھنیاں
ڈالے بیٹھے رہتے ہو ___ پتہ نہیں یہ گھنگھنیاں سیمنٹ کی بنی ہوئی ہیں
یا پتھر کی کہ تمہارے حلق سے نیچے ہی نہیں اترتیں کہ تمہارا منہ فارغ ہو اور
تم بول سکو" ___ عمران کی زبان چل پڑی۔

"عمران صاحب کا مطلب ہے کہ فلم اصل ہے" ___ آغا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ___ خدا تمہارا بھلا کرے ___ اسے کہتے ہیں عقلمندی ۔ یعنی
لڑکے کا مطلب ہوا اصلی ___ اور لڑکی کا مطلب ہوا نقلی ۔ یہی کہنا چاہتے
ہو تم ___ یار ! خدا کا خوف کرو۔ لڑکیوں نے سن لیا تو ہم سب کے سروں

پر طبلے بجنے شروع ہو جائیں گے" ___ عمران نے کہا۔ اور آغا اور توصیف
دونوں ہی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"تو جناب ٹیپو سلطان صاحب ! ___ تم خوامخواہ مجھے مٹھائی کھلانے
کا سوچ رہے تھے ___ تمہارے پاس تو بغیر مٹھائی کے استادوں کا
استاد موجود ہے" ___ عمران نے کہا اور اس بار توصیف ہنس پڑا۔

"اب مزید کیا کرنا ہے" ___ ؟ آغا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا
وہ نہ صرف انتہائی کم گو قسم کا آدمی تھا بلکہ وہ انتہائی سنجیدہ رہنے کا بھی
عادی تھا اس لیے وہ مختصر بات کرتا ورنہ اکثر خاموش ہی رہتا تھا۔

"اس کی ایک اور نقل تیار کرو ___ اور اس کے بعد تم دونوں ایک
ایک فلم لے کر یہاں سے پاکیشیا روانہ ہو جاؤ۔ کیونکہ میری نسبت تمہارا فلم
سمیت یہاں سے نکل جانے کا امکان زیادہ ہے ___ میں کرنل فریدی
کو خدا حافظ کہہ کر واپس آؤں گا" ___ عمران نے کہا اور آغا نے سر ہلا
دیا۔ اس کے بعد اس نے فلم کی نقل تیار کرنے والی لنک مشین کو آپریٹ
کرنا شروع کر دیا۔ عمران خاموشی سے بیٹھا اُسے مشین آپریٹ کرتے دیکھتا
رہا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ذرا سی بھی غلطی ہوئی تو نہ صرف یہ کہ نقل خراب
ہو جائے گی بلکہ اس کا ری ایکشن اصل پر ہو گا اور وہ بھی بالکل واش
ہو جائے گی۔ لیکن آغا انتہائی مہارت سے اسے آپریٹ کر رہا تھا اور پھر
تھوڑی دیر بعد جب اس نے مشین آف کی تو اصل کی ایک درست
اور صحیح نقل تیار ہو چکی تھی۔ پھر عمران نے اپنے سامنے اصل فلم آغا کو
اور نقل توصیف کو دے کر انہیں علیحدہ علیحدہ یہاں سے نکلنے اور
___ فلم پہنچانے کے بارے میں تفصیلی ہدایات دیں اور اس کے بعد وہ

تینوں سیڑھیاں چڑھتے ہوتے واپس اوپر والے کمرے میں آ گئے۔ اور
اس کے بعد عمران تو کمرے میں پڑے ہوتے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گیا
جب کہ توصیف اور آغا دونوں اس پوائنٹ کے بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گئے۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے اب
تک جان بوجھ کر ساگالینڈ سے بلیک زیرو کو کال نہ کیا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم
تھا کہ کرنل فریدی نے لازماً فارن ٹیلیفون کالز اور فارن ٹرانسمیٹر کالز چیک
کرنے کا بندوبست کیا ہوا ہوگا۔ لیکن اب فلم مل جانے اور ان دونوں کے
اُسے پہنچانے کے لئے روانہ ہو جانے کے بعد اس کے لئے ایسا کوئی خطرہ
نہ تھا۔ کیونکہ اگر کرنل فریدی کال چیک بھی کر لیتا تو وہ عمران کے پیچھے
ہی لپکتا۔ اُسے توصیف اور آغا کے متعلق تو علم ہی نہ ہونا تھا۔ اسی وجہ
سے تو وہ اس بار سیکرٹ سروس کے کسی ممبر کو ساتھ نہ لایا تھا کیونکہ کرنل فریدی
انہیں اچھی طرح جانتا تھا اور ان کے ذریعے وہ آسانی سے عمران کی کارکردگی
کو چیک کر سکتا تھا۔ لیکن توصیف اور آغا دونوں ہی اس کی بلیک فورس
کے لئے نئے تھے۔ اس لئے ان کی چیکنگ مشکل تھی۔

"ایکسٹو" ——— چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز رسیور پر ابھری۔

"علی عمران بول رہا ہوں ساگالینڈ سے جناب" ——— عمران نے
جان بوجھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا تاکہ اگر بلیک فورس کا کوئی رکن کال چیک
بھی کر لے تو اُسے ایکسٹو کی اصل حیثیت کا علم نہ ہو سکے۔

"اوہ تم ——— تم وہاں کیا کر رہے ہو ——— کرنل فریدی اور کیپٹن حمید
یہاں بیگم رضا کا پتہ پوچھتے پھر رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے ایکسٹو

نے انتہائی سرد اور خشک لہجے میں کہا اور عمران اس کی بات سن کر بری
طرح چونک پڑا۔

"کیا مطلب ——— کیا کرنل فریدی اور کیپٹن حمید پاکیشیا میں ہیں" ——— ؟
عمران کے لئے واقعی یہ خبر نئی تھی۔

"ہاں ——— اس نے پہلے تمہاری آواز میں جوزف کو فون کیا۔ اس
سے اُسے معلوم ہو گیا کہ بیگم رضا کو جوانا کہیں چھوڑ نے گیا ہے۔ لیکن جوزف
نے اس کال کا مجھ سے ذکر نہ کیا ——— اس کے بعد کرنل فریدی اور کیپٹن
حمید بذاتِ خود رانا ہاؤس پہنچ گئے اور انہوں نے جوانا سے وہ پتہ
پوچھنا چاہا جہاں وہ بیگم رضا کو چھوڑ آیا تھا ——— لیکن جوانا نے انکار کر دیا۔
اس نے کہا کہ وہ مجھ سے یا تم سے خود بات کئے بغیر پتہ نہیں بتائے گا۔
اس کے بعد کرنل فریدی اور کیپٹن حمید واپس چلے گئے ——— جوانا نے
مجھے فون کیا تو میں نے اُسے منع کر دیا کہ وہ قطعاً یہ پتہ بھی نہ بتائے اور
رانا ہاؤس سے باہر بھی نہ جائے ——— اس کے بعد میں نے سیکرٹ
سروس کو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کی تلاش کا حکم دیا۔ لیکن باوجود شدید
تلاش کے وہ انہیں دستیاب نہ ہو سکے ——— اس دوران ایک اور
حیرت انگیز اطلاع ملی کہ رانا ہاؤس میں بیہوشی کی گیس پھیلا کر جوزف اور
جوانا کو بیہوش کر دیا گیا ہے اور جوانا کو اغوا کر کے کسی جگہ لے جایا گیا
جہاں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں موجود تھے ——— اور پھر انہوں
نے جبراً جوانا سے پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں پہلے
جوانا اور کیپٹن حمید آپس میں لڑے اور پھر کرنل فریدی اور جوانا کا مقابلہ
ہوا ——— لیکن پھر اچانک کرنل فریدی نے جوانا کو واپس جانے کی

اجازت دے دی بغیر پتہ پوچھے ——— اور جوانا وہاں سے نکل کر سیدھا رانا ہاؤس پہنچا اور اس نے مجھے اطلاع دی ——— میں نے سیکرٹ سروس کو اس عمارت پر چھاپہ مارنے کا حکم دیا تو عمارت خالی پڑی تھی اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں ہی ایک بار پھر غائب ہو چکے تھے۔ یوں سیکرٹ سروس دیوانہ وار انہیں تلاش کر رہی تھی اور پھر ان کا پتہ چل گیا ——— وہ دونوں ایئرپورٹ پر موجود تھے اور جب انہیں ٹریس کیا گیا تو وہ ایک چارٹرڈ طیارے سے واپس ساگا لینڈ پرواز کرنے والے تھے انہیں چوہان نے ٹریس کیا تھا اور پھر چوہان کے سامنے ہی وہ طیارے میں بیٹھ کر واپس ساگا لینڈ چلے گئے ——— چونکہ تمہارا فون نمبر بھی معلوم نہ تھا اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال پر رابطہ ہو سکا۔ اس لئے تمہیں اس کی اطلاع نہ دی جا سکی" ——— ایکسٹو نے پوری تفصیل سے تمام واقعات بتاتے ہوئے کہا۔

" میں ایک ضروری مشن میں مصروف تھا اس لئے میں نے ٹرانسمیٹر واچ اپنے جسم سے علیحدہ کی ہوئی تھی ——— بہرحال آپ نے جوانا سے اچھی طرح معلوم کیا ہے ——— ویسے تو وہ جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ لیکن کرنل فریدی اچانک اپنا ارادہ کیسے بدل سکتا ہے ——— وہ یقیناً وہاں بیگم رضا کو قتل کرنے گیا ہوگا۔ تاکہ فارمولا ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو سکے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ——— میں نے جوانا سے اچھی طرح تسلی کر لی ہے ——— وہ اپنی جان پر کھیل گیا ہے لیکن اس نے کچھ بتایا نہیں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" اوہ ——— آپ نے بیگم رضا کی خیریت معلوم کی ہے" ——— ؟ عمران نے فوراً ہی پوچھا۔

" ہاں ——— میں نے معلوم کی ہے۔ وہ بخیریت ہیں ——— وہ اور مادام دونوں اپنے محل میں موجود ہیں ——— پہلے میں نے معلوم کیا تو محل سے پتہ چلا کہ وہ دونوں اپنے سیکرٹری کے ساتھ کسی سے ملنے گئی ہوئی ہیں ——— محل والوں کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں گئی ہیں۔ اس پر میں پریشان ہو گیا۔ لیکن جب مجھے کرنل فریدی کی اس طرح واپسی کا علم ہوا تو میں نے دوبارہ مادام کو فون کیا۔ تب تک وہ واپس آ گئی تھیں اور پھر میری بیگم رضا اور مادام دونوں سے بات ہوئی ——— وہ بالکل بخیریت ہیں ——— ویسے میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو مادام کے محل میں بھجوا دیا ہے تاکہ آئندہ کے کسی ممکنہ حملے سے بچا جا سکے" ——— ایکسٹو نے جواب دیا اور بیگم رضا کے بخیریت ہونے کا سن کر عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار تو نمود ابھر آئے لیکن اس کا ذہن مسلسل اس نقطے پر گھوم رہا تھا کہ کرنل فریدی نے اچانک ارادہ کیسے بدل دیا۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جوانا لاکھ طاقت ور اور مارشل آرٹ کا ماہر سہی۔ لیکن وہ کرنل فریدی کے سامنے بہرحال زیادہ دیر نہ ٹھہر سکتا تھا اور کرنل فریدی اس طرح کا مقابلہ عام طور پر نہیں کیا کرتا۔ وہ یقیناً بے حد سنجیدہ ہوگا۔ اس لئے اس نے جوانا سے پتہ معلوم کرنے کے لئے اتنی تگ و دو کی لیکن پھر اچانک سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلا گیا ——— کیوں ——— ؟ اور اس کیوں کا جواب اسے نہ مل رہا تھا۔

" تم خاموش کیوں ہو گئے ہو عمران" ——— ؟ دوسری طرف سے ایکسٹو

نے پوچھا۔

"وہ کرنل فریدی جب کچھ کئے بغیر واپس چلا گیا ہے تو میں سوائے خاموش ہونے کے اور کیا کر سکتا ہوں ـــــ آپ جانتے تو ہیں کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے ـــــ اور یہ اطلاع بھی دے دوں کہ میں نے یہاں منگنی کر لی ہے اور میرے دو سسرالی رشتہ دار میرے متعلق چھان بین کرنے کے لئے شاید آپ کے پاس پہنچیں تو پلیز! انہیں مطمئن کر دینا ـــــ اور خاص طور پر جولیا اور تنویر تک انہیں پہنچنے نہ دینا ـــــ ورنہ وہ دونوں واقعی میری ایسی چھان بین کرائیں گے کہ میں باقی ساری عمر بین بجاتا ہی رہ جاؤں گا ـــــ گڈ بائی ـــ"

عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اس نے کوڈ ورڈز میں بلیک زیرو کو اطلاع دے دی تھی کہ مشن مکمل ہو گیا ہے اور دو آدمی اس کے لئے پاکیشیا پہنچ رہے ہیں اسے معلوم تھا کہ کال چیک کرنے والا آپریٹر یا کرنل فریدی خود اس مخصوص کوڈ کو نہ سمجھ سکے گا۔ وہ اسے عمران کا عام سا مذاق ہی سمجھے گا۔ لیکن بلیک زیرو سمجھ جائے گا۔

رسیور رکھ کر عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور اس پوائنٹ پر سوچنے لگا کہ آخر کرنل فریدی واپس کیوں چلا گیا۔ اور پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال ابھرا اور دوسرے لمحے وہ مطمئن انداز میں مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل فریدی کو اطلاع مل گئی ہوگی کہ عمران نے لیبارٹری سے اصل فارمولا اڑا لیا ہے۔ چنانچہ کرنل فریدی فوراً واپس پلٹا ہوگا اور یقیناً وہ اب عمران کو کسی بھوت کی طرح تلاش کر رہا ہوگا۔

"مجھے خود اس سے مل لینا چاہیئے ـــــ تاکہ وہ مطمئن ہو جائے اور اگر جوالا سے اسے لڑائی میں کوئی تشنگی باقی رہ گئی ہے تو پھر وہ مجھ سے لڑ کر اپنی تشنگی بجھا لے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر باہر چل پڑا۔

یہ عمارت ایک کمرشل عمارت کے گراؤنڈ فلور پر واقع تھی۔ اس لئے عمران بڑے اطمینان سے خفیہ راستے سے ہوتا ہوا اس جنرل سٹور کی دکان میں داخل ہوا جو اس پوائنٹ کو چھپانے کے لئے خاص طور پر بنائی گئی تھی۔ دکان کا عملہ آغا کا واقف تھا اس لئے عمران کو دیکھ کر انہوں نے سر ہلا دیا۔

عمران کاؤنٹر کے پیچھے سے نکل کر دکان میں موجود خریداروں میں شامل ہو گیا۔ وہ مختلف کاؤنٹرز پر رک کر اس طرح چیزیں دیکھ رہا تھا جیسے خریداری کرنے کے لئے آیا ہو۔ وہ دراصل اس لئے یہ سارا چکر کر رہا تھا تاکہ اگر اسے پہچان بھی لیا جائے تب بھی یہ دکان اور پوائنٹ کرنل فریدی کی نظروں سے محفوظ رہ سکے۔ ویسے اس کا میک اپ ایسا تھا کہ اسے یقین تھا کہ بلیک فورس والے اسے آسانی سے پہچان نہ سکیں گے اس لئے وہ مطمئن تھا۔

تھوڑی دیر دکان میں گھومنے کے بعد وہ اس طرح منہ بناتا ہوا دکان سے باہر آ گیا جیسے اسے دکان میں موجود کوئی چیز پسند نہ آئی ہو۔ عمارت سے نکل کر وہ پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اچانک ایک لمبا تڑنگا آدمی تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب پہنچا اور عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ وہ بلیک فورس کا نمبر الیون ہے۔

" عمران صاحب! ۔۔۔۔ ہم آپ کو ہی تلاش کر رہے تھے ۔۔۔۔ ھارڈاسٹون آپ سے ملنا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ نمبر الیون نے قریب آکر عام سے لہجے میں کہا۔

" اس عمارت میں کوئی آپٹیکل شاپ تو ضرور ہوگی" ۔۔۔ عمران نے مڑ کر بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" آپٹیکل شاپ ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ ؟ نمبر الیون نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" مطلب یہ ہے کہ آپ وہاں جائیں اور اپنی نظر ٹسٹ کرا کر عینک لگوائیں ۔۔۔ میں اس وقت تک آپ کا یہاں انتظار کروں گا ۔۔۔ اس کے بعد مجھے بتائیں کہ کیا اب جنگجو نرم و نازک نظر آنے لگا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" جنگجو ۔۔۔ نرم و نازک" ۔۔۔۔ ؟ نمبر الیون نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اچھا عینک لگنے سے پہلے اس کی بھی وضاحت کرنی پڑے گی ۔۔۔ بھائی! ۔۔۔ میرا نام جنگجو ہے ۔۔۔ اور جنگجو بڑا جنگجو قسم کا ہی نام ہے۔ عمران جیسا نرم و نازک سا نام نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور نمبر الیون اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ! ۔۔۔ تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ عمران نہیں ہیں ۔۔۔ تو عمران صاحب! ۔۔۔ آپ جنگجو بننے سے پہلے اپنا میک اپ تبدیل کر لیتے تو شاید آپ واقعی جنگجو بن جاتے ۔۔۔ ڈاکٹر جوشی نے بڑی تفصیل سے آپ کا حلیہ بتایا تھا ۔۔۔ اور پھر ھارڈاسٹون نے یہی حلیہ ہمیں بتا کر

آپ کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے" ۔۔۔۔ نمبر الیون نے ہنستے ہوئے کہا اور اس بار واقعی عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ اسے یقیناً یہ حماقت ہوئی تھی کہ وہ ابھی تک اسی ۔۔۔ میک اپ میں تھا جس میک اپ میں وہ توصیف کے ساتھ ڈاکٹر جوشی کی لیبارٹری میں گیا تھا۔ اس نے صرف لباس ہی بدلا تھا۔

عمران کو واقعی اس بات کا خیال نہ آیا تھا کہ ڈاکٹر جوشی اس کا حلیہ تفصیل سے بتا دے گا ۔۔۔ اور اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ توصیف بھی پکڑا جا چکا ہو گا۔ کیونکہ توصیف بھی اسی میک اپ میں تھا اور ظاہر ہے ڈاکٹر جوشی نے توصیف کا حلیہ بھی کرنل فریدی کو تفصیل سے بتا دیا ہو گا اور پھر توصیف کو بھی بلیک فورس کے ارکان نے کرنل فریدی کے حکم پر ٹریس کر لیا ہو گا۔

بس اب ایک ہی ترپ کا پتہ باقی رہ گیا تھا اور وہ تھا آغا ۔۔۔ ورنہ تو اس بار عمران کو واقعی اپنی حماقت پر خودکشی کا فیصلہ کرنا پڑ جاتا کہ جس قدر محنت اور کوشش سے اس نے فارمولا حاصل کیا تھا وہ اتنی آسانی سے واپس کرنل فریدی کے پاس پہنچ گیا ۔۔۔ اب چونکہ وہ خود کرنل فریدی سے ملنے کے لئے نکلا تھا اس لئے اس نے مزید اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

" چلو آپٹیکل شاپ نہ سہی نمبر الیون صاحب! ۔۔۔ ناخن شاپ تو ہو گی یہاں" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور نمبر الیون کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

" ناخن شاپ! ۔۔۔ یہ کیسی شاپ ہوتی ۔۔۔ ؟ اور آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا" ۔۔۔۔ ؟ نمبر الیون نے حیران ہو کر پوچھا۔

کسی کو بتانا نہیں —— میرا لکی نمبر الیون ہی ہے اس لئے مجھے اپنے لکی نمبر کی خوشبو بڑی دُور سے آجاتی ہے —— اور باقی رہی ناخن شاپ تو بھائی اب مجھے عقل کے لئے ناخن خریدنے ہی پڑیں گے —— تمہارا ملک بنیوں اور کنجوسوں کا ملک ہے —— یہاں تم یہ تو کہنے سے رہے کہ عمران صاحب! —— عقل کے ناخن لو —— اس لئے مجبوری ہے —— ویسے میں جا بھی اسی سخت پتھر کی طرف ہی رہا تھا —— میں نے سُنا ہے کہ ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے چشمے سخت پتھروں سے ہی پھوٹتے ہیں اس لئے گڈ بائی "۔ عمران نے هارڈ اسٹون کے نام کا ترجمہ کرتے ہوئے بات کی تھی اور نمبر الیون اس کی بات سُن کر بے اختیار ہنس پڑا اور عمران مڑ کر پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی ہاتھ میں ایک سائنسی میگزین پکڑے بڑے اطمینان سے بیٹھا اس کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے بلیک کافی کی پیالی پڑی تھی اور دوسرے ہاتھ میں اس کا مخصوص سگار پکڑا ہوا تھا وہ پوری طرح مطمئن نظر آرہا تھا جب کہ سامنے بیٹھا کیپٹن حمید اس طرح بُرے بُرے منہ بنا رہا تھا جیسے کسی نے زبردستی اس کا منہ کونین کی گولیوں سے بھر دیا ہو اور وہ انہیں چبانے پر مجبور ہو۔

" جب آپ کو معلوم ہوگیا ہے کہ وہ آدمی فارمولا لے کر پاکیشیا جارہا ہے تو آپ نے اُسے روکا کیوں نہیں —— اس سے فارمولا واپس کیوں حاصل نہیں کیا "—— ؟ جب کیپٹن حمید سے نہ رہا گیا تو وہ پھٹ ہی پڑا۔ کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کرنل فریدی کو اطلاع ملی تھی کہ ڈاکٹر جوشی نے عمران کے ساتھی ٹیپو سلطان کا جو حلیہ بتایا تھا اس حلیے کا آدمی ایئرپورٹ پر موجود ہے اور پاکیشیا جانے والی فلائٹ پر سوار ہونا چاہتا ہے۔ اس پر کرنل فریدی

نے صرف اتنا ہی کہہ دیا کہ ٹھیک ہے اُسے جانے دیا جاتے —— روکنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ اور فون رکھ دیا۔

"یار حمید! —— مروت بھی تو دنیا میں کوئی چیز ہوتی ہے —— عمران نے میری جان بچائی ہے —— اب میں اتنا بھی احسان فراموش نہیں ہوں کہ اس کا اتنا بڑا احسان اتارنے کا مجھے موقع ملے اور میں اسے نہ اتاروں"۔ —— کرنل فریدی نے سائنس میگزین سے نظریں ہٹائے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو آپ ملک کا یہ قیمتی فارمولا اس طرح جانتے بوجھتے پاکیشیا کے حوالے کر کے احسان اتار رہے ہیں —— وہ آپ کی اصول پسندی —— وہ ملکی مفادات کے لئے کسی کی پرواہ نہ کرنا —— وہ ساری باتیں کیا ڈرامہ ہوتی ہیں" —— کیپٹن حمید نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یار! —— کیوں مادام تاؤ کی طرح بیٹھے تاؤ کھا رہے ہو —— پسند تو نہیں آگئی مادام تاؤ —— لیکن وہ تو عمران پر فریفتہ ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا —— باقی رہا فارمولا! —— تو میں نے سوچا ہے کہ ہم آخر کب تک دوسروں کے فارمولے اڑا کر کام چلاتے رہیں گے —— کیوں نہ اپنا فارمولا خود بنا لیں —— اسی لئے تو گھنٹہ بھر سے سائنس میگزین لئے بیٹھا پڑھ رہا ہوں" —— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اس بیچاری بیگم رضا کا کیا قصور تھا —— آپ نے خوامخواہ اُسے گولی ماردی" —— حمید نے انتہائی جھلاتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں نے اُسے گولی ماردی ہے —— تم جانتے تو ہو کہ میں عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا کرتا" —— کرنل فریدی نے جواب دیا۔ اور کیپٹن حمید، کرنل فریدی کی بات سُن کر اس بُری طرح اچھلا

جیسے کرسی کی سیٹ میں اچانک کیل اُبھر آتے ہوں۔

"کک —— کک —— کیا مطلب! —— آپ اس پروفیسر کی کوٹھی کے اندر تو گئے تھے —— کیا واقعی آپ نے اُسے گولی نہیں ماری —— میں تو اب تک یہی سمجھ رہا تھا —— اوہ! اس کا مطلب ہے کہ اب آپ ساگا لینڈ سے غداری پر تُل گئے ہیں —— مجھے پرائم منسٹر صاحب سے بات کرنی پڑے گی" —— کیپٹن حمید نے جذبات سے تپے ہوتے لہجے میں کہا۔

"ابھی تم ریوالور نکالو گے اور مجھے غدار قرار دیتے ہوئے ہینڈز اَپ کرا دو گے —— اور پھر مجھ جیسا غدار گرفتار کرنے پر تمہیں میڈل ملے گا۔ لیکن کیپٹن حمید صاحب! —— اس میڈل سے تو تم اپنی کسی دوست کو ایک پیالی چائے بھی نہ پلا سکو گے —— اس لئے تم ان چکروں کو چھوڑو مجھ سے پیسے لو اور جا کر اپنی نئی دوست لوسیا کو ایک شاندار دعوت دو۔ شائد اس بار تمہاری بات بن جائے" —— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب آپ مجھے رشوت دینا چاہتے ہیں۔ لیکن" —— کیپٹن حمید اور زیادہ چڑ گیا۔

"لیکن میں تھوڑی رشوت پر گذارہ نہیں کر سکتا —— بڑی رشوت ہونی چاہیئے" —— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کوئی جواب دیتا، باہر کار رُکنے کی آواز سنائی دی۔

"شائد وہ میرا محسن علی عمران آگیا ہے —— یار! تم سے تو وہی اچھا ہے۔ کم از کم اس نے جان تو بچائی ہے —— تم تو مجھے غدار بنا کر گرفتار کرنے پر تلے ہوتے ہو" —— کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ——— اخاہ جناب کپتان صاحب بھی تشریف کوسٹینڈ کئے ہوتے ہیں ——— لیکن کپتان صاحب کا چہرہ بتارہا ہے کہ وہ میچ ہار چکے ہیں ——— کیوں کپتان صاحب! ——— ویسے ہار جیت تو بہرحال گیم کا حصہ ہوتی ہے" ——— عمران نے ڈرائینگ رُوم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ مجھے غدار قرار دے کر گرفتار کرنا چاہتا ہے ——— کیونکہ میں نے تمہارے آدمی کو جو فارمولا لے کر پاکیشیا جارہا تھا نہیں روکا ——— اور بیگم رضا کو باوجود اس تک پہنچ جانے کے قتل نہیں کیا" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ——— پھر تو میں بڑے موقع پر پہنچا ہوں ——— آپ فوراً پاکیشیا سے سیاسی پناہ کی درخواست کردیں ——— اور میں پاکیشیا کا نمائندہ آپ کی درخواست کو ابھی منظور کر لیتا ہوں ——— کیا خیال ہے۔ وہاں پاکیشیا میں اکٹھے بیٹھ کر قوالیاں کیا کریں گے" ——— عمران نے جواب دیا۔ لیکن کرنل فریدی کی بات سن کر اس کا اپنا ذہن بھک سے اُڑ گیا تھا۔ کرنل فریدی نے یقیناً توصیف کی بات کی تھی اور اس نے معلوم ہو جانے کے باوجود بھی توصیف کو نہ روکا تھا اور بیگم رضا تک پہنچنے کے باوجود اُسے قتل نہ کیا تھا۔ یہ واقعی حیرت انگیز بات تھی اور اتنی حیرت انگیز کہ عمران جیسے آدمی کی کھوپڑی کا فیوز بھی اُڑ گیا تھا۔

"ابھی مجھے تنخواہ مل جاتی ہے ——— ابھی میں تمہارے جیسا مفلس نہیں ہوا کہ تالیاں بجا کر پیٹ بھر دں ——— اس لئے تم اطمینان سے بیٹھو ——— اور کیپٹن حمید! ——— ذرا ملازم کو کہو کہ عمران کے لئے بلیک کافی

بنا کر لے آئے اور ذرا سٹرانگ سی ——— کیونکہ ابھی عمران کو واقعی اس کی ضرورت پڑے گی" ——— کرنل فریدی نے بڑے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"میرے پاس پہلے ہی بہت سے بلیک اکٹھے ہو گئے ہیں اس لئے مجھے بلیک کافی کچھ نہیں کہتی" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کا ذہن واقعی مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا۔ بات اس کے حلق سے نہ اُتر رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ایسی ہے جس کی وجہ سے کرنل فریدی اس قدر مطمئن ہے۔ لیکن گڑبڑ کیا ہو سکتی ہے ——— ؟ فلم اس نے خود چیک کی ہے وہ درست ہے ——— پھر آخر کیا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔

کیپٹن حمید پیر پٹختا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔

"آپ کو اس جوانا سے لڑنے کی کیا ضرورت تھی ——— مجھ سے بیگم رضا کا پتہ پوچھ لینا تھا ——— بیوہ سے شادی کرنا تو عین کارِ ثواب ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ کیا بات ہوئی کہ تم اپنے لئے تو مادام تاؤ جیسی نوجوان ——— امیر اور سائنسدان بیوی منتخب کرو ——— اور مجھے نیکی کرنے کا سبق پڑھاؤ۔ تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارا دین یہی کہتا ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو۔ دوسروں کے لئے بھی وہی پسند کرو" ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اب یہ بات تو طے ہو گئی تھی کہ کرنل فریدی واقعی بیگم رضا کو تلاش کرتا ہوا مادام تاؤ کے محل تک پہنچ گیا تھا۔ لیکن کیسے ——— ؟ جوانا جھوٹ نہیں بول سکتا

جب وہ کہتا ہے کہ اس نے پتہ نہیں بتایا تو کرنل فریدی کو مادام تاؤ کا پتہ کیسے مل گیا۔

"چلیئے ——— اگر آپ کو تاؤ پسند ہے تو پھر بھاؤ تاؤ کیا کرنا ——— آپ ویسے ہی لے لیں" ——— عمران نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ویسے ایک بات بتاؤ عمران! ——— تم ڈاکٹر جوشی کی لیبارٹری تک کیسے پہنچ گئے ——— ؟ میرا تو خیال تھا کہ تم میری نفسیات کے تحت اس فارمولے کو بس کوٹھی تک ہی تلاش کرتے رہو گے ——— اس لئے میں نے جان بوجھ کر اسے ڈاکٹر جوشی کی لیبارٹری میں رکھوا دیا تھا" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"بس ایک ماہر نفسیات سے اچانک ملاقات ہو گئی ——— اس نے مجھے بتایا کہ آجکل کرنل فریدی کی نفسیات گڑبڑ ہو گئی ہے" ——— عمران نے کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"بہر حال تم نے جس انداز میں وہ فارمولا حاصل کیا ہے اور جس طرح تم اندر پہنچے ——— اور تم نے اس سیف کو کھلوانے کی جو ترکیب استعمال کی۔ مجھے ڈاکٹر جوشی نے اس کی تفصیل بتا دی ہے ——— حقیقت یہ ہے کہ تم نے میرے تصور سے بڑھ کر ذہانت سے کام لیا ہے" ——— کرنل فریدی نے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ! ——— اسی لئے تو میں نے ڈاکٹر جوشی کو زندہ چھوڑ دیا تھا کہ اتنی محنت کا کچھ کریڈٹ تو ملے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"لیکن شاید فارمولا حاصل کرنے کے بعد تم خاصے مطمئن ہو گئے تھے۔

اس لئے تم نے اپنا اور اس آدمی کو جو میرے خیال میں توصیف ہو گا وہ میک اپ ہی تبدیل نہیں کیا جس میں تم دونوں نے ڈاکٹر جوشی کی لیبارٹری پر چھاپہ مارا تھا" ——— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ میک اپ دراصل مجھے پسند آگیا تھا۔ کیونکہ ساگا لینڈ کی لڑکیاں قدم قدم پر ڈھیر ہوتی جا رہی تھیں ——— اس لئے میں نے سوچا کہ چلو اسی میک اپ کے بہانے ہی ساگا لینڈ میرا سسرال بن سکتا ہے تو کیا حرج ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

اسی لمحے ملازم نے اندر آکر بلیک کافی کی پیالی عمران کے سامنے رکھی اور پھر واپس چلا گیا۔

"ارے ہاں! ——— بلیک زیرو کو کال کرتے وقت تم نے اپنی منگنی کی خوشخبری سنائی تھی ——— کیا واقعی کوئی پسند آگئی ہے" ——— کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر بڑی پُراسراری مسکراہٹ تھی۔

"مجھے تو کیپٹن حمید کی طرح ساری ہی پسند آجاتی ہیں ——— مسئلہ تو میرے پسند آنے کا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا یہ تو بتاؤ کہ توصیف کے علاوہ تم نے فارمولے کی نقل دے کر اور کس کو بھیجا ہے ——— تم نے دو آدمیوں کے بھیجنے کا ذکر کیا تھا کال میں" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"اناللہ وانا الیہ راجعون ——— اس کا مطلب ہے کہ اب واقعی مجھے قوالیاں کرنی پڑیں گی" ——— عمران نے کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے وہ کیوں ——؟ کیا ہو گیا" —— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جب آپ کو ہر بات کا پتہ یہاں بیٹھے بیٹھے چل جاتا ہے تو پھر اب عمران کو قوالیاں ہی کرنی ہوں گی —— اور تو پیٹ پالنے کا کوئی ذریعہ نہیں رہ گیا" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"کمال ہے —— فارمولا تم لے گئے —— بیگم رضا بھی تمہارے پاس ہے اور پھر بھی تم اتنے مایوس ہو رہے ہو —— تمہیں تو یقیناً اس شاندار کارنامے پر خاصا بڑا انعام بونس میں ملنا چاہیے" —— کرنل فریدی نے کہا۔

"کرنل صاحب ! —— بس اب مزید مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ میں بڑا کمزور اعصاب کا آدمی ہوں —— پہلے تو یہ بتائیں کہ جوانا سے آپ نے پتہ کیسے پوچھا۔ جب کہ جوانا کا کہنا ہے کہ اس نے پتہ نہیں بتایا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ جوانا جھوٹ نہیں بولتا" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایک بات ہے عمران ! —— تمہارا آدمی جوانا ہے خوب —— خاصا جاندار آدمی ہے اور مارشل آرٹ میں بھی اچھی مہارت رکھتا ہے —— لیکن اسے ابھی مزید ٹریننگ کی ضرورت ہے" —— کرنل فریدی نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ سے لڑنے کے لئے تو مجھے بھی ٹریننگ کی مزید ضرورت کا احساس ہو رہا ہے —— آپ جوانا کی بات کر رہے ہیں۔ اس بیچارے کی آپ

کے سامنے بھلا کیا حیثیت ہو سکتی ہے —— لیکن چکر کیا ہے۔ کیا واقعی اس نے آپ کو پتہ بتا دیا تھا اور ہم سے جھوٹ بول رہا ہے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں —— میں بتاتا ہوں کہ اصل بات کیا ہوئی" —— کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح زپ کر اس میں پھنسنے کے بعد اس داؤ کے عروج پر لاشعوری طور پر اس کے منہ سے الفاظ نکل گئے تھے جس کا اسے بھی شعوری احساس نہ تھا اور عمران بے اختیار سر ہلانے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ واقعی ایسا ہونا ممکن ہے۔

"پھر آپ فارمولا غائب ہونے کا سن کر واپس دوڑ آئے" —— عمران نے کہا۔

"نہیں —— مجھے یہاں واپس آنے تک فارمولے کے غائب ہونے کا علم نہ تھا —— اور اگر ایک اتفاق نہ ہو جاتا تو یقیناً تم مجھے واضح شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تھے —— میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم اس لیبارٹری تک پہنچ جاؤ گے —— اور اگر کسی طرح پہنچ بھی جاؤ گے تو اس سیف سے فارمولا حاصل کرنا قطعاً ناممکن تھا —— لیکن تم نے واقعی اپنی ذہانت سے ایک ناممکن کو ممکن بنا دیا —— لیکن اتفاقاً مجھے معلوم ہو گیا کہ جس فارمولے کے لئے یہ ساری تگ و دو ہو رہی ہے وہ بنیادی طور پر ہی غلط ہے —— اس لئے ظاہر ہے انجام ٹائیں ٹائیں فش ہی ہونا تھا" کرنل فریدی نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"فارمولا بنیادی طور پر غلط ہے —— اوہ ! پھر تو واقعی ٹائیں ٹائیں کرنے والی مچھلی ہی حصے میں آئی تھی" —— عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے

فش کا ترجمہ کر دیا۔ وہ چونکہ فارمولا خود دیکھ چکا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ فارمولا درست ہے اور اگر کسی وجہ سے کرنل فریدی کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ فارمولا غلط ہے تو یہ بات اس کے حق میں جاتی تھی۔ اب کرنل فریدی اس فارمولے کو غلط ہی سمجھتا رہے گا اور پاکیشیا ری باٹٹ بم تیار کر لے گا اس لئے وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

" تمہاری مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ تمہیں یقین نہیں آیا ——— لیکن میں جانتا ہوں کہ ابھی تمہیں بھی یقین آ جائے گا ——— تم سائنسدان سرپاشا کو جانتے ہو۔ تمہارے ہی ملک کا سائنسدان ہے " ——— کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سرپاشا ! ——— ہاں جانتا ہوں ——— وہ تو بہت بوڑھے ہیں ۔ اور ریٹائر ہو چکے ہیں ——— آصف نگر میں رہتے ہیں وہ ——— کیوں، ان کا کیا تعلق آ گیا اس معاملے میں " ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" مادام تاؤ اور بیگم رضا دونوں ان کی شاگرد رہی ہیں بارڈنگ یونیورسٹی میں ——— اور وہ بوڑھے ضرور ہو گئے ہیں لیکن ان کا ذہن ابھی صحیح کام کرتا ہے ——— بہرحال ہوا یہ کہ جب جرانا سے مجھے مادام تاؤ اور قصبہ شان کا پتہ چلا تو میں کیپٹن حمید کو ساتھ لے کر قصبہ شان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا ——— لیکن ایک چوک پر ایک سُرخ رنگ کی کار نے مجھے کراس کیا اور اس کار کے اندر بیٹھی ہوئی بیگم رضا کو میں نے پہچان لیا۔ چونکہ میرا ٹارگٹ بیگم رضا تھا اس لئے بیگم رضا کو دیکھتے ہی میں اس کے تعاقب میں ہو لیا ——— بیگم رضا والی کار آصف نگر میں گئی اور پھر ایک کوٹھی میں چلی گئی جس پر پروفیسر سرپاشا کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی ۔۔ میں

یم رضا کو ختم کرنے کے لئے کیپٹن حمید کو باہر چھوڑ کر کوٹھی کے عقبی حصے ے اندر گیا اور پھر میں اس کمرے تک آسانی سے پہنچ گیا جہاں بیگم رضا در اس کی ساتھی نوجوان عورت اور وہ بوڑھا پروفیسر موجود تھا وہاں ہاکر مجھے معلوم ہوا کہ ساتھی عورت مادام تاؤ ہے ——— اور پھر ان کے رمیان گفتگو اسی ری باٹٹ فارمولے کے متعلق شروع ہوئی تو میں چونک ڑا ——— میرے پاس لانگ رینج ٹیپ ریکارڈر تھا۔ میں نے ان کی فتگو اس خیال سے ٹیپ کرنا شروع کر دی کہ بیگم رضا کے قتل کے بعد گفتگو میرے ملک کے سائنسدانوں کے اس ری باٹٹ بم بنانے میں کام دے گی ——— لیکن وہیں ان کی ڈسکشن سے یہ بات بھی سامنے آ گئی کہ فارمولا بنیادی طور پر غلط ہے ——— گو میں بھی سائنس میں اچھا خاصا درک رکھتا ہوں لیکن بہرحال جراثیموں والی سائنس پر میں نے کام نہیں کیا تھا۔ اس لئے ان کی گفتگو میں استعمال ہونے والی مخصوص اصطلاحات میری سمجھ میں نہ آئیں ——— بہرحال یہ پتہ چل گیا کہ واقعی فارمولا بنیادی طور پر غلط ہے اور بیگم رضا نے بھی اسے تسلیم کر لیا ——— چنانچہ میں بیگم رضا کو قتل کئے بغیر واپس آ گیا۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت نہ رہ گئی تھی ——— یہاں پہنچتے ہی مجھے فارمولا غائب ہونے کی اطلاع ملی تو میں ڈاکٹر جوشی سے ملا۔ مجھے ظاہر ہے اب فارمولے کی فکر تو نہیں رہی تھی۔ لیکن میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ الیکٹرو کارڈ سیف آخر کیسے کھُل گیا۔ پھر ڈاکٹر جوشی نے تمہارے متعلق جو تفصیل بتائی اور تمہاری گفتگو سنائی تو میں سمجھ گیا کہ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے فارمولا اڑا لیا ہے۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر جوشی کو یہ ٹیپ سُنا کر اس سے گفتگو کی۔ کیونکہ ڈاکٹر

جوشی جراثیموں کی سائنس پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ٹیپ سُن کر اس نے بھی تصدیق کر دی کہ واقعی یہ فارمولا بنیادی طور پر غلط ہے۔ چنانچہ میں مطمئن ہو گیا۔ اس لئے میں نے توصیف کو بھی نہ روکا اور میں تم سے بھی ملنا چاہتا تھا تاکہ تمہیں بھی اصل بات بتا دوں"۔۔۔ کرنل فریدی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ ہے چکر۔۔۔ اس بیگم رضا نے خوامخواہ ہم دو بہترین دوستوں کو دشمن بنا دیا تھا۔۔۔ واقعی ان عورتوں کی عقل گھٹنوں میں ہوتی ہے اور بن جاتی ہیں سائنسدان۔۔۔ اوکے۔۔۔ اب تو واقعی مجھے بلیک کافی کی ایک اور پیالی پینی پڑے گی"۔۔۔ عمران نے بڑے مایوس سے لہجے میں کہا اور کرنل فریدی ہنس پڑا۔ اس نے گھنٹی بجا کر ملازم کو طلب کیا اور اُسے دو پیالیاں بلیک کافی کی اور لانے کے لئے کہا۔

"وہ ٹیپ تو آپ کے پاس ہو گی۔۔۔ مجھے بطور ثبوت دے دیجئے تاکہ میں اس بیگم رضا کے منہ پر جا کر ماروں اسے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں خاصا غصہ تھا۔

"ارے ارے اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔۔۔ وہ تو تمہیں توصیف کی طرح اپنا بیٹا سمجھتی ہے۔۔۔ اور شائد تمہارے جاتے ہی مادام تاؤ کی ساس بننے کا پروگرام بھی طے پا جاتے"۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور جیب سے ایک ٹیپ نکال کر سامنے میز پر رکھ دی۔

"ارے توبہ کیجئے کرنل صاحب! وہ بھی سائنسدان ہے۔ دس بارہ سالوں بعد پتہ چلے کہ اس کا شادی کا فارمولا ہی بنیادی طور پر غلط ہے تو پھر۔۔۔

میری تو قبر کیڑوں سے بھر جائے گی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر کہو تو میں ٹیپ سنوا دوں"۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی اب آپ زخموں پر کالا نمک بھی ساتھ چھڑکیں گے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ تم سُن ہی لو تو بہتر ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اُٹھ کر ایک کونے میں پڑا ہوا ٹیپ ریکارڈ اٹھا کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔ اور میز پر پڑی ہوئی ٹیپ اٹھا کر اس میں فٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

ٹیپ ریکارڈر سے سر پاشا، مادام تاؤ اور بیگم رضا کی گفتگو بلند ہوئی۔ کرنل فریدی بڑے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک خدشہ بہرحال موجود تھا اور اسی لئے وہ عمران کو یہ ٹیپ سنا کر اس کے ردعمل کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ کرنل فریدی کو معلوم تھا کہ عمران سائنس کی اس مخصوص لائن میں بھی خاصا درک رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ وہی تھا جس نے بہرحال پی۔ ٹو جراثیموں کا توڑ اس قدر جلد دریافت کر لیا تھا۔ حالانکہ دنیا بھر کے سائنسدان اس کا توڑ معلوم نہ کر سکے تھے۔ حالانکہ ڈاکٹر جوشی سے وہ تفصیلی گفتگو کر کے مطمئن ہو چکا تھا کہ فارمولا واقعی بنیادی طور پر غلط ہے لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں یہ خدشہ بہرحال موجود تھا کہ کہیں عمران اس کی غلطی نہ دُور کر لے۔ یا پھر ہو سکتا ہے کہ سر پاشا ہی غلط سمجھ رہا ہوں۔ فارمولا درست ہو۔

عمران خاموشی سے بیٹھا سر پاشا کی گفتگو سُن رہا تھا اور پھر جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھتی جا رہی تھی عمران کا منہ بنتا جا رہا تھا جیسے واقعی اُسے یہ گفتگو سن کر بیحد مایوسی ہو رہی ہو۔ گو کرنل فریدی جانتا تھا کہ عمران دنیا کا سب سے

بڑا اداکار ہے لیکن پھر بھی کم از کم کرنل فریدی اصل اور نقل میں فرق کی تمیز رکھتا تھا۔ اور پھر جب گفتگو ختم ہوئی تو کرنل فریدی نے ٹیپ آف کر دیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"ٹھیک ہے کرنل صاحب!۔۔۔ یہ تو واقعی ٹائیں ٹائیں فش والا معاملہ ہی ہو گیا ہے۔ ویسے شاید ہماری دشمنی اللہ میاں کو پسند نہیں آتی۔ جب بھی ہم دونوں ٹکراتے ہیں اللہ میاں درمیان سے وہ مسئلہ ہی ختم کر دیتا ہے اور ہمیں سا پھر ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا پڑتا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی مطمئن انداز میں ہنس پڑا۔ اب اسے مکمل طور پر اطمینان ہو گیا تھا کہ فارمولا واقعی غلط ہے۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے۔ ہر بار نتیجہ یہی نکلتا ہے"۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے ریکارڈر سے ٹیپ نکالی اور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ میری طرف سے تجدید دوستی کے تحفے کے طور پر رکھ لو"۔۔۔ کرنل فریدی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"شکریہ!۔۔۔ لیکن ایسا مایوسانہ تحفہ میری ہی قسمت میں رہ گیا تھا۔ او کے اب مجھے اجازت دیجئے۔۔۔ مجھے جا کر سلیمان کو چیک کرنا پڑیگا۔ نجانے اس نے میری عدم موجودگی میں کتنی بار حریرہ مقوی دماغ اور حریرہ مقوی اعصاب بنا کر کھایا ہوگا"۔۔۔ عمران نے ٹیپ جیب میں ڈال کر اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں عمران سے مصافحہ کیا اور عمران بڑے مایوسانہ انداز میں مڑ کر قدم بڑھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ واقعی اس بار خوامخواہ کی بھاگ دوڑ ہی ہوتی رہی۔۔۔ حاصل وصول کچھ ہوا ہی نہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے۔۔۔ پہلے تو مجھے سرپاشا اور بیگم ضیا دونوں پر بڑا غصہ آیا تھا کہ انہوں نے مجھے کرنل فریدی کے سامنے پسپائی پر مجبور کر دیا۔۔۔ لیکن ٹیپ سننے کے بعد میں سرپاشا کا مشکور ہوں کہ اس نے ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران تھوڑی دیر پہلے ہی ساگا لینڈ سے واپس پہنچا تھا اور اس کے آتے ہی بلیک زیرو نے اُسے بتا دیا تھا کہ فارمولے کی دونوں فلمیں جو کہ آغا اور توصیف کے ذریعے بھیجی تھیں بحفاظت اس تک پہنچ چکی ہیں اس پر عمران نے اُسے کرنل فریدی سے ہونے والی تمام گفتگو سنا دی اور

بلیک زیرو جو فارمولا مل جانے پر بے حد خوش نظر آ رہا تھا ـــــ عمران کی باتیں سن کر اس کا چہرہ بھی مایوسی سے لٹک گیا تھا۔ لیکن عمران کی بات سن کر وہ چونک پڑا۔

"کیا مطلب! ـــ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں" ـــــ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جو تمہاری حالت ہوئی ہے ـــ وہی میری بھی ہوئی تھی کرنل فریدی کی باتیں سن کر ـــ لیکن میں اس سے پہلے فارمولے کی پوری فلم بھی دیکھ چکا تھا اس لئے بات میری سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ فارمولا بنیادی طور پر کیسے غلط ہے ـــ لیکن پھر سر پاشا اور بیگم رضا کی گفتگو والی ٹیپ سن کر مجھے ساری بات خود ہی سمجھ آ گئی ـــ دراصل یہ چکر ہی اور چلا ہے ـــ سر پاشا اپنی جگہ پر درست تھے۔ لیکن جس بنیادی غلطی کی نشاندہی انہوں نے کی ہے اور جسے بیگم رضا نے بھی تسلیم کر لیا ہے ـــ وہ غلطی اب غلطی نہیں رہی ـــ فارمولا بالکل درست ہے ـــ دراصل پروفیسر سر پاشا اب خاصے بوڑھے ہو چکے ہیں اور اب وہ یقیناً مطالعے وغیرہ سے بھی ریٹائر ہو چکے ہیں۔ لیکن سائنس بہت آگے بڑھ چکی ہے ـــ جس غلطی کی انہوں نے نشاندہی کی ہے وہ واقعی آج سے چند سال پہلے غلطی تھی ـــ لیکن اب جدید ریسرچ کے مطابق وہ غلطی اب غلطی نہیں رہی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن مادام تاؤ اور بیگم رضا تو ابھی بوڑھی نہیں ہیں ـــ اور پھر وہ ڈاکٹر جوشی! ـــ وہ تو لازماً اس جدید ریسرچ سے واقف ہو گا۔"

بلیک زیرو نے حجت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ـــ ہونا تو چاہیئے ـــ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ڈاکٹر جوشی ذہنی طور پر اس کیٹگری کا آدمی ہی نہیں ہے۔ جتنا کرنل فریدی اسے سمجھ رہا ہے۔ میں ڈاکٹر جوشی سے مل چکا ہوں ـــ باقی رہا مادام تاؤ اور بیگم رضا والا مسئلہ ـــ تو وہ دونوں بھی اپنی لیبارٹریز تک ہی محدود ہیں ـــ بیگم رضا نے جو فارمولا تیار کیا ہے۔ وہی فارمولا بتا رہا ہے کہ اس کا جدید ترین ریسرچ پر مطالعہ نہیں رہا۔ ورنہ وہ ظاہر ہے اول تو فارمولے میں ہی غلطی نہ کرتی ـــ اور اگر کر بھی لیتی تو وہ لازماً گفتگو کے دوران سر پاشا سے ضرور اس کا ذکر کرتی ـــ بس یہ بری عادت تو مجھ میں ہے کہ میں خوامخواہ جدید ترین ریسرچ پر دنیا بھر کے میگزین خریدتا رہتا ہوں اور پریشان رہتا ہوں ـــ حالانکہ سیکرٹ سروس مجھے ایک رسالے کا خرچہ بھی نہیں دیتی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اوہ ـــ اوہ ـــ عمران صاحب! ـــ کیا واقعی فارمولا درست ہے" ـــ بلیک زیرو کی آواز مسرت سے کپکپا رہی تھی۔

"بالکل ـــ سو فیصد درست ہے ـــ جو غلطی بتائی جا رہی ہے وہ کور ہو سکتی ہے۔ اس سے فارمولے پر کوئی بنیادی اثر نہیں پڑتا۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پھر تو واقعی سر پاشا نے بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے ـــ اب کرنل فریدی سوچ بھی نہ سکے گا کہ فارمولا درست ہے۔ اور اب پاکیشیا

رتی بائٹ بم تیار کر کے دنیا بھر کے دفاعی ہتھیاروں میں انقلاب برپا کر دے گا" ـــــ بلیک زیرو نے چہکتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی نے آخری لمحات میں کوشش کی تھی کہ مجھے ٹیپ سنوا کر میرے چہرے کے ردعمل سے معلوم کرے کہ کیا واقعی فارمولا غلط ہے یا نہیں ـــــ کیونکہ بہرحال یہ خدشہ تو اس کے ذہن میں بھی ہوگا۔ لیکن اداکاری میں آخر میں سوپر فیاض کا شاگرد ہوں ـــــ اس قدر شاندار اداکاری کرتا ہے وہ اپنی بیگم کے سامنے کہ وہ آج تک سوپر فیاض کو دنیا کا شریف ترین انسان ہی سمجھتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور قہقہوں سے بھرپور ناول

پرنس کاچان

مصنف --- مظہر کلیم ایم اے

○ پرنس کاچان--- ایک نیا دلچسپ اور منفرد کردار---؟

○ پرنس کاچان--- جس کا سیکرٹری علی عمران تھا۔ لیکن پرنس کاچان نے اس کا نام "ڈم ڈم" رکھ دیا تھا۔ انتہائی دلچسپ سچویشن۔

○ پرنسز وائنا--- پالینڈ کی پرنسز وائنا جو نوادرات حاصل کرنے کے لئے قتل عام کرانے سے بھی دریغ نہ کرتی تھی۔

○ وہ لمحہ۔ جب پرنسز وائنا اور پرنس کاچان ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے اور قہقہوں کا طوفان برپا ہو گیا۔

○ پرنسز وائنا جسے گرفتار کرنے کے لئے سر عبدالرحمٰن بذات خود گئے تھے لیکن--- انتہائی دلچسپ سچویشن۔

○ سر عبدالرحمٰن--- جو عمران کو گولی مارنے کے لئے اس کے فلیٹ پر آ رہے تھے اور عمران کو اپنی جان بچانے کے لئے اماں بی کی پناہ ڈھونڈھنی پڑی۔ کیا عمران بچ گیا۔ یا---؟

○ سوپر فیاض--- جو سر عبدالرحمٰن کے غیظ و غضب سے بچنے کے لئے باتھ روم میں چھپ گیا جبکہ سلیمان اپنے گاؤں فرار ہونے پر مجبور ہو گیا۔ سر عبدالرحمٰن کیوں اس قدر غضبناک ہوئے۔

○ وہ لمحہ جب عمران کو سر عبدالرحمٰن کے غیظ و غضب سے بچانے کے لئے سر سلطان کو خود سر عبدالرحمٰن کو کوٹھی پر پہنچنا پڑا اور عمران کی اماں بی کی بھی ایک نہ سنی گئی۔ انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ سچویشن۔

○ وہ لمحہ جب پرنسز وائنا نے پرنس کاچان اور اس کے سیکرٹری ڈم ڈم کو بے عزت کر کے اپنی رہائش گاہ سے نکلوا دیا اور سیکرٹری ڈم ڈم نے پرنس کاچان کی توہین کا انتقام لینے کا فیصلہ کر لیا--- کیا واقعی۔

○ وہ لمحہ جب پرنس کاچان کی مدد سے سر عبدالرحمٰن نے آخر کار پرنسز وائنا کو گرفتار کر لیا لیکن پرنسز کی گرفتاری کے بعد سر عبدالرحمٰن نے پرنس کاچان اور اس کے سیکرٹری ڈم ڈم کی گرفتاری کا بھی حکم دے دیا۔ کیا پرنس کاچان اور اس کا سیکرٹری گرفتار ہو گئے یا---؟

○ وہ لمحہ جب سر عبدالرحمٰن نے پرنس کاچان کو پرنس تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب پرنس کاچان نے اپنی سرکاری حیثیت ظاہر کر دی تو سر عبدالرحمٰن حیرت سے بت بن کر رہ گئے---؟

○ وہ لمحہ جب پرنس کاچان کو سر عبدالرحمٰن کے پیر پکڑنے پڑے اور عمران نے جو اس کا سیکرٹری تھا خوف کے مارے دوڑ لگا دی۔

○ پرنس کاچان درحقیقت کون تھا--- انتہائی دلچسپ کردار--- مزاح اور دلچسپی سے بھرپور ایک ایسا ناول جس کی ہر سطر قہقہوں سے بھرپور ہے۔ مزاح سے بھرپور سینکڑوں ہزاروں انتہائی دلچسپ سچویشنز۔ ایک ایسا ناول جس میں عمران بڑے طویل عرصے کے بعد اپنی پرانی فارم میں نظر آتا ہے۔

-☆- انتہائی دلچسپ یادگار اور منفرد ناول -☆-

= =

یوسف برادرز- پاک گیٹ' ملتان

= =